UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228601
UNIVERSAL
LIBRARY

نمونۂ کمالِ حُسنِ مکمل حبیب

کہ درین خزان قالب روح خیال و جوہر آئینہ مثال سرمایۂ نکات عجیب



بہ اہتمام محمد ابراہیم خان اکبر آبادی در بلدہ حیدر آباد دکن

از افق مطبع شمسی جلوۂ ظہور یافت

CHECKED 1956

تقریظ من الحکیم المحقق والفیلسوف المدقق فخر الحکماء المتالہین سلطان الکملاء البازغین الماہر فی العقلیات الحاذق فی الفلسفیات فرید دہرہ وافضل اہل عصرہ طویل الباع الشہیر فی الاصقاع جناب ... دامت معالیہ و (حامداً ومصلیاً) بورکت ایامہ

Checked

نقیر جس دیوان کی تقریظ لکہہ رہا ہی یہہ رشحۂ فیوضات اساتذۂ شعرائے اردو ہی۔ جسکے چند ... تحریر میرے پاس حاضر ہین اور اسمین ہر قسم کے اشعار موجود ہین۔ اگر مذاق توحید حکیمانہ تلاش کرنا ہی تو یہ مطلع غزل سر دیوان ملاحظہ فرمائے کس مرتبہ کا ہی ؎

حسن جب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا		ہر بت بیباک گرم لاف یکتائی ہوا

مولانا جامی نے بہی جو اس رنگ کے اُستاد تہے یہ مطلع خوب فرمایا ہے ؎

حسن خویش از روے خوبان آشکارا کردہ		پس بچشم عاشقان خود را تماشا کردہ

اسمین شک نہین کہ نزاکت معنی کے ساتہہ مولانا نے ودا نسجام[1] اس مطلع مین صرف کیا ہی کہ جسکی نظیر ملنا مشکل ہی جناب حبیب کنتوری نے بہی اس مطلع مین گو صنعت انسجام کو ملحوظ نہین فرمایا ہی۔ مگر یہ بلاغت صرف کی ہی کہ ذات واجب کو عین حسن قرار دیا ہی اور ملا صاحب نے ایسا نہین کیا ہی۔ بلکہ اضافت حسن خویش اور آشکارا کردہ۔ سے مغایرت درمیان ذات واجب اور اوسکے حسن کی واضح کردی ہی۔ اگرچہ مغایرت اعتباری ہو جسمین وہ مزا مفقود ہی جو عینیت اور ابہام سے اس مطلع مین جلوہ فرما ہی۔ ذات واجب کا عین حسن اور عین نور و عین بہا و عین جمال و عین وجود ہونا سب عبارات ہین اور مصداق ایک ہی ہی ؎

[1] صنعت سہل ممتنع کو انسجام اور تسہیل بہی کہتے ہین ۱۲

عبادانتا شتی و حسنک واحد		وکل الی ذالک الجمال یشیر

آیہ اللہ نور السموات والارض ہین اگرچہ مفسرین ظاہری نور کو بمعنی منور لیتے ہین اور اطلاق نور بر سبیل حقیقت خدا پر نہین کرتے۔ مگر صدر المتالہین و شرف الحکما و العارفین صدر الدین شیرازی نے شرح آیۂ نور مین تحقیق کی ہی کہ اطلاق نور بر سبیل حقیقت ذات واجب پر ہی۔ پہر۔ صورت گر ذوق خود آرائی مین اس حدیث کی طرف اشارہ ہی کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ تناسب لفظی حسن کا ذوق کے ساتہ واضح ہے۔ لفظ بیباک مین نفی وحدۃ حقیقی غیر کی طرف پہلا اشارہ ہے لاف مین گویا اوسکو واضح کردیا اور یہ لفظ بہی اسی لفظ بیباک واقع ہوا اور لاف مین ابطال وحدت غیر اسوجہ سے ہے کہ کل ممکن زوج ترکیبی علی ما تقرر فی الفلسفۃ الالھیۃ یہ طریق ابطال وحدت کا حکیمانہ ہی اس مطلع مین اور بہی معانی دقیقہ حکمیہ ہین جنکو افسوس کہ ہم ضیق مقام کیوجہ سے یہان لکہہ نہین سکتا تغزل کے پیرایہ مین مطالب حکمیہ الہیہ کا ادا کرنا یہ طریقہ حافظ شیرازی کے کلام بلاغت نظام کا ہی جسکے جناب حبیب اپنے کلام مین سالک ہین۔ اگر صوفیانہ رنگ مطلوب ہو تو اسی غزل کے دوسرے شعر پر نظر فرمائے ہ

دیکہہ کر آئینہ وحدت مین کثرت کا جمال		محشرستان تعین کنج تنہائی ہوا

یہ شعر اپنے مرتبے مین بہت ہی پر مغز ہے۔ وحدۃ وجود کے مسئلہ کو عجب عنوان سے نظم فرمایا ہی۔ اس شعر کے نکات کی تسہیل ادراک کے لیے مختصراً جس مسئلہ کا بیان ضروری ہے وہ یہ ہی کہ ان الموجودات مع کونہ عین الواجب وغیر قابل للتجزی والانقسام قد انبسط علی ھیاکل الموجودات و ظھر فیھا فلا یخلو عنہ شیٔ من الاشیاء بل ھو حقیقتھا و غیرھا وانما امتازت و تعددت بتقیدات و تعینات اعتباریۃ و یمثل ذالک بالبحر و ظھورہ فی صورۃ امواج کثیرۃ

مع الله لیس ھناك الا حقیقۃ البحر فقط- اس شعر مین لفظ محشر ستان سے عجیب لطف دیا ہی- اسلیے کہ حشر کے معنی جمع کے ہین- مصباح المنیر قومی مین ہے کہ حشر ناھم حشرًا من باب قتل جمعتھم والمحشر موضع الحشر- اور تعینات ہی مین وجود حقیقی باعتبار مظاہر کے مجتمع ہے پہر کنج تنہائی سے کیا خوب اشعار وحدۃ فی الکثرۃ کا فرمایا ہے- اگر واعظانہ طرز دیکہنا ہی تو اسی غزل کا یہ شعر کیا خوب ہی ؎

کچہہ بجز غفلت نہ ہاتہہ آیا متاع دہر سے	مال دنیا صرف شغل بادہ پیمائی ہوا

وادی مناجات مین یہ شعر کسقدر عمدہ ہی ؎

سناؤن کیا میرے معبود سرگذشت اپنی	مآل یہ ہے کہ خوف معاد سے لیکے پہرا

کس اختصار کے ساتہہ دوسرے مصرعہ مین تمام سرگذشت معاصی بشری کو چند لفظون مین ادا کر دیا ہے- اور (لیکے پہرا) ردیف نے یہان کیا مزا دیا ہی- پہر مآل و معاد مین کسقدر تناسب ہے ایک دقیق مسئلہ جبر و اختیار کو کس انداز متکلمانہ سے اس شعر مین ادا کر دیا ہی- ؎

کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت مسبب کا وجود	جبکہ تہا افعال مین مضمر اثر تسخیر کا

اور حکما کے اس مقولہ کو کہ الانسان مضطر فی صورت المختار اور حدیث لا جبر و لا تفویض بل امر بین امرین اور حدیث علوی قال لما سئل علی بما ذا عرفت ربك قال عرفت ربی بفسخ العزائم و نقض الھمم لما ھممت فحیل بینی و بین ھمتی و عزمت فخالف القضاء والقدر عزمی فعلمت ان المدبر غیری- کس لطافت سے مصرع ثانی مین ادا فرمایا ہی چونکہ یہ مسئلہ سخت مشکل اور فہم عوام سے باہر ہے لہذا صرف اشارہ کافی سمجھا گیا- اس مسئلہ فلسفہ الہیہ کو کہ وجود عالم ذات واجب سے مثل وجود کلام عن المتکلم یا وجود ضوء عن الشمس ہی- نہ کوجود الکتابۃ عن الکاتب اس شعر مین صرف کیا ہی ؎

روز ہے جلوہ نیا اوسکا ازل سی تا ابد
جو نہین محتاج اک لحظہ کسی تنویر کا

یعنی شمس الوجود جو غنی بالذات ہی اوسی کے جلوہ اور اوسکی ضو سے وجود عالم از ازل تا ابد ہی۔ اور اگر وہ ایک آن افاضۂ نور وجود نکرے تو دفعۃً عالم معدوم ہوجاے کما قال اللہ ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ ف جدال اور مرا جو ذمایم اخلاق مین سے معدود ہی دیکھو احیاء العلوم امام غزالی کتاب آفات اللسان ۔اس کے انجام بد کو اس شعر مین ظاہر کر دیا ہی ؎

باہم یہ بات باتین کج بحثیان ہین قہر
ہو جاتا ہے نفاق نتیجہ ملال کا

ف ملاحظہ فرمائے صنعت انسجام کے ساتھہ یہ شعر ضرب المثل ہونیکے قابل ہی ؎

وہ جفا کرکے وفادار و نیر + اک نہ اک روز پشیمان ہوگا = یہ مطلع بھی شاید جدید مضمون اسی رنگ مین ہی ؎

ہمارے دل مین تیری زلف کا خیال آیا
خراب ہو گیا اس آئینہ مین بال آیا

اسطور سے خیال زلف کو شاید کسی نے نہین باندہا ہے ف ذوق عاشقانہ اور ذوق صوفیانہ کو اس شعر مین خوب جمع کیا ہے ؎

تم رہو دل مین پھرین ڈہونڈہتے ہم غیر کہین
بدگمان ہوگا نہ ہمسا کوئی غافل ہوگا

یہ زمین بہت پامال ہی مگر نسیم دہلوی کا ایک شعر اسی زمین مین مجھے یاد ہی۔ بہت خوب کہا ہی ؎

حشر مین نامۂ اعمال دکہائین گے بشر
میرے ہاتہون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

حبیب صاحب نے جو غزل اس زمین مین لکھی ہی اوسکا ہر شعر انکی استادی کی دلیل ہے ؎

عاشق زلف ہین ای ابلعدم حشر کے دن
ہم جہان ہونگے وہین شور سلاسل ہوگا

محمل کے قافیہ کو صوفیانہ طرز مین خوب کہا ہی ؎

تیرا یہ لطف و ترحم یہ لگاوٹ یہ حجاب
کہین مجنون کہین لیلی کہین محمل ہوگا

اسی غزل کی مقطع مین کہ ؎ لطف ہی حشر کے دن حسن عقیدت کا حبیب | ساتھ ہر شخص کے اوسکا متوسل ہوگا

اس آیۂ قرآنی کیطرف اشارہ ہی یوم ندعو کل اناس باما مھوا لا یبنہ یہ تمام غزل جناب حبیب کی اُستادی پر ایک قاطع دلیل ہی۔

وله

چرخ بے مہر کے ہاتھون نے دُکہی دل کیا کیا	خاک مین اسنے چھپائے مہ کامل کیا کیا
شب فرقت مین تیری اے گہر بحر وفا	بہر گئے دیدۂ خونبار سے ساحل کیا کیا

ف مین ناظرین کو اس دیوان کے محامد سے اسطرف بہی متوجہ کرتا ہون کہ فلسفۂ تہذیب اخلاق مین کسی اردو شاعر نے غالباً اسقدر توجہ نہ کی ہوگی جسقدر جناب حبیب صاحب نے فرمائی ہی۔ یہان تک کہ حرف بار مین تہذیب ہی کے لفظ پر غزل کے ہر شعر کا اختتام ہی ملاحظہ ہو

؎ مہر والفت سے ہے مآل تہذیب	خاکساری سے ہے کمال تہذیب

پوری **غزل** نہایت لطیف ہی۔ اگر بنظر انصاف کوئی شخص اس دیوان کو دیکھیگا تو وہ اس فصل الخطاب مین ایک لمحہ کے لئے توقف نہ کریگا کہ تمام اردو دیوانون مین یہ دیوان مسائل۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ اخلاق پر اسقدر حاوی ہی جسکی نظیر نہین ملسکتی اور پہر لطف یہ ہی کہ شاعری کے محاسن اور نکات کو بہی اسمین پورا صرف کیا ہی **ف** کسی شاعر کے اقتدار کلام کا موازنہ کرنیکے لئے یہ بہی دیکھا جاتا ہی کہ اوسکو مشکل اور ناہموار زمینون پر کیسی قدرت ہے۔ اس مقصد کیلئے جو غزل میرے سامنے ان چند اجزا مین ہے وہ ایک جید برہان حبیب صاحب کی قوت اور قدرت نظم پر ہی۔ **وهوهذا** ہر ایک عروج حکومت ہے دوپہر کی دہوپ ہمیشہ ہوتی ہی دولت کی چہاؤن ڈہلتی دہوپ۔ اسمین یہ شعر نہایت عمدہ کہا ہی ؎

تم آکے سامنے غرفہ مین بیٹھ جاؤ اگر	سب نے ہمارے لئے چاندنی سے ٹہنڈی دہوپ

اس غزل مین نیچرل شاعری اور مشتاقین سین کے مذاق کا یہ کیا اچھا شعر ہے ؎

سہانے وقت ہین ایدل دم طلوع و غروب | سمان دکہاتی ہے قدرت کا دہیمی دہوپ

مقطع ہی بہ مثل کہا ہی ؎ حبیب آگئی پیری سپید بال ہوئی ؛ اٹہو بلند ہوا آفتاب پہیلی دہوپ

دوسری غزل کی زمین مشکل ہی مگر خوب کہا ہے ؎

ہجر مین وصل کی دی دل نے خبر آپ ہی آپ | جسطرف غور کیا آسے نظر آپ ہی آپ

اسمین سیاست مدن پر چند اشعار قابل دید ہین ۔ ؎

پہیل جاتی ہی کسی قوم مین تہذیب جہان | سیکہہ لیتا ہے ہر ایک علم و ہنر آپ ہی آپ

اسمین لفظ ہنر سے اسطرف اشارہ ہی کہ صنعت و حرفت کے عروج سے علاوہ علوم کے ایک قوم دوسری قوم کو اپنا بندہ اور غلام بنا لیتی ہے جو دونون یا ایک سے بہی بے بہرہ ہون فافہم ولہ

ہو گئی مشترک اغراض مین جب خود غرضی | روکئے لاکہہ بپا ہوتا ہے شر آپ ہی آپ

یہ شعر لب لباب اون اسباب کا ہی جن سے مسلمانون کی سلطنت فنا و برباد ہوگئی ۔ اور آج نصاری اونکے مالک الرقاب بنے یہ شعر اس تغزل مین ؎

یہ بہی پاتا ہے شرف قطع منازل کرکے | ماہ نو ہو نہین سکتا ہی قمر آپ ہی آپ

اگرچہ یہ مضمون متنبّی اپنے قصاید مین لکہہ چکا ہے مگر لفظ شرف سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہوگئی ہی ف ردیف جیم فارسی مین (جہوٹہہ سچ) کی زمین بہت ہی مشکل تہی مگر کسقدر اچہے اشعار اوسمین نکالے ہین ۔ یہ شعر اخلاقی طریقہ مین کیا خوب ہی ؎

کیون نہ بہاگون صحبت اہل دول سی دور دور | ہونگے خوش یہ جب کرون باتین بنا کر جہوٹہہ سچ

تغزل مین یہ شعر ایسی مشکل زمین مین کسقدر نادر ہی ؎

سیدہی باتون مین وہ الجہے ہو گیا برہم مزاج | کان مین کچہہ کہہ گئی زلف معنبر جہوٹہہ سچ

اس شعر مین ؎ سر پہ خود حضرت انسان نے اوٹہایا وہ بار ؛ کوئی مخلوق نہ جسکا متحمل ٹہیرا

گو مضمون حافظ شیراز کا ہی ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید ؛ قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند -

اس شعر عالی کے حسن کو کوئی بشر کیا لکھہ سکتا ہی اور اوسکی تقابل کی ہوس کون کرسکتا ہی اصل آیہ جسکا
مضمون حافظ شیراز نے نظم فرمایا ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض فابین ان
یحملنہا وحملہا الانسان کان ظلوماً جہولا مگر جناب حبیب نے جب دیکھا کہ حافظ شیراز نے
گویا بخلاف آیہ قرآنی کے صرف آسمان ہی سے نفی بار امانت کی ہی - حالانکہ آیہ قرآنی مین آسمان
وزمین دونون سے یہ نفی مذکور ہی - تو اونہون نے یہ تصرف شعری کیا کہ لفظ مخلوق جو دونون سے
عام ہے - اس مقام پر استعمال فرمایا اور اسطرح حملہا الانسان کی وقعت تخیلی کو بڑہا دیا ہی جو خاصہ شعری
اس شعر مین کہ ؎ زندگی مین ہوا اوس شوخ کا ملنا دشوار ؛ روح کو جامہ تن پردہ حایل ٹہیرا
اگرچہ اس مضمون کو جناب حافظ شیراز نے خوب فرمایا ہے کہ ؎

حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنم ؛ خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ برفگنم

مگر لفظ شوخ نے تغزل کا مزا اصل مضمون عرفانی مین زیادہ کردیا ہے - یہ شعر ضرب المثل ہونیکے

قابل ہی ؎ ہزار کیجے بناوٹ مگر نہین بنتی ؛ کیا تپاک دلون مین جہان ملال آیا

اس شعر مین مضمون مقولہ حکیمانہ جناب امیر مضمر ہی جو نہج البلاغۃ کے کلمات قصار مین ہے
کہ ما اضمر احد شیئاً الا وقد ظہر من صفحات وجہہ وفلتات لسانہ - مسئلہ رویت ذات واجب
کو انداز تغزل سے کسقدر خوب لکھا ہی ؎ لاکہہ ڈہونڈہا نظر آیا نہ کہین ؛ کیا ٹہکانا ہت ہر جای کا -
یہ اشارہ دلیل ثالث نفی رویت کیجانب ہی - اسلیے کہ تلاش انسانی اوس شے سے عادتاً متعلق
ہوتی ہی جو کسی جہت مین ہو اور جب جہت ذات واجب سے مسلوب ہو تو پھر رویت اوس کی ممکن نہین ہے
اور دوسرے مصرع مین تمام وجودات ممکنہ کو دلائل وجود باری تعالی قرار دیا ہی - لہذا وہ اس
اعتبار سے گویا ہر جگہ ہی اور بت کے معنی مذاق عارفانہ مین حمد کے ہین - لا نملک الا وجوداً

حقیقتاً فلا جوف فیہ لانہ نوع زیادۃ الوجود علی الماھیۃ ف یہ شعر دیکھئے کہ لطف
زبان کے ساتھہ بندش مضامین مین ہی کیا حسن پیدا کیا ہے ۵

جام ٹوٹا تو صدا آئی شکست دل کی		بہہ گیا بادہ گلگون میرے آنسو کیطرح

دوسرا شعر بہت قابل قدر ہے کہ شیرینئ زبان مین حلاوت تشبیہات صادقہ کو ملا کر ایسا قند
مکرر بنایا ہے جس سے اوسکے اخلاقی مضمون کا مزہ دوبالا ہوگیا ہے ۵

اپنی وہ سید ہی روش ہی کہ جھکے جو اکبار		تو ہم آنکھو نپہ بٹھائین اوسے ابرو کیطرح

ف رعایت ادب گویا ایک بڑا واجب علینی شاعری کا ہے جسمین متنبی سا شاعر بدنام ہے کہ
قصاید مدحیہ مین زمام لعو سب خدا ورسول بہی اوسکے ہاتھہ سے چھوٹ جاتی ہے مگر حبیب
نے اس شعر مین قابل دید مراعات ادب فرمائی ہے ۵

حبیب ہین بند کام تیرے کہان ہین شاہ انام کہے		نہین پہونچتے امام تیرے ہی بندہ بوتراب کیسا

یہ مقام مقتضی اس جملہ کا تہا کہ جب امام نے وقت مصیبت مین حبیب کی دستگیری نہین کی تو وہ
امام کیسے۔ مگر نقص نیاز و تقرب اپنا بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ خود بندہ بوتراب مین ہنوز استعداد
ہی اسکی نہین آئی کہ امام اوسپر اپنی فیوض و توجہ کو مبذول فرمائین دیکہئے غالب سے یہ نکتہ رہگیا ہے ۵

۵ رندگی اپنی جو اس طرح سے گذری غالب		ہم بہی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکہتے تہے

ف اس شعر مین حدوث اجسام عالم کی ایک دلیل کیطرف اشارہ فرمایا ہے ۵

سارے حادث متغیر ہین فقط تو ہے قدیم		تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

اس شعر مین مصرع اول کے یہ معنی ہین کہ کل عالم اجسام متغیر ہے اسلئے کہ وہ اعراض متغیرہ سے
کسیطرح خالی نہین ہو سکتے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے لہذا تمام عالم اجسام حادث ہی چونکہ پہلے
مصرع مین مذہب متکلمین حدوث عالم مین اختیار کیا ہے لہذا دوسرے مصرع مین ذات واجب

کو۔ فاعل مختار بنا بر مذہب اہلکلام کہنا ضروری ہوا۔ اسلیئے یہ فرمایا کہ تو اپنے اختیار کی بنا پر جب
چاہے جس حادث کو حیز عدم سے وجود مین لائے اور جب چاہے اوسپر عدم لاحق و طاری کرے
ف اگر مین احصاء ان اشعار **دیوان جناب حبیب** کا کرون جن مین انہون نے مسائل
دقیقہ فلسفہ الٰہیہ اور قواعد شریفہ فن اخلاق و دیگر فوائد علمیہ کو صرف کیا ہی تو یہ تقریظ ایک مجموعہ منتخب
اشعار دیوان اور اوسکی شرح کی صورت پیدا کرے لہذا اب مین اس مقصود کو ناظرین اولی الابصار کی حوالہ کرتا
ہون جنکی خدمتمین یہ دیوان پہونچیگا۔ اور ایک دوسرے ضروری مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہون ہان
اسقدر گذارش کر دینا اور بہی ضروری ہی کہ مین نے اپنے اس بیانمین اس دیوانکی اکثر صنائع فن بدیع کو عمدًا
اسلیئے فروگذاشت کیا ہی کہ اوسکی فراوانی سی گویا ہر ورق اس دیوان کا بوستان بدیع ہی عیان را چہ بیان۔ مگر اوس مسئلہ اہم کی
تحریر مین مجہے دو مشکلین درپیش ہین۔ ایک تو یہ کہ کتابخانہ میرا وطن مین ہے اور یہان دواوین
شعراے اردو بہی میرے پاس نہین ہین البتہ چند دیوان چند شعرا کے وقت تحریر ملگئے ہین جسپر
خامہ فرسائی کی مجال ہوئی مگر انپر سوا سرسری جابجا نگاہ کرنے کے بالاستیعاب دیکہنے کی بہی
فرصت نہین ہے دوسرے اس مسئلہ کی تقریر مین ایک گروہ کثیر کی ناخوشی خریدنا ضرور ہی لیکن
اگر مین اسکو قطعًا متروک کردون تو گویا اس تقریظ کا جزو اخیر علت تامہ مفقود ہوا جاتا ہی لہذا الحقّ
مُرٌّ کہکر ناظرین با انصاف سے خطاب کی جرءت کرتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ اذا رضیت
عنی کرام عشیرتی الخ وہ مسئلہ اہم یہ ہے کہ مصنف دیوان کا مرتبہ شاعری مین بیان کیا جائے
لہذا میرے خیال مین محل بحث یہ کلام ہے کہ جناب حبیب اپنے معاصرین مین کیا مرتبہ رکہتے ہین
جہان تک میری راے اس مسئلہ مین ہی وہ یہ ہی کہ جناب حبیب اپنے اکثر معاصرین پر فایق
ہین۔ مگر یہ تفاضل اون شعراے معاصرین سے نہین ہی جو شاعر بالطبع ہین اور اونکو علوم ادبیہ
سے اسقدر بےخبری ہی کہ اکثر اغلاط لفظیہ و اضحہ سے بہی اونکا کلام پاک نہین ہی اور بحث

واتفاق کے زور بازو نے اونکو ایک عظیم جاہ و ثروت و قبول کے رتبہ پر پہونچا دیا ہے بلکہ اس تقابل کے موجودہ شعرا ہین جنہون نے کم سے کم صرف و نحو عربی و عروض و ادب کو مقدمات کی حد تک حاصل کیا ہوا اور پھر شاعری کے دائرہ مین قدم رکھا ہو قلیل ماھم الا ہیں اونکے کلام کا تقابل عماد الشعراء **امیر احمد مینائی** مرحوم سے کرتا ہون جو ملک الشعراء **اسیر** لکھنوی کے نامی شاگرد تھے یہ شعر جناب **امیر مینائی** کا ہے ؎

روشن دلون کا عیب بھی تشبیہہ سے ہے ہنر	کیونکر نہ بڑھ کے بدر ہو ناخن ہلال کا

اس شعر مین بڑھ کے بدر ہونا ایک زائد کلام ہے۔ اسلئے کہ روشندلون کے عیب کی ہنر سے تشبیہہ کے لئے ہلال اور ناخن ہلال کافی تھا اسوجہ سے کہ ہلال گو ناقص ہی مگر پھر بھی محبوب ہے اور یہ گویا اوسکا ہنر ہے **حشو مستحسن کی ایک عمدہ مثال** کلام ابوطیب متبنی سے گذارش کیجاتی ہی قال یابنی حارث بن لقمان لاتعدمکم فی الوغی متون العتاق ابو الفتح بن جنی شارح دیوان متبنی نے فرمایا ہی کہ یہان اگر فی الوغی کا لفظ نہ لاتا تو ممدوح ایک چابک سوار ہوتا جسکا پیشہ یہ ہے کہ ہمیشہ گھوڑے پر سوار ہے لیکن شان ملوک یہ ہی کہ اکثر اوقات وہ اپنی تدابیر ملکی مین اپنے مقام پر صرف کرین اور بوقت ضرورت و جنگ گھوڑونپر سوار ہون یہ حشو ایک نصیحت اون والیان ملک کو ہی جو اپنے کمالات کا انحصار چابک سواری نشانہ بازی مین سمجھین۔ بس عربی شاعر کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ اوسکا حشو تک ایک مسئلہ سیاست ملکی پر مشتمل ہوتا ہے **حبیب صاحب** نے بھی نظرتی پیرایہ مین کسقدر کلام تام فرمایا ہے ؎

کوشش سے دور ہو نہین سکتا ہی جرم ذات	دھبہ مٹا نہ چرخ پہ تیغ ہلال کا

اگرچہ بظاہر یہ اعتراض اسپر وارد ہوتا ہے کہ دھبہ جرم قمر مین بحالت بدر یہ نمایان ہوتا ہی نہ ہلال مین مگر قمر مین فی الواقع کلف وسط ہی مین نہین ہی بلکہ اوسکی بعض اطراف بھی اس سے خالی نہین

ہین کما تحقق من آلات الرَّصدِیّۃ دوسری ترقی تو دیکھیے کہ اجسام سفلیہ ارضیہ سے جو ظاہر امعرض زوال وتغیر مین ہین بہ ذاتی اور بداصلی کا دہبہ کیا مٹے گا جب اجرام سماویہ سے دہبہ نہ مٹ سکا مگر امیر مرحوم نے اسی طرح مین یہ شعر اسقدر بیمثال کہا ہے کہ انصافًا اونکی استادی پر ایک برہان ساطع ہے ـ

ع اجر جو تھی رحیم نہ سایہ تہا اسکی	بلا	دل لپٹ جائی زیر قدم پایمال کا

دوسری ہمطرح غزل امیر کا مطلع ہے ع

غیر تو زندہ ہے پہر غم ہے میری جان کسکا		سوگ رکھے ہوئے ہے زلف پریشان کسکا

جناب حبیب کنتوری کا یہ مطلع ہی ع

غم کرے جز مرے جمعیت دوران کسکا		خاک ہوکر بھی ہی ہر ذرہ پریشان کسکا

ظاہر ہی کہ یہ مطلع جناب حبیب کا جناب میناؔئی کے مطلع سے بڑہا ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ جس چیز مین جناب حبیب کے دیوان کو جناب میناؔئی بلکہ اکثر دواوین طبقہ اولی وطبقہ ثانی شعرائے لکھنؤ ودہلی ودیگر معاصرین پر تفضیل ہی وہ کثرت استعمال عوامض علمیہ واصول اخلاقیہ ولوادر ایقاصناعہ قومیہ ہو دیث ثانیًا جناب غالب کا دیوان بھی وقت تحریر سامنے ہی سلطان الشعرا جناب غالب کی کمال شاعری فارسی مین کشکیک کرنا شریعت ادراک مین حرام مطلق ہے اور حقیقتًا وہ اپنے زمانہ مین فخر ہندوستان ونادر زمان تہی ـ مگر اونکی اردو شاعری کہین تو غلبۂ فارسیۃ سے زبان کا مزہ کہو دیتی ہو اور کہین تعقید و اغلاق کے معمّے معما جید ایسے رکھی ہین کہ مقصود شاعر واضح ہونا مشکل ہوگیا ہے مگر جہان کہین یہ ارادہ کرلیا ہی کہ اپنے کمال کا جلوہ دکہادین ـ اون اشعار مین انصاف یہ ہی کہ قلم توڑ دئے ہین ـ پورے دیوان پر نظر کرنے معلوم ہوتا ہی کہ اردو شاعری کو شاید وہ اپنا کمال ہی نہ سمجھتے تہے اور اسوجہ سے بالاتفاقی اوس کم تو بھی ملکے بہت آثار اردو کے اشعار مین ـ نظر آتے ہین ہم اس دیوان سے تقابل کے لئے

اونکے چند اشعار نقل کرتے ہین - جناب غالب کا سر دیوان مطلع ہے

کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا		نقش فریادی ہے کسکی شوخیِ تحریر کا

اس مطلع کے معنی مین لوگ کسقدر غلطان و پریشان ہین اسکی تحریر کی ضرورت نہین ہے جناب حبیب کنتوری فرماتے ہین ہے

نقش پا ہو ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا	؎	آہن آئینہ سے اوسکے عشق کی تاثیر کا

زنجیر کے قافیہ مین جناب غالب کا یہ شعر ہے ہے

موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا		بسکہ ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیر پا

یہ پوری غزل دیوان غالب کی اگر دیوان ہذا کی غزل زمطرح سے مقابل کیجاے تو اس دیوان کی غزل ضرور اوسپر فائق ہے - دیوان غالب کی غزل ہے

وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودون کے طاق نسیان کا		ستایش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضوانکا

اگر اس دیوان کی اس غزل سے مقابل کیجاے ہے

کہ محراب حرم ہے عکس میرے طاق نسیانکا		بڑا رتبہ یہان تک خود فراموشی مین عرفان کا

دیکھیے یہ مطلع کیا عظمت و شان رکھتا ہے اور غالب کے رندانہ رنگ کے خلاف صوفیانہ مذاق سے مرتبہ فنافی اللہ کو کس جلالت سے بیان کیا ہے کوئی عاقل اس مطلع کے تفوق مین سطح دیوان غالب پر شاید شک نہین کر سکتا اگر پوری اس غزل کا غزل دیوان غالب سے تقابل کیا جاے تو اس غزل حبیب کے سباق انعایات ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہو سکتا - خصوصًا ذرا دربان کے قافیہ مین دونون کے کلام کو ملاحظہ فرمائے - غالب -

مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے دربان کا		اوگا ہے گھر مین ہر سو سبزہ ویرانی تماشا کر

حبیب - بہر وحشت ہین برگشتہ قسمت یار کے در سے + ہوا دھوکھا مجھے وان اپنے ہی سایہ پہ دربانکا

دیوان غالب کی غزل جسکا یہ مطلع ہے ہے

حسن غمزہ کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد	بارے آرام سے ہین اہل جفا میرے بعد

حبیب کی یہ غزل اسی طرح ہین ؎ کیا دکھائینگی حسین ناز و ادا میرے بعد ✤ نہ ہوگا کوئی سر مشق جفا میری بعد

پوری غزل کے تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ جو تغزل شیرینی زبان و صفائی بندش کلام حبیب مین ہی۔ غزل غالب اس سے بہت علحدہ ہی۔ اسکے علاوہ واعظانہ اور ضرب الامثال کے طور پر جسین دیوان حبیب اغلب شعرائے اردو کے کلام سے ممتاز ہے یہ دو شعر اس غزل مین کیا خوب لکھے ہین ؎

دوستو یاد رہی شرط محبت ہی یہی ✤	حق سے کرنا میری بخشش کی دعا میری بعد
بخشدی طاعت واجب ہی قضائی معبود ✤	کیا کریگا کوئی یہ دین ادا میرے بعد

میرے بعد کو کیا خوب ثابت کیا ہی۔ اسی زمین مین ایک مشہور غزل زبان زد خاص و عام ہی ؎

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد	نہ رہی دشت مین خالی میری جا میری بعد

میرانیس نے بھی ایک سلام اس زمین مین کہا ہی جسکا ایک شعر مجھے یاد ہے ؎

یاد جس وقت کرینگے یہ کلام رنگین	کف افسوس ملین گے شعرا میرے بعد

ثالثاً نظر فقیر مین ابتدائے جس نظم نے جناب حبیب کی شاعری کو وقیع بنایا وہ **قصیدہ** سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ ہی۔ جسکی زمین ہی سالگرہ مقالگرہ یہ قصیدہ میرے خیال مین یہ درجہ رکھتا ہی کہ اگر کوئی شخص عمر بھر ایک شعر نہ کہے اور صرف ایک قصیدہ ایسا لکھے تو اوسکی اوستادی کے سلئے بس ایک قصیدہ ہی کافی ہے اور پھر کسی غزل اور مثنوی اور دوسرے قصیدہ کی ضرورت نہین ہی اگر ذوق دہلوی جو قصیدہ گوئی مین طبقہ وسطی کے شعرا مین فرد شمار کئے جاتے تھے زندہ ہوتے تو وہ بر سبیل اضطرار اس قصیدہ کے داد دیتے اور پھڑک جاتے۔ اور اس شاعری کے ایسے معترف ہوتے کہ بے اختیار کم ترک الاول للاخر پکار اوٹھتے۔ دقت معانی اور شوکت الفاظی اور متانت ترکیب

اور رشاقت تشبیہات واستعارات کو عجب بلکہ معجز انداز سے یکجا فرمایا ہی رابعًا اس دیوان مین یہ عیب ہے کہ عوام پسند نہین ہی۔ اسلئے کہ اوسکی زبان فاضلانہ ہے اور سبب اس کا یہ ہی کہ تمام مہذب السنۂ دنیا کی ۳ طبقے ہین (۱) زبان افاضل وعلمار (۲) زبان متوسطین (۳) عوام کالانعام۔ بازاری لوگون کی زبان معیار اعتبار قسم اوّل ہے۔ یہ زبان دو طرح حاصل ہوتی ہی یا خود تحصیل علوم وصحبت وخدمت علما سے یا یہ کہ خاندان اعلام روزگار واہل کمال مین اوسنے پرورش پائی ہو اور عقل ہیولا نے کے بعد ہی سے اوسنے ادراک محسوسات مین وہ الفاظ و محاورات سُنے ہون جو زبان علما ء پر جاری ہون اور انہین کے امثال الفاظ ومحاورات سے اوسکی زبان آشنا ہو جائے شیخ الرئیس نے فاتحہ بار یر مینا س الشفا مین ارشاد فرمایا ہے کہ جب بحسب اقتضائے ضرورت مدنیہ انسان کی زبان پر جریان الفاظ ہوا تو اگر معاشرت اوسکی اہل علم سے ہے تو اوسی قسم کے الفاظ اوسنے سنے اور اوس کی قوت حافظہ نے یاد کئے اور وہی اوسکی زبان پر آئے یہ مثل مشہور ہے العلم فی الصغر کالنقش علی الحجر پھر اسنے اگر مقدمات علمیہ تحصیل کر لئے ہین تو یہ کیفیت اور ملکہ روز بروز راسخ القدم ہوتا گیا۔ یہانتک کہ اگر اوس سے یہ کہا جائے کہ وہ طبقۂ اوسط اور ادنیٰ کی زبان کو اپنی تحریر وتقریر مین صرف کرے تو وہ اوسپر بالارادہ بھی قادر نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو بڑی مشکل سے جناب **حبیب کنتوری** ایسے خاندان کے افراد سے ہین جو ہندوستان مین علم وفضل کے لئے مثل آفتاب کے مشہور ہے اور اس خاندان کے تصنیفات جلیلہ کے آوازہ سے زمین و زمان مملو ہی لہذا اونکی زبان شعری قسم اوّل کی ہے جسکو مذاق عامیانہ سے گویا مباینت ہے اور چونکہ لذت نام ملایم من حیث ہو ملایم کا ہے لہذا عوام کو اس سے کچھ التذاذ حاصل ہونا گویا محال ہے اور اسیوجہ سے وہ پسند نہ کرینگے۔ بلکہ اگر جناب حبیب ارادہ کرین کہ اپنی زبان

شعری مین زبان قسم ثالث کا رنگ بھرین تو وہ اوسپر قادر بھی نہین ہین عوام الناس کو تو وہی اشعار زیادہ مرغوب ہوتے ہین جو اونکی زبان مین ہون اور اختلاف لسان موجب وحشت ہے۔ اعلیٰ مرتبہ زبان عامیانہ کا وہی جو شاہدان بازاری کا روزمرہ ہے۔ اس زبان کو بموجب قاعدہ مذکورہ وہ شخص بڑی لطافت سے نظم کرسکتا ہی جسنے خود اونکی مہدمین پرورش پائی ہو۔ یا اونکی صحبت اور معاشرت مین ایک زمانہ دراز بسر کیا ہو۔ ایسے شخص کی نظم مثل برق کے اس خس فروش طائفہ مین پہونچکر اونکے دل اور زبان پر قابو کریگی اور محافل رقص وسرود کی شمع انجمن بنجائے گی لہذا اگر اس دیوان کی **غزلین** عوام مین فخر شہرت حاصل نہ کرین تو کچھ محل استغراب واستعجاب نہین ہے۔ **خامسًا** اس دیوان کا مطبوع ہوجانا اردو زبان کے لئے وہ نعمت غیر مترقب ہی جسکا عدیل ومثیل ملنا اسکو باعتبار استقبال شاید محال ہے۔ اسلئے کہ اب اردو شاعری کی دیوار شکستہ پر صرف چند ہی نقش ونگار باقی رہگئے ہین اور وہ ان چند شعرا کے دم قدم سے ثابت ہین جو اساتذہ سلف کے یادگار رہین۔ یہ لوگ بھی اپنے زمانۂ شباب کی منزل طے کرچکے ہین انکے بعد اردو شاعری ملک عدم کو کوچ کرجائیگی اور حسرت ویاس اسپر تا قیامت ماتم کریگی۔ هذا ما رعف به القلم ورخص به الرقم ودکص به القدم علی جناح الاستعجال والبال فی بلبال وقمس الاعران موقدة النیران علی نکبات الزمان ولنعم ما افصح الشعراء **ابوطیب المتنبی** بیت انی الزمان بنوه فی شبیبته ‡ نسرهم والیتناه علی الهرم + وقت لیضیع عمر لیت مدته ‡ فی غیرامة من سالف الامم

تمت فی صباح خامس شہر رمضان المسلک فی شہور سنہ ۱۳۱۸ من الهجرة النبیۃ النذیر العریان حررہ شین الوجود العینی مرتضی الحسینی النونهروی الغازی فوری

کان اللہ لہ وحقق آمالہ

قصیدہ

در مدح بادشاہ اسلام پناہ رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار یار وفادار مظفر الممالک فتح جنگ حضور پرنور میر محبوب علیخان بہادر نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و ادام اللہ علی العلمین برہ و احسانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؀

پسند طبع ہے اسے شاید خیال گرہ
کہ اپنی زلف معقد گرہ پہ ڈال گرہ

ہین ڈھیر تازہ مضامین کے لولوئے شہوار
پرولے انکو دکھا دے کے بال بال گرہ

دوہائی تیغ ادا کی پھرے کمان ابرو
کرے جو جوڑ کے قوسین کو ہلال گرہ

پکارے طرۂ کاکل کو دیکھ کر عالم
لگی ہے مصرع قامت پہ بے مثال گرہ

نہ بھول تجھسے کہون جو لگائے آنچل مین
مثال میم معقد[۵] پری جمال گرہ

حضور شاہ مین جاتا ہے پھر عرض نیاز
عجب نہین جو دہن مین بنے مقال گرہ

ہمیشہ مدح مین قاصر ہے گریہ ذکر چھڑا
لگائے گا سر زانو مین انفعال گرہ

جواب مین یہی کہنا کہ مین بھی کہتا ہون
ثنائے شاہ بتقریب جشن سال گرہ

کلاوہ بنتا ہے جب رشتۂ حیات جہان
بقا کے قاف کیصورت خجستہ فال گرہ

[۵] میم معقد خط ثلث و نسخ مین لکھی جاتی ہے اوسکی شکل یہ ہی (م)

امین[ف۱] باغ کے جلسے ہین صحبتین گُل کی
ردیف ایک ہی پڑہ کر سناوہ پچہلی غزل[ف۴]

وہی گذشتہ[ف۲] و پیوستہ[ف۳] جشن سال گرہ
سخن کے رشتہ مین دی پہر اتصال گرہ

غزل

لگائین یوہین گرہ پر ہزار سالگرہ
سعید ہو میرے پروردگار سالگرہ

لٹائے آج نہ کیون چرخ گوہر انجم
سے شاہ وقت کی نذرِ نثار سال گرہ

عدو کے بدلے ہر اک تارہے کلاوے کا
بنے گی صفر کرو گر شمار سال گرہ

خوشی سلامتی شہ کی تہی دلوںمین نہان
جہان مین کرتی ہے پہر آشکار سال گرہ

مثال خضر ہو یارب مرے حضور کی عمر
کرین خوشی سے یوہین بار بار سالگرہ

خطاب جنگی و دولائی پائین گے امرا
بڑہانے آئی ہے جاہ و وقار سال گرہ

شگفتہ ہوتے ہین غنچے ریاض دولت کے
ہمیشہ آتی ہے بنکر بہار سال گرہ

مے طرب سے ہین مسرور سب خواص و عوام
ہے غُل سعید ہو اے شہریار سال گرہ

رہین حضور سلامت دعا یہہ مانگ حبیب
کرے کشایش ابواب کار سالگرہ

ف۱ - امین باغ ایک محلہ کا نام ہے اندرون بلدہ حیدر آباد متصل دلی دروازہ ۱۲ -

ف۲ - گذشتہ مراد ہے سال گرہ گذشتہ سے جو سنہ ۱۳۱۵ ہجری مین ہوئی تہی

ف۳ - پیوستہ یعنی سال گرہ پیوستہ سنہ ۱۳۱۶ ہجری -

ف۴ پچہلی غزل سے مراد یہی غزل ہے جو سنہ ۱۳۱۵ ہجری کے جلسہ سالگرہ مبارک مین بمقام امین باغ پڑہی گئی تہی -۱۲-

ابہی ہے یاد وہ ترجیع بند[۵۱] ہی سب کو — لطیف و چست تہی ہر ایک حسب حال گرہ

ہزار عقدۂ مضمون ہون اس طرح مین حل — نہ رہنے دے کوئی اے ناخن کمال گرہ

ثنا کے لکہنے سے مضمون یہ ہے ہمایون جشن — رہے نہ جوڑ[۵۲] قلم مین تراش ڈال گرہ

ہو سرخ جیسے لب معشوق خندہ رو شنجرف — ہر ایک نقطہ کو سمجہین لوگ لال گرہ

سواد چشم سے کیا عارض حسینان پر — یہ کہدے نافہ کے مانند کہولے خال گرہ

کہ ہے یہ آصف سادس کی مدح جسکی آج — خدا کے فضل سے تینتیسوین[۳۳] ہی سال گرہ

وہ بادشاہ دکن جسکا ناخن تدبیر — عمل کے رشتے سے کہولے ہر اک محال گرہ

یقین ہے صورت روباہ کانپے شیر فلک — بہوون مین اوسکی جو دیکہے دم جلال گرہ

بہم ہو غیظ مین ابرو سے گر جبین کی شکن — بچہائے روے زمین پر قضا کا جال گرہ

پڑے جو تیغ کے آئینہ مین بہوون کا عکس — بنائے وقت دغا جوہرون کا جال گرہ

گرائے ہاتہ سے شمشیر ایک اوجہڑ مین — عدوئے شہ کے انامل کی کہولے ڈہال گرہ

کہلے نہ رستم دستان سے گاو زوری مین — جو دے وہ بند کمر مین دم جدال گرہ

عقیل وہ کہ کسی طرح سے طبیعت مین — ملال کی نہ پڑے وقت اشتعال گرہ

ہزار شعر سناتا اسی زمین مین مگر — یہ خوف ہے کہ ہو وجہ قیل و قال گرہ

حبیب دزد مضامین کہین نہ گہات مین ہون — سمجہ کے رکہ قدم اس راہ مین سنبہال گرہ

دعا یہ اپنے قصیدہ کو ختم کرتا چند — لگی رہے گی دہن مین دم سوال گرہ

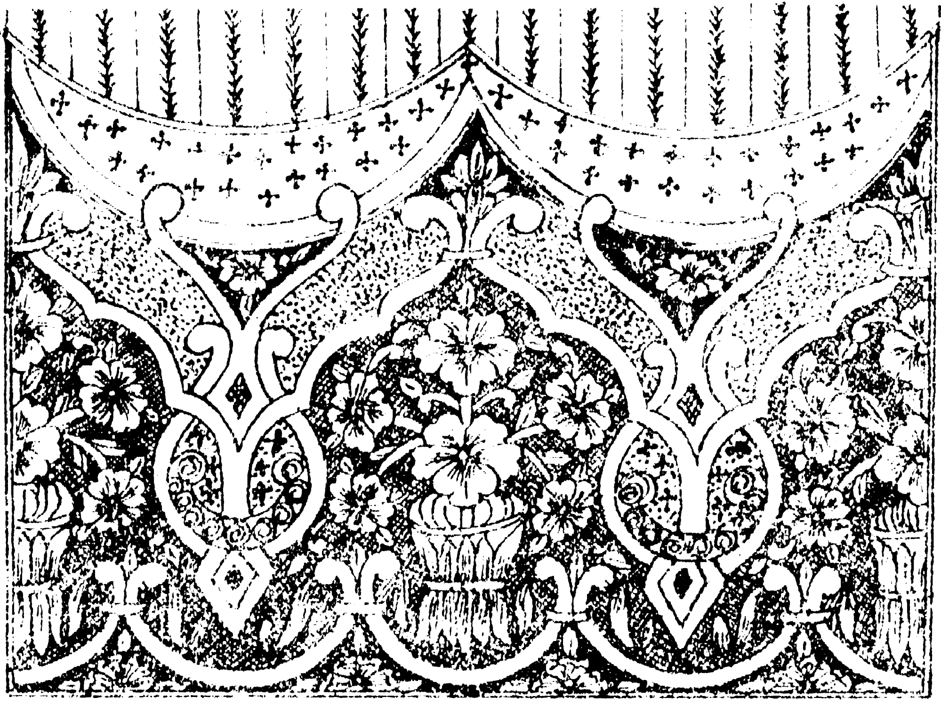
---

۵۱ اشارہ ہے ترجیع بند الموسوم بہ مدح محبوب کیطرف جو ۱۳۱۱ ہجری کے جشن سالگرہ مبارک مین بمقام امین باغ پڑہا گیا اور بتائید عالیجناب مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی طبع و شایع ہوا۔

۵۲ قلم کا جوڑ خوش نویس اور کاتب و اہل انشا کے زمرہ مین عیب سمجہا گیا ہے ۱۲ ح

یہ اوس کریم کا در ہے جہان عطائی گران | اوٹھا کے باندھو تو لنگر سے کھولے ہال گرہ
لگا دے سلسلۂ عمر و دولت شہ مین | تو عمر خضر سے وادار بے ہال گرہ
مدام اسکے رہین دستگیر عقدہ کشا | شگفتہ غنچہ صفت ہو ہر اک محال گرہ
ہو مثل تار شعاعی ہر اک نفس پر نور | لگے عروج کی طالع مین بے زوال گرہ

تمت بالخیر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن جب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا
ہر بت بیباک گرم لاف یکتائی ہوا

دیکھکر آئینۂ وحدت مین کثرت کا جمال
محشرستان تعین کنج تنہائی ہوا

کچھ بجز خفت نہ ہاتھ آیا متاع وہم سے
مال دنیا صرف شغل باد پیمائی ہوا

وادی تحقیق مین چلکر رہی دلکی خلش
کاروان سالار ذوق آبلہ پائی ہوا

اکجہان شیدا ہی صورت آشنا کوئی نہین
سب کو اپنا کر لیا کس کا وہ ہرجائی ہوا

عشق نے سارے زمانہ کو بنایا بدگمان
خود بخود میرا تڑپنا وجہ رسوائی ہوا

دست قدرت نے دکھائین ایسی شکلین کھینچکر
کوئی از خود رفتہ اور کوئی تماشائی ہوا

رہنما اوسکا ہے تو جو عاشق حیران الغضب
جوش وحشت مین عجب وحشت خودرائی ہوا

کیا الم کربت مین گر میرا کوئی ہمدم نہین
تجھسا مونس جب رفیق کنج تنہائی ہوا

پردۂ غفلت اوٹھا جاتا [illegible]
سرمۂ تحقیق وجہ عہدۂ بینائی ہوا

جیتے جی حاصل ہوئی دنیا کی جھگڑون سے نجات
ہے سرافراز جہان جو تیرا سودائی ہوا

ہوگئی قطرہ مین پیدا آرزوے قرب بحر
سبب ہے دوری کا محرک شوق یکجائی ہوا

کون ہوسکتا تھا دنیا مین کسیکا روشناس
چھپ کے ہر پردہ مین تو وجہ شناسائی ہوا

شاد ہین ہر حال مین سرمست صہبای الست
انکو کیا غم گر مخالف چرخ مینائی ہوا

ای سبب دور کر دے رنج وحرمان حبیب
وہ بھی کوئی شے ہے جسکا یہ تمنائی ہوا

ملول دلکو تیرے در سے شاد لیکے پھرا
ہزار ہاتھ سے نقد مراد لیکے پھرا

کسے ہے راہ طلب مین قرار بعد فنا
میرے غبار کو بھی گرد باد لیکے پھرا

تجھے تو حق نے پئے عدل و داد بھیجا تھا
غضب کیا کہ حقوق عباد لیکے پھرا

ہمارے نالۂ شبگیر کا اثر دیکھا
یہ مستغیث گیا اور داد لیکے پھرا

ہوئی نہ وادئی پرخار عشق مین وحشت
خیال یار مجھے شاد شاد لیکے پھرا

دلایا اشک ندامت نے جوش رحمت کو
دُرِ مراد مرا خانہ زاد لیکے پھرا

کہونگا مجھسے جو پوچھے گا یار کیا لایا
غریب دار فنا تیری یاد لیکے پھرا

نہ قدر نقد قناعت کی ہوسکے افسوس
جہان مین نفس دنی کا فساد لیکے پھرا

مجھے نہ کچھ نظر آیا سواے جلوۂ یار
جدھر جدھر دل روشن سواد لیکے پھرا

سناؤن کیا میرے معبود سرگذشت اپنی
مآل یہ ہے کہ خوف معاد لیکے پھرا

سحر ہوئی شب غم نور الفت حسنین
فلک سے روشنی بامداد لیکے پھرا

ہر اک طریق مین تھا خضر منزل مقصد
حبیب شوق ترا تجکو شاد لیکے پھرا

آہن آئینہ ہے اوسکے عشق کی تاثیر کا — نقش پا ہو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

دیکھیے حالت اگر وابستہ فتراک کی — خود اثر پیدا کرے ہر مرغ دل نخچیر کا

اپنے دیوانہ پہ شفقت آہی جاتی ہے اونہین — عفو کر دیتے ہین وقت آتا ہی جب تعزیر کا

روز جلوہ ہے نیا اوسکا ازل سے تا ابد — جو نہین محتاج اک لحظہ کسی تنویر کا

کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت مسبب کا وجود — جبکہ تھا افعال مین مضمر اثر تسخیر کا

ہوگئی تقدیر سے وقت اصابت متفق — ذات واجب سے ملا تھا سلسلہ تدبیر کا

ہو سکے مخلوق سے کسطرح خالق کی ثنا — مدح صانع مین کھلا کب منہ کلی تصویر کا

ہر خیال نیک ہے حسن عمل کی یون دلیل — جیسے ہوتا ہے تعلق خواب سے تعبیر کا

دل ہے ہے تیری رضا پر ہر گھڑی شاکر حبیب — پیش آئیگا وہی جو ہے لکھا تقدیر کا

ولہ

سمجھے اوٹھا کے فائدہ اصلاح حال کا — جوہر سے ہے کیمیا عرق انفعال کا

دولت حریص کو ہوئی سامان ملال کا — قرص درم ہے آبلہ دست سوال کا

اچھا ہوا اٹھا دیا رحمت کے جوش نے — اوٹھنے کو تھا غبار کسی پایمال کا

بنجاتی ہے پری کی طرح دم مین دلفریب — مضمون کی روح پاتے ہی قالب مثال کا

اغیار کو نہ دو خلش باہمی مین دخل — دانتون مین فصل کرتا ہے تنکا خلال کا

خونکی شفق سے تیرہ درونکو بہار باغ — لاتا ہے تیغ تیز کا پھل پھول ڈال کا

ادنی کو منہ لگانے مین کچھ فائدہ نہین — بڑھنے سے حسن گھٹتا ہے عارض کے خال کا

کوشش سے دور ہو نہین سکتا ہے جرم ذات — دہبہ مٹا نہ چرخ پہ تیغ ہلال کا

پیری مین ہے شباب کی تصویر رو برو — حیرت فزا نظارہ ہے ہر خط و خال کا

آپس مین اتفاق کی فکرین ضرور ہین | موقع نہین یہ غیرون سے جنگ وجدال کا

دانائی فن سینینگے تو فرمائینگے حبیب
پختہ کلام ہے کسی نازک خیال کا

نقشہ دکھاکے روز عروج و زوال کا | گردون سبق پڑھاتا ہے دنیا کے حال کا
محتاج کو صلہ نہین ملتا کمال کا | گاہک بخیل ہوتا ہے مفلس کے مال کا
باہم یہ بات بات مین کج بحثیان ہین قہر | ہوجاتا ہے نفاق نتیجہ ملال کا
کوشش بقاے نام کی ایدل ضرور ہی | کیا اعتبار عمر سریع الزوال کا
ظالم عبث دلون کے دکھانے مین کدنکر | کچھ تو بھی خوف کر غضب ذوالجلال کا
جوہر کی قدر صاحب جوہر سے پوچھئے | شہرت پہ حصر کچھ نہین نقص وکمال کا
کیون جمع مال سے نہ ہو دل اپنا اُمید | یان چرخ ہی سے ماہی مین اعداد سال کا
اُمیدوار ہین تیری رحمت کے ای کریم | غل ہے ہماری قوم مین قحط الرجال کا
محمود آجکل نہین مفلس کی عاقبت | انجام جمع مال ہے فکر مآل کا
اہل کمال کو ہے بناوٹ سے اِحتراز | محتاج وسمہ کب ہوا ابرو ہلال کا

دل سے مٹی ہین رنگ حقیقت پای حبیب
مضمون نہین پسند ہین خط وخال کا

بڑہا رتبہ یہانتک خود فراموشی مین عرفانکا | کہ محراب حرم ہے عکس میری طاق نسیان کا
لہو روتی ہی اب پہلے اسے تاکا اوسی جہانکا | ڈبویا دلکو ظالم نے بُرا ہو چشم گریان کا
ہوئی کشت اِمل ممنونِ آہ سرد ناکامی | بہانہ ہو گیا رحمت کو اشک گرم دہقانکا
مرے داغون کے پرتو نے کیا قمری کو پروانہ | گمان سرو گلستان پہ ہوا سرو چراغان کا

پھرا وحشت مین مین برگشتہ قسمت کو در سے
ہوا دو ہونا کا ہے وان اپنے ہی سایہ پہ دربانکا

نہ مرغ دل پہنسا وحشی کا تیر سے گرچہ صحرا مین
بچھا تہا جال ہر جا حلقہ چشم غزالانکا

نہونگے عاشق ابرو کبہی منت کش سوزن
محرک ہے ہم دامن دار ہے چاک گریبانکا

شکایت کیا ہی بیمہر کی اوس سے جسپہ دل آیا
کوئی اعزاز کرتا ہے بہلا ناخوانده مہمانکا

شہیدان وفا کی خاک و خون نے یہ شرف پایا
کہ نقشہ ہے گل پر کہنچا شہر خموشانکا

چلا ہے قافلہ اشکون کا ایدل خون ہو جلدی
ہوی منزل جو چھوٹی ہے تہک میر سامانکا

بہار آئی تو گل بوٹے بناؤن جامہ تن پہ
سبق لون مین زبان خار صحرا سی گلستانکا

پس مردن بہی میرے پاس آ سکتا نہین کوئی
تن وحشی کے ڈر سے بند ہی دروازه زندانکا

سنا تہا کل حبیب بادہ کش نے مے سے توبہ کی
وہ بیچا آج اک بوتل کو اک جزو اپنے دیوانکا

نہین کم کیف مے سے نشہ افزونی دولت کا
زبانونکو گران ہے شکر منعم کی عنایت کا

یونہین اندوه سے پہلو نکل آتا ہی راحت کا
نتیجہ جسطرح نور سحر ہے شب کی ظلمت کا

نہ ہے شوق ریاضت اور نہ عزه ہی عبادت کا
سہارا ہے حبیب بینوا کو تیری رحمت کا

نفس کی آمد و شد سے تن کاہیده ہلتا ہی
نمونہ کاغذ تصویر سے ہے میری نقاہت کا

پچھڑتا ہاتھ سے کلفت مین استقلال کا دامن
یہ آسایش ثمر ہے اے تحمل تیری قوت کا

جنہین ہم آشنا سمجھے تھے وہ سب خود غرض نکلے
کسیکو بہی نہ آیا پاس کچھہ صاحب سلامتکا

زبان پہ آ نہین سکتی ہے لذت خوشخیالی کی
حریص زہد کرتا ہے تصور حور جنت کا

نجات انسان کو ممکن نہین دنیا کی جہگڑون سے
علایق کی کمی اچھا ذریعہ ہے فراغت کا

کمال دلبری سے عاشقون کا حال دل کہکر
جہان حسن مین کر دیجیے دعوی کرامت کا

دل پر آرزو کا خون نہ کر ای پاس تو ناحق | سمجھ اتنا کہ سرمایہ ہے یہ اک بی بضاعت کا
ڈرون کیون دل مین تاب آفتاب روز محشر سے | نہ ہوگا کیا وہان سایہ تیرے دامان رحمت کا

خدا ستار ہی گر ہے حبیب رند تر دامن
مخالف کیا اثر ڈالینگے اسپر خبث طینت کا

یہ ناراضی ہوئی آخر صلہ کیون میری خدمت کا | بھلا کہیئے تو صاحب کوئی باعث بھی کدورت کا
جسے دیکھا ملا ساتھی وہ گویا اچھی حالت کا | نہین یارون مین باقی پاس کچھ حب سلامت کا
طریق توبہ کا ہادی ہے شغل میکشی واعظ | سبب آخر کوئی پیر مغان سی فسخ بیعت کا
قناعت سے بقاے نیکنامی کا سبب یون ہے | مدار زندگانی جیسے سامان حفظ صحت کا
نہ ہو ہمجنس جب کوئی تو تنہائی غنیمت ہے | بلائی جان اثر ہوتا ہے نامطبوع صحبت کا
نہین افسوس کچھ ہم اپنی گمنامی پہ شاکر ہین | سبب نا اہل کی تحسین ہے گر عام شہرت کا
جہانتک ہو سکا دیکھا تماشا گاہ عالم مین | ملا بیمثل یارب ہر نمونہ تیری صنعت کا
بجائے خود نرکھون کسطرح سے محترم دلکو | ہے آنکھونکو بھی رشک اسپر محل ہی تیری خلوت کا
ابھی سے ہے مہربان اب دیکھتا ہون تشنہ خون اپنا | بدلنا ہے ستم بیٹھے بیٹھائے آپکی نیت کا
حریص بادہ بنکر آج میخانے کو چلتا ہون | کہانتک دے گا لونگا امتحان ساقیکی ہمت کا
قیود انتظامی کسطرح جزو طبیعت ہون | اثر زائل نہین ہوتا کبھی قانون فطرت کا

گمان بیجا ہے نخوت کا حبیب رند مشرب پر
طبیعت اوسکی ہے آزاد بندہ ہی محبت کا

نپوچھو حال کچھ ناکامیون سے ضعف ہمت کا | کرینگے امتحان اکبار لیکن اور قسمت کا
رہی راحت نہ جب بیجا ہے ایدل رنج کلفت کا | کہ پایان شب غم ہے سپیدہ صبح عشرت کا

جواب اسکے سیوا او تمہین کیا دون نصیحت کا
کسے معلوم تہا انجام آغاز محبت کا

جلا دیتی ہی اوسکو ہی حسد کی آگ جسکے دل مین
ہمیشہ انبساط خلق سے سامان اذیت کا

کدہر آئے یہ ہی رندون کی صحبت حضرت واعظ
ذرا ٹھہرے تو ہوگا روکنا مشکل طبیعت کا

نہین جہکتا کوئی اوس سے جہکے جبتک خود انسان
رکوع و سجدہ سکہلاتا ہے خم محراب طاعت کا

مصیبت مین پہنسا دیتی ہی عادت کج گردی کی
عدو سے عافیت گہر ڈہونڈہتی پہرتے ہین شامت کا

کبہی یکسان نہین رہتی زمانہ کی کوئی حالت
مذلت کے سوا کیا ہو سکے انجام نخوت کا

فنا سے پہلے ہی لازم بقائے نام کی کوشش
مٹا جب نقش ہستی کب نشان رہتا ہے تربت کا

نکالیگا وہ حور و خلد ملنے کی بہی سو شکلین
دکہایا جسنے آنکہین دیکے جلوہ اپنی قدرت کا

اگر ہے ذوق آرایش تو اخلاق حسن سیکہو
نہین ممکن کسی صورت سے مٹنا حسن سیرت کا

عیوض سے دلکا دل منظور ہو لینا تو حاضر ہی
یہ وہ سودا نہین ممکن ہو گہٹنا جسکی قیمت کا

حبیب اپنی جگہہ اہل دول سی ملکے یہ سمجہا
سبب ہے ابتذال نفس فکر مال و دولت کا

جہاں کشونکا تملق شعار ہو نہ سکا
جو ناگوار تہا وہ اختیار ہو نہ سکا

وبال جان رہین دست پسندیان میری
شریک حال کوئی غمگسار ہو نہ سکا

خدا شناس ہوا وہ جو خود شناس ہوا
دوئی کی بو رہی جسمین دوچار ہو نہ سکا

خطا و جرم کا میرے ہوا حساب تو کیا
عطا و لطف کا تیرے شمار ہو نہ سکا

دل حزین پہ ہے خون میری ہر تمنا کا
یہ ناشکیب کبہی رازدار ہو نہ سکا

تری جفا ہے مرے خون پہ منحصر ظالم
مری وفا کا مگر انحصار ہو نہ سکا

ڈبو دیا آبلہ پا نے نام جوش جنون
نم آشنا بہی لب خشک خار ہو نہ سکا

نگاہ سوز ہے از بسکہ جلوۂ عارض — کوئی حسین ترا آئینہ دار ہو نہ سکا

وہ آ ہی گئے یہ خبر سنکے بہر استقبال — ہم اونکے گہر کو گئے انتظار ہو نہ سکا

جو تو نے فرض کیا تہا وہ بیشتر ہمسے — معاف کر مرے پروردگار ہو نہ سکا

مئے الست کا اتنا تو ہے حبیب اثر
سرور دافع رنج خمار ہو نہ سکا

محبت میں تری خون دل ناشاد ہونا تہا — تاسف کیا ہوا جو اے ستم ایجاد ہونا تہا

نہ تہا قسمت میں جسکی اوس رخ روشن کا نظارہ — اوسے دنیا میں ایدل کور مادر زاد ہونا تہا

رقیب بوالہوس اوٹھنا نہ تہا دلبر کے کوچہ سی — ہماری طرح مٹنا تہا وہیں برباد ہونا تہا

تجہے پہچانتا تہا بوالہوس کی بہی چہوٹتا تہا پر آپسے — مقدر میں اسیر دام اے صیاد ہونا تہا

پسند آئی نہیں نشو و نمائے سبزہ مرقد — فلک تجہکو نہ ایسا درپئے بیداد ہونا تہا

دم آخر نہ تہا گر شربت دیدار قسمت میں — پئے تسکین آب خنجر فولاد ہونا تہا

سوال وصل پر برہم ہوئی کیون اسقدر صاحب — نہ تہا منظور گر کچہہ اور ہی ارشاد ہونا تہا

نہو جب بیمروت حداد آکر بیڑیان کاٹے — اسیرونکو تمہارے اسطرح آزاد ہونا تہا

پس مردن اثر دکھلا رہی ہین الفتین میری — وہ روتے آئے ہین لاشے پہ جنکو شاد ہونا تہا

لگایا پہلے دل جب ہم ہوئے عاشق تو یہ غفلت — وہ اگلا ربط اب اے بانئے بیداد ہونا تہا

دل عاشق نہو صد پاش کیون کر اس تغافل سے — نظر انداز ہین وہ داغ جن پر صاد ہونا تہا

چمکتا زخم تیشہ بنکے تاج تارک خسرو — اودہر دیکھو تمہین شیرین ہمین فرہاد ہونا تہا

حبیب خوش بیان کرتا دوبالا نام ناسخ کو
اسے قید علایق سے مگر آزاد ہونا تہا

سوز الفت جو نمایان ہو گا
تن مرا سر و چراغان ہو گا

کبھی وہ شوخ جو مہمان ہو گا
پھر تو کچھ اور ہی سامان ہو گا

وہ جفا کر کے وفاداروں پر
اک نہ اک روز پشیمان ہو گا

تم اگر روٹھ کے چلے جاؤ گے
مرنا جینا مرا یکسان ہو گا

دلکو وحشت ہے خدا خیر کرے
پھر کوئی جان کا خواہان ہو گا

نظر بد سے خدا اوسکو بچاے
کچھ دنون مین شہ خوبان ہو گا

کل تو تھا شغل فغان و فریاد
آج کیا ای شب ہجران ہو گا

میری ناکامی و وحشت سنکر
کوئی گریان کوئی خندان ہو گا

ظاہری ہے یہ لگاوٹ ساری
دل نہین دیگا جو نادان ہو گا

ابتو اچھا ہون بہار آیندہ
جیب ہو گی نہ گریبان ہو گا

عشق مرحوم کی ہے طرز حبیب
خود کہے گا جو سخندان ہو گا

اے محتسب سنبھل یہ ہی موسم بہار کا
آفت ہی ٹوٹنا قدح بادہ خوار کا

دھڑکا حساب کا ہے نہ ڈر ہی فشار کا
واثق ہی وعدہ رحمت پروردگار کا

پیری مین جانگسل ہین جوانیکی حسرتین
وہ وقت کیف تھا یہ ہی عالم خمار کا

شہباز جان نے ڈالدی تھک کی بال و پر
قابو ملا نہ مرغ جنونکے شکار کا

وان کد ہے آسمان کو ادھر کوئی یار کو
ہے دیدنی فشار ہمارے غبار کا

طے کر لئے نشیب و فراز جہان تمام
پھرتا ہوا سفید ہمین کوہسار کا

معشوق کی زبان سے پسندیدہ سب کہین
ہر دل عزیز ہوتا ہے نغمہ ہزار کا

چھوڑا گیا نہ روح سے اوس جور وش کا ساتھ
دل کو بنایا آئینہ تصویر یار کا

رونے سے میرے دیدۂ یعقوب کیطرح
موںھ ہو گیا سپید شب انتظار کا

خود میرے حال دلکی خبر اونکو ہو گئی
اے برق آہ تو نے کیا کام تار کا

رکھو خیال خاطر احباب اے حبیب
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

ہمارے دل مین تری زلف کا خیال آیا
خراب ہو گیا اس آئینہ مین بال آیا

کسی کی چشم سیہ کا ہمین خیال آیا
نظر جو دشت جنون مین کوئی غزال آیا

لگا کے ہاتھ مرے منہ کو ہٹ گئے پیچھے
زبان پر کبھی بوسہ کا گر سوال آیا

تمہاری سحر بیانی نے سبکو سے ڈالا
غش آ یا رندونکو اور زاہدونکو حال آیا

خوشی کے مارے مرے ہاتھ پانون پھولگئے
چمن مین سامنے جب وہ پری جمال آیا

دہن پہ قفل توکل تہا آگے بڑہ نہ سکا
زبان تک بشریت سے گر سوال آیا

کھڑے ہین کیون دم آخر ہماری بالین پر
حضور آج کہان آئے کیا خیال آیا

ملا ہر ایک کا مانند جستجو جب کی
ترا حبیب زمانے مین بے مثال آیا

ہمیشہ دہیان رہا آپکو رقیبون کا
برا بھلا نہ ہمارا کبھی خیال آیا

کفن مین خاک لحد کے جو لگ گئی دہبے
غبار خاطر احباب کا خیال آیا

ہزار کیجے بناوٹ مگر نہین بنتی
گیا تپاک دلون مین جہان ملال آیا

پری جمالون نے مارا ابھرتے ہی ہمکو
دم عروج سے پہلے یہان زوال آیا

جگہ دی گور غریبان مرے غبار کو پھر
کہ ہو کے کوچۂ قاتل سے پائمال آیا

وہ میرے حال پہ کیا مہربان ہوے صدقے
گیا تھا یار نے حزین وانسے تو بحال آیا

گناہ گار چلے سوئے نار جب دم حشر
کمال رحمت معبود کو جلال آیا

شب سرور جوانی گئی حبیب اوٹھو
خمار بادہ پڑا وقت انفعال آیا

تو دل میں ہے دل گم ہے ستمگر نہین ملتا
خود رفتہ ہین ایسے کہ ترا گھر نہین ملتا

ہاتھ آئیگا کیا خاک ہمین گوہر مقصود
سر پھوڑنے کو چاہین تو پتھر نہین ملتا

توبہ کی سزا دیتے ہین یاران قدح نوش
بے مانگے ہمین دور مین ساغر نہین ملتا

بیتابی فرقت کبھی ایسی نہین ہوتی
جب تک کہ دل اے شوخ ستمگر نہین ملتا

سوجھے ہمین کیونکر دہن یار کی تشبیہ
میکش کو کبھی ساغر کوثر نہین ملتا

کہتے ہین وہ اغیار سے یاد آتا ہون جب مین
ویسا کوئی بیداد کا خوگر نہین ملتا

بیدل جو ہوا مانتے ہین اہل دل اوسکو
دل سب کے ہے ہر شخص کو دلبر نہین ملتا

حیران ہے سراپا سے ترے صانع قدرت
ایسا کسی تصویر کو پیکر نہین ملتا

ہے ماہ جبین یار کی خورشید سے عارض
پر ماہ سے یون مہر منور نہین ملتا

چھپ جاتا ہے زینت سے ترا حسن خداداد
اس عیب سے خالی کوئی زیور نہین ملتا

کھلتا نہین کچھ حال حبیب متوکل
احباب سے بھی اب تو وہ اکثر نہین ملتا

آج شہرہ ترا اے خنجر قاتل ہوگا
کوئی بیجان کوئی گھائل کوئی بسمل ہوگا

تم رہو گھر مین پھرین ڈھونڈھتی ہم غیر کو تین
بدگمان ہوگا نہ ہمسا کوئی غافل ہوگا

چشم خونبار کی گھٹ جائیگی جب طغیانی
میرا یہ دامن تر دامن ساحل ہوگا

جان دیگر بھی ہوئے حق محبت نہ ادا
دل یہ کہتا ہے کچھ اونکا ابھی فاضل ہوگا

عاشق زلف ہین اسے اہل عدم حشر کو دن
ہم جہان ہونگے وہین شور سلاسل ہوگا

دیکھ تو کچھ نہین پہلو مین سوا داغ کے
ہم تمھین مفت ہی دیدینگے اگر دل ہوگا

گل سکھائینگے مجھے جامہ دری فرقت مین
سبب وحشتِ دل شورِ عنادل ہوگا

چشم عاشق مین جو وہ جلوہ فگن ہوجاوین
کون پھر پردہ نشین حرمِ دل ہوگا

نہ پڑین غیر پہ چھینٹین مرے خونکی جلاد
ورنہ ہر اک شہدا مین ترے داخل ہوگا

سب مرے حال پریشان کی تماشائی ہین
کون اوس شوخ ستمگار سے غافل ہوگا

گر ہوئے جلوہ فگن نقش و نگار حسرت
قابل دید یہ عبرت کدۂ دل ہوگا

جان آئی تن قاصد مین کہا جب اوسنے
خیر دیکھین گے اگر ملنے کے قابل ہوگا

کوچۂ یار مین اکدن مری تربت کا نشان
خلق کو آئینہ دارِ سرِ منزل ہوگا

ہے حبیب ایک ہی ثابت قدم راہ وفا
لاکھہ ایذائین ہون یہ کب متزلزل ہوگا

جو عشق سے ہے وہ ونا رستہ پہ نہ مائل ہوگا
غیر کا دست نگر کیون ترا سائل ہوگا

عالمون مین کبھی ممتاز نہ جاہل ہوگا
دور کس طرح سے فرق حق و باطل ہوگا

تیرا یہ لطف و ترحم یہ لگاوٹ یہ حجاب
کہین مجنون کہین لیلی کہین محمل ہوگا

پرتو عشق پڑا ہوگا مقرر دیکھو
داغ یان سینہ پہ ہے چہرہ پہ وان تل ہوگا

ایک عالم میری حیرت کا تماشائی ہے
منہ کی کھائیگا جو آئینہ مقابل ہوگا

تیرے دیوانے کی زنجیر کا ہر اک حلقہ
جزو اعضا صفتِ عقدۂ انامل ہوگا

نالۂ دل کو سنکر جانکے خاموش تھا مین
یہ نہ سمجھا تھا یہی عرش کا حامل ہوگا

یک بیک ہوگئے وہ درپئے آزار رقیب
کسکی خاطر تھی سمجھ لیگا جو عاقل ہوگا

خاک ہونے پہ بھی رہ جاتا ہی حسن سیرت
یونہین جائیگی گل مست کی اگر گل ہوگا

وہ جوان ہونگے تو ٹوٹین گی فرشتون کی وضو
ایک دن چاہِ زنخدان چہ بابل ہوگا

بے سے رغبت تو ہی واعظ کو مگر خوف یہ ہی
سبکی ہوگی اگر رندون مین شامل ہوگا

گلِ نمدیدہ پریزادون کے عارض ہونگے
مہر وش تو جو کبھی زینت محفل ہوگا

دیکھ انصاف سے اے برق نگاہ دلبر
مین ملا خاک مین گر کیا تجھے حاصل ہوگا

لطف ہے حشر کے دن حسن عقیدت کا حبیب
ساتھ ہر شخص کے اوسکا متوسل ہوگا

امید لطف و کرم پر حبیب بیٹھ گیا
ستایا درد نے پیش طبیب بیٹھ گیا

غم فراق نہین پایہ ناشکیب نہین
گذر کے جان سے سیدھے قریب بیٹھ گیا

دکھائی اوس لب جان بخش نے مسیحائی
جگر کو تھام کے جس دم طبیب بیٹھ گیا

خدا نے محفل جانان مین آبرو رکھ لی
ہم اوٹھتے تھے کہ اوس سے رقیب بیٹھ گیا

نہ بار عشق نے اوٹھنے دیا قدم آخر
پہونچ کے در پہ تمہارے حبیب بیٹھ گیا

وفا کا فخر نہ شکوہ ہے بیوفائی کا
خوشی کو وصل کی لازم تھا غم جدائی کا

طریق عشق مین ثابت قدم رہین واعظ
تو پھر یقین ہو رندونکو پارسائی کا

خیال وصل مین پائی وصال کی لذت
وہ پیچھے آئے گیا پہلے غم جدائی کا

ٹپک رہا ہون مین سر دور آستانی ترے
مخل سے حاجب در شغلِ جبہہ سائی کا

وہ جاگے شکوہ جو سن سنکے شور بے ہنگام
تو میری آہ کو موقع ملا رسائی کا

تمہارے دور مین نکلی نہ ایک خواہش دل
بتو کبھی نہین قائل مین اس خدائی کا

وصال مین بھی ٹھہرتا نہین تمہین دیکھو
ہے میرے دلپہ ابھی تک اثر جدائی کا

شراب مانگونگا ساقی سے یار سے بوسے
رکھونگا شغل غنی ہوکے بھی گدائی کا

سمٹ کے آبلۂ پا بنا ہر اک قلزم
قلق ہوا یہ ہماری برہنہ پائی کا

سوا تری نہین دیکھا ہے ہمنے ایظالم
کبھی کسی مین یہ انداز دل ربائی کا

وطن چھٹے ہوے مدت ہوئی حبیب مگر
وہی ملال ہے احباب کی جدائی کا

کبھی وصل یار ہوتا کبھی انتظار ہوتا
مجھے عمر خضر ملتی تو یہی شعار ہوتا

نہین چھوڑنی تھی لازم ابھی مشق تیر ظالم
ترا ہاتھ صاف ہوتا مرا دل فگار ہوتا

تجھے دیکھ مرغ بسمل مجھے یاد آگیا دل
کہ وہ سینہ مین جو ہوتا یونہین بیقرار ہوتا

کیا قتل کا جو وعدہ کیا کیون نہ اسکا ایفا
مری آرزو بر آتی ترا اعتبار ہوتا

وہ چلے ہین اوٹھ کے جسدم نہ بدن مین دم تہا دم
کبھی اشکبار ہوتا کبھی بیقرار ہوتا

یہ بڑی تھی بیقراری تری ہجر مین کہ پیارے
کبھی صبر بھی جو کرتے تو نہ اعتبار ہوتا

سبھی چلے رفتہ رفتہ ایسے کہ نہ خاک تھی نہ ہم تھے
کہ جو لوگ دفن کرتے کسی جا مزار ہوتا

ترا عہد ہے جو سچا تو ہے میرے دلکو تسکین
نہ اوسے ثبات ہوتا نہ اسے قرار ہوتا

نہ بڑا جب اونکا ناوک دل منتظر پکارا
مری آرزو بر آتی جو جگر کے پار ہوتا

نہ خفا ہو چارہ سازو تو یہی ہے خواہش دل
مجھے غم دیا تھا جس نے وہی غمگسار ہوتا

غم حشر و رنج دنیا نہ حبیب دل سے جاتا
مری عمر تلخ ہوتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

کیون نہ خلق سے برتر سمجھین ہم ترا پایا
ہمنے تو نہ عالم مین تجھسا دوسرا پایا

ہو گیا یقین مجکو تمنے دل مرا پایا
کم نصیب سا اپنے ہمنے نارسا پایا
بیخودی سے پیدا ہے گو نظر سے پنہان ہے
تجھ سے سیکڑون فتنے جو جگا کے سوئی ہین
جا سکے نہ مسجد تک جمع تھے بہت زاہد
سمجھتے ایذائین آج مرگیا عاشق
بیٹھکر وہ پہلو مین مسکرا کے کہتے ہین

اسطرح پہ ہنستے ہو جیسے کچھ پڑا پایا
عمر بھر رہے جویا پر نہ مدعا پایا
دل گیا گیا بارے یار کا پتا پایا
شور حشر دیکھین کے گر اونھین جگا پایا
میکدے مین آبیٹھے جب نہ راستا پایا
سچ کہو تمہین واللہ ظلم کرکے کیا پایا
آرزو ہوئی پوری دل کا مدعا پایا

نکتہ سنج کہتے ہین ای حبیب کیا کہنا
ابتدا مین بھی تیری لطف انتہا پایا

گل محو سیر باغ جو وہ رشک حور تھا
رویا مین جب عیان ہوا طوفان نوح کا
رہتا تھا شکو دور سے ساقی جو دور دور
بحر طلسم اہل غرض کے کلام سے تھے
تھا گل فشان جو نخل قد سرور زمان
بیوقت میرے نالۂ دل نے جگا دیا
فرقت مین فیض جذب محبت سے جی بچا
چھنتی نہ تھی نقاب کی جالی سے رنگ منو
لاکھون تھے ہر جگہ بت ہندو فرنگ و چین
توڑا قلم عدیل نے پہلی ہی ای حبیب

جو غنچہ تھا مثال دل ناصبور تھا
ہر دیدہ جوشش سیل سے رشک تنور تھا
رندونکے کیف کا تھا تماشا سرور تھا
دیکھا خیال کرکے تو سب مکر و زور تھا
لبریز گل ہر اک سبد دوش حور تھا
اے اہل حشر خواب مین شور نشور تھا
گو دور تھا پہ دل سے تمہارے حضور تھا
چشمے رواں تھی جو شپہ دریائے نور تھا
رستہ صنم کے گھر کا نہ تمہارا مپور رہتا
کہتا اب اسطرح مین غزل کیا ضرور تھا

چرخ بے مہر کے ہاتھوں سے دکھہ دل کیا کیا
خاک مین اُسنے ملائے مہ کامل کیا کیا

تیغ ابرو کے تصور مین کٹے دل کیا کیا
عشق گیسو مین بلائین ہوئین نازل کیا کیا

گرمجوشی پہ بھی شبکو طپش دل کیا کیا
مجکو تڑپاتی رہی صورت بسمل کیا کیا

یاخدا جلد ملے صحبت یاران وطن
جذبہ شوق مین طے کرتے ہین منزل کیا کیا

دیکھئے وصل ہو تقدیر مین اوسکے کہ نہین
سختیان ہجر کی جھیلی تو مین ایدل کیا کیا

صحبت کاکل جانانکا اثر پاکے ہوئے
ہاتھ سے شانہ کے وا عقدہ مشکل کیا کیا

شب فرقت مین تری اوگھر سحر جفا
بھر گئے دیدہ خونبار سے ساحل کیا کیا

مانع وحشت لوزری سے مجھے کوئی ہوا
کئے حداد نے تیار سلاسل کیا کیا

درد و ایذا و غم و غصہ و بدنامی و رنج
کشور عشق مین ہوتے ہین محاصل کیا کیا

نہ ملا حبیب کوئی ثابت قدم راہ وفا
مار کر مجکو پشیمان ہوا قاتل کیا کیا

مطرب و ساقی و مینا سے و ساغر تھے بہم
رات کو لطف اوٹھائی لب ساحل کیا کیا

جنکو معلوم نہین کہتے ہین شاعر سکو
پوچھ گوئی یہ ہین مغرور وہ جاہل کیا کیا

تنگ ہون شیخ و برہمن کی کشاکش سے حبیب
اپنے مین کرتے ہین دونون مجھی شامل کیا کیا

دل مین سکون محال ہے خوف وعید کا
رحمت نے غل مچایا ہے ہل من مزید کا

ہیش آئی ہین حصول مقاصد مین زحمتین
اکثر مزہ ہے تلخ دوائے مفید کا

گل طائران سدرہ چڑھائینگے ہر سحر
بننے تو دو مزار تم اپنے شہید کا

سمجھے ہم ایک چشم زدن مین جہانکا رنگ
نقشہ کھنچا نظر مین سیاہ و سپید کا

جوش بہار دیکھئے توبہ سے دل ہے سیر
ساقی زمانہ آگیا عہد جدید کا

کیون شاق ہو نہ صدمہ پستی منزلت
ہمت سا نردبان ہے بام امید کا

ظالم کو کب ہے کیفر کردار سے مفر
ہے سخت انتقام بھی ظلم شدید کا

رہنے نہ پائیگی کوئی حد انتظار کی
نکلے گا دم بھی آنکھون سے مشتاق دید کا

دن رات ہے دعا کے لئے چشم منتظر
محتاج کب ہے باب اجابت کلید کا

کلفت سی تیس روز کی جب تک دے نجات
کیونکر بنیگا ہر مہ نو چاند عید کا

رکھہ سختیون مین اپنے خدا پر نظر حبیب
آسان ہے اوسکو موم بنانا حدید کا

زخم کھانے سے خوشی ایک طرح دل ہوتا
جائے ہر موی بدن ناوک قاتل ہوتا

قیس مغموم کو آزار نہ دیتا یہ حجاب
پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہوتا

چمن آرا کی ریاضت پہ نہ ہوتی جو نظر
طعمۂ برق حوادث مرا حاصل ہوتا

شب تاریک مین تم رخ سے اولٹتے جو نقاب
ایک عالم کو گمان مہ کامل ہوتا

اوسکے کوچے سے اوٹھانا تھا نہ لاشہ میرا
بعد مردن بھی غبار رہ قاتل ہوتا

ہم شب قدر سے ہر شب کو سمجھتے بہتر
گرمے و مطرب و ساقی لب ساحل ہوتا

دم آخر مرے بالین پہ نہ آتے گر آپ
چھوڑنا خانۂ تن جان کو مشکل ہوتا

دیکھہ کر نخوت منعم کو لہو رو دیتا
چشم بے نور نہ گر کاسۂ سائل ہوتا

ابتدا سے تیری الفت جو نہ کرتی مجبور
کبھی بیداد کا خوگر نہ میرا دل ہوتا

طالب وصل کو تھی اسلئے مرنیکی خوشی
روح کو جامۂ تن پردہ حائل ہوتا

توڑتے آپ نہ آئینہ اگر جھنجلا کے
دعوی یکتائی کا مجلس مین نہ باطل ہوتا

آنکھہ سے آنکھہ کا ملنا ہی قیامت تھا حبیب
خواہش دیدہ نہ کی ہوتی جو عاقل ہوتا

ای دل مایوس تیرا مدعا کسنے سنا
نالہ و فریاد کرکے کیا ملا کسنے سنا

دیدہ و دل دست و پا الفت مین از خود رفتہ تھے
میرے غمخوارون نے مجھسی کیا کہا کسنے سنا

دار فانی سے سدہاری کیسے کیسے مہربان
لاکھہ مین وا ماندہ چلاتا رہا کسنے سنا

آپکو بیجا ہی شک افشاے راز عشق کا
ہجر کی شب مین تھا نالہ بے صدا کسنے سنا

بس کرو بہر خدا چلا او ٹھے غمخوار سب
میری ناکامی کا سارا ماجرا کسنے سنا

لب تک آنا ہوگیا دشوار حرف مدعا
حال فرقت وصل مین کسنی کہا کسنے سنا

ہو رہے ہین مہربان ترک وطن پر معترض
ہے ابھی تک حال جور اقربا کسنے سنا

مجھہ پہ جن باتون کا ہے الزام وہ سب ہین غلط
آپسے کسنے کہا مجھسے بہلا کسنے سنا

سب رہے ملعون نہی جتنے ہوا خواہان قوم
غیر نفرین و ملامت مرحبا کسنے سنا

منہ مین لے گردش کبھی پڑتا نہین قسمت کا رب
ہر سحر کرتی ہے یہ غل آسیا کسنے سنا

ہمکو تھی صبح قیامت صبح شام وصل کی
وہ چلے اوٹھکر گرے ہم کیا بجا کسنے سنا

راہ الفت سے ہمیشہ دلکو مین روکا کیا
کر گیا اپنی ہی کب مانا کہا کسنے سنا

سامنے رندو کے ناصح بے اثر ہے وعظ و پند
اپنے کہنے کا جو حق تھا کہا کسنے سنا

کون کہتا ہے کہ صاحب کی شکایت ہو گی
آپ کی بے مہریون کا تذکرہ کسنے سنا

تجھسا ساقی کوئی دریا دل نہین اس دور مین
ہر گھڑی لب پر نعم ہے لفظ لا کسنے سنا

عین فصل گل مین کی صیاد نے گلچین نے جفا
بلبل شوریدہ سر کا ماجرا کسنے سنا

دادرس کوئی نہین اب صبر لازم ہی حبیب
بے سبب جو کچھ ستم ہمپر ہوا کسنے سنا

معرکہ لو امتحان عشق کا سر ہوگیا
تیغ قاتل سے جدا پہلے مرا سر ہوگیا

کاہش فرقت مین ایسا جسم لاغر ہوگیا ‏ — دوش پر اپنے مجھے بارگران سر ہوگیا

موجزن طوفان چشم تر کبھی گر ہوگیا ‏ — دیکھہ لینا اک کف سیلاب بستر ہوگیا

خط شوق اپنا روان مثل کبوتر ہوگیا ‏ — صاف کاغذ طائر مضمون کو شہپر ہوگیا

میہمان آکر اگر وہ حور پیکر ہوگیا ‏ — پاسبان رضوان بنے جنت مرا گھر ہوگیا

نالہ کیا آہ بھی آنے نہ پائی تا بہ لب ‏ — دل تڑپ کر بارہا پہلو سے باہر ہوگیا

میل اون کی طبع نے کچھ غیر کی جانب جو کی ‏ — خود صفائی قلب سے یان دل مکدر ہوگیا

فرقت جانان مین دی جان سوی گردون دیکھکر ‏ — خلق کو عکس ہلال عید خنجر ہوگیا

اتحاد اوس بت سے کر کے سختیان ایسی ہی مین ‏ — نرم تھا جو قلب مثل موم پتھر ہوگیا

دیکھہ کر روئے عرق الودہ گلشن مین ترا ‏ — تر ندامت کے عرق مین ہر گل تر ہوگیا

روئے رنگین پر ہزارون بلبلین شیدا ہوئین ‏ — بندۂ بے زر تمہارا ہر گل تر ہوگیا

بعد میرے پھر کوئی جا کر نہ صحرا مین پھرا ‏ — جادۂ دشت جنون سد سکندر ہوگیا

وقت بیتابی نکلجاتا ہے قابو سے مگر ‏ — طاہر دل اپنا سیمابی کبوتر ہوگیا

خوش ہوئے احباب شادان دیکھکر تجکو حبیب ‏ — روئے حاسد آب غیرت سے مگر تر ہوگیا

اتفاقاً اونکا آنا ہوگیا ‏ — دل کے جانے کو بہانا ہوگیا

تھا سبک رو توسن عمر روان ‏ — عشق کا کل تازیانہ ہوگیا

کہتے ہین سن سنکے ان پھر کیا ہوا ‏ — حال میرا اک فسانہ ہوگیا

تم جو آئے سب کو حیرت ہوگئی ‏ — میرا گھر آئینہ خانہ ہوگیا

کیسے کیسے نامور آئے گئے ‏ — کچھہ دنون سب کا زمانہ ہوگیا

کیا خبر کیسے ہین یاران وطن ‏ — پہنس کے غربت مین زمانہ ہوگیا

دن بہت گذرے بدلنا چاہیئے
جامۂ ہستی پرانا ہوگیا

میری توبہ کیا تہی توبہ اسے غفور
تیری رحمت کو بہانہ ہوگیا

پوچہتے کیا ہو کہان ہے اب حبیب
مر کے بہی اوسکو زمانہ ہوگیا

کب چہپا رہتا ہے الفت کی نظر سے دیکہنا
کھلگیا رازِ محبت چشم تر سے دیکہنا

ہو گی کیا معلوم یون حالت دل صد چاک کی
چاک ہے پہلو مرا ہمدم ادہر سے دیکہنا

اپنے عصیان کی ندامت سے گہلے جاتے ہین ہم
ہر گہڑی جاری ہین آنسو چشم تر سے دیکہنا

بولے گہبرا کر وہ نالے جب سنے احباب کے
یہ نکلتا ہے جنازہ کسکے گہر سے دیکہنا

جذب الفت سے ہے مقناطیس و آہن کا اثر
کہینچتا ناوک نہ اسے قاتل جگر سے دیکہنا

دیکہ کر غشمین مجہے کہتے ہین وہ مل کر ہاتھ
مر گیا یہ شدت درد جگر سے دیکہنا

وصف ہو کسطرح سے موئے میان یار کا
کب ہوا مثل نظر ممکن نظر سے دیکہنا

خاک میری ہے امانت کوئی جانان ہین صبا
ہو گی برباد اوڑکے یہ اس رہگذر سے دیکہنا

کرتی ہے چہڑکاو شبنم قبر عاشق پر سدا
گلفشان ہے شمع کس سوز جگر سے دیکہنا

نکلے وہ اس راہ سے پر ہم نہی ایسے ناتوان
دو قدم چلکر ہوا ممکن نہ در سے دیکہنا

حال دل کیا اونکو لکہون ہین بہت جو بائے راز
سہل ہے خط لیکے دست نامہ بر سے دیکہنا

فاتحہ کو ایکدن آیا نہ مرقد پر حبیب
جو نہ ہونا تہا ہوا اوس بے خبر سے دیکہنا

قرب حاصل ہوا گر شاہا تری درگاہ کا
کوہ سے پایہ گران ہو جائے برگاہ کا

والہ و شیدا ہون دل سے اوس خدا آگاہ کا
جسکے آگے سر جہکا یکسان گدا و شاہ کا

پیشہ ور راہ حقیقت کے ہین اہل معرفت — جو نہ اس مسلک پہ ہو پابند ہے افواہ کا

واجب و ممکن مین رابطہ کیون نہ بنتا لام وصل — ہاے ہستی سے مقدم ہے الف اللہ کا

بحر ہستی مین حباب آسا ہے نقش زندگی — اے دل ناآشنا مشکل ہے ملنا تھاہ کا

نفس سرکش کے ہوے اہل ریاضت کب مطیع — چل نہین سکتا ہے حیلہ شیر سے روباہ کا

ہے طریقت علم باطن ظاہری تعلیم شرع — بے کسی رہبر کے سمجھا کسنے پھیر اس راہ کا

موجزن ہے دیدۂ عارف مین وہ دریای نور — خلق مین جاری ہی چشمہ جس سے مہر و ماہ کا

دیکھیا داد ریاضت کشتگان عشق کو — باغ مین ہر سرو پیکر بنگیے مد آہ کا

دلکو گر تیری محبت کا اثر کردے غنی — غیر ممکن ہے نشان رہجاے حب جاہ کا

بے سبب کب ہے خموشی مین نفس کا جزر و مد — کھینچتے ہین صفحۂ دلپر الف اللہ کا

ایک مدت سے دل مشتاق جویا ہی حبیب
قایم آل محمد حجت اللہ کا

باتون باتون مین ہوئی برہم طبیعت دیکھنا — دم مین ہو جاتی ہے یون رنجش کی صورت دیکھنا

سر کو ٹکراتا ہون دیوارون سے وحشت دیکھنا — کی ہے برپا مین نے زندان مین قیامت دیکھنا

راہ دیکھی اسقدر آنکھون کی بینائی گئی — اب میسر ہو الٰہی اونکی صورت دیکھنا

آہ سوزان سے جلاکر خاک کردونگا تجھے — میرے منہ چڑھنا نہ خورشید قیامت دیکھنا

جان جاتی ہے بلا سے جاے کچھ پروا نہین — خون بہا ہے منہ ترا وقت شہادت دیکھنا

فایدہ پہونچا ہمین جب کی بدی بدخواہ نے — اسکو کہتے ہین مآل حسن نیت دیکھنا

ہوکے رسوا کی ہے الفت پہ بہت بہتر ہے — دل پھنسایا دیدۂ ودانستہ شامت دیکھنا

پردہ داری ہے گنہگارون کی آمرزش کیساتھ — اپنی نافرمانیان اور اوسکی رحمت دیکھنا

وے رہی ہین حکم اب غیرونکو وہ بیداد کا
ہمکو کرتے ہین عطا جلد وے خدمت دیکھنا

خلق مین ہمکو نہ کچھ جانکاہیون کا پھل ملا
کون پائے حاصل باغ ریاضت دیکھنا

جنکی آنکھین عیش وعشرت مین کہلین ہے آسمان
اونکے حق مین ہے قیامت روز عشرت دیکھنا

پڑگیا کچھ کام جب رکھنے لگے کانونپہ ہاتھ
آجکل ہین روشناس ایسے مروت دیکھنا

بٹگیا غم ایسا دل بہلالیا احباب نے
رائگان جاتی ہہین صاحب سلامت دیکھنا

خاکساری مین ہمیشہ سرفرازی ہے حبیب
پاس بہی آنے نہ پائے بوسے نخوت دیکھنا

کسی مخلوق سے خالق ہے بنایا جاتا
اوسکا ثانی جو کہین ہوتا تو پایا جاتا

چھپ نہ سکتا کبہی ہرگز جو چھپایا جایا
تیرا جلوہ تو ہے ہر چیز مین پایا جاتا

تو بنائے جسے رحمت سے بگاڑے اوسی کون
پہر مین بدخواہ سے کسطرح مٹایا جاتا

باتین کہنے کی ہین سب گروہ نہ لیتے ترا نام
کوئی مردہ نہ مسیحا سے جلایا جاتا

یاد کر لیتے ہین معبود کسی حال مین ہون
نام تیرا ہے کہین دل سے بہلایا جاتا

ہوئی گر آپ سے اُمید نہ دلداری کی
سچ یہ ہے دل بہی نہ ہاتھون سی گنوایا جاتا

دیکھتا تو مجھے مین خواب مین جاتا تری پاس
ہوتا پھر ضعف کا احسان جو نہ آیا جاتا

راہ ہستی سے اگر منزل مقصود تھی دور
راستہ اور کوئی مجکو دکھایا جاتا

سخن حق جو زمانے کے موافق ہوتا
نہ کبہی دار پہ منصور چڑہایا جاتا

پوچھو عاشق سے غم عشق مین لذت کیا ہی
تلخ ہوتا تو نہ اس شوق سے کہایا جاتا

اپنے عشاق کا گر آپ کو ہوتا کچھ درد
بے سبب روز مرا دل نہ دکھایا جاتا

ہین کہان اونکو مری یاد دلانے والے
ہان کبہی یاد جو آتا تو بہلایا جاتا

رات دن چین نہین سوز محبت سے مجھے
شمع ہوتا تو فقط شبکو جلایا جاتا

ساتھہ غیرونکے وہ گلگشت کو نکلی تھی حبیب
آج تو راہ مین ہوتا تو اٹھایا جاتا

اب بھلا قابو سے دلپر حسین پائینگے کیا
جلوہ فرما جس جگہ تو ہے وہان آئینگے کیا

ہم چلے دنیا سے کہدو نامہ برجائینگے کیا
اب خبر دین موت کی پیغام پہونچائینگے کیا

جاچکے ہوش وخرد جب چارہ گر آئینگے کیا
ہم سنینگے اونکی کیا وہ ہمسے فرمائینگے کیا

ایک منزل ہے عدم کی ایک دم کا راستہ
آگے جانیوالے ہمسے آگے بڑہجائینگے کیا

مٹ نہ جائین داغ الفت کے بھلا اے چشم تر
ان نشانون کے سوا ہم اونکو دکھلائینگے کیا

مرمٹے جو پوچھیئے اونکا نہ اب نام ونشان
آپکو بھولے ہوئے مدت کے یاد آئینگے کیا

خوب واقف ہے مرے ہر حال سے میرا خدا
کاتب اعمال آخر لکھہ کے لیجائینگے کیا

پختہ کاران محبت کو نسمجھو بوالہوس
جو ہوا اچھا ہوا دل دیکے پچتائینگے کیا

ہین بہار باغ قدرت عارض پر نور یار
گل کھلین لاکھون مگر یہ رنگ و بو پائینگے کیا

سہ ہین اب کس کے ہی سیر باغ و صحرا کی ہوس
مردہ دل خوش ہوسکے کیونکر جی کو بہلائینگے کیا

ہے فنا مین تیرے کشتون کے لیئے لطف بقا
یہان مسیحا قم باذن اللہ فرمائینگے کیا

روکنے سے تیرے ناصح بڑہ رہا ہے جذب شوق
سالک راہ محبت ہم ہین باز آئینگے کیا

دم لبون پر منتظر ہے اونسے یہ کہدے کوئی
جان میری جب نکلجائیگی جب آئینگے کیا

دلکو اب باقی نہین عشق مجازی کی ہوس
دامن پاک اپنا ان خارون مین الجھائینگے کیا

گو شب ہجران بہت آزار دیتی ہے مگر
جان تو تجھہ مین ہے ہم جیسی گذرجائینگے کیا

ہوسکا جنسے نہ جیتے جی کسیدم التفات
قتل کرکے مجکو وہ جلاد پچتائینگے کیا

بادۂ احمر نہو گر خون دل ہے ای حبیب
ساقیان بادہ پیا مجکو ترسائینگے کیا

کر کے طے راہ خرابات جہان دل ٹھہرا
شام کے وقت مسافر سر منزل ٹھہرا

کر کے طے بحر ہوس شیب مین کچھ دل ٹھہرا
کف دریا کی طرح سے لب ساحل ٹھہرا

سر پہ خود حضرت انسان نے اٹھایا وہ بار
کوئی مخلوق نہ جسکا متحمل ٹھہرا

چارہ سازونکو ہمیشہ رہی تسکین کی فکر
نہ ملا شاہد مقصد نہ میرا دل ٹھہرا

مہ عارض کی تجلی سے بہا یخ کی طرح
آئینہ کب مرے چہرہ کے مقابل ٹھہرا

خلق مین دست و گریبان ہین عروج اور زوال
ایک حالت پہ نہ دو دن مہ کامل ٹھہرا

تیری تصویر مین عاجز ہوا مانی خیال
اسکو جو دعوی اعجاز تھا باطل ٹھہرا

زندگی مین ہوا اوس شوخ کا ملنا دشوار
روح کو جامۂ تن پردۂ حایل ٹھہرا

چمن دہر مین دو روز شگفتہ رہے دل
اہل دنیا کی ریاضت کا یہ حاصل ٹھہرا

نہین آسان ہی برے وقت مین ثابت قدمی
پانون ٹھہرا ابھی کسی کا تو بمشکل ٹھہرا

قید ملت سے نہ ہو کا مجھے آزادی سے
ایک دم ہو کے نہ پابند سلاسل ٹھہرا

قیس کی طرح سے سرگشتہ ہون ای بخت سیاہ
تو میری لیلی مقصود کا محمل ٹھہرا

نامہ جب اونکو لکھا سو چکے کچھ چاک کیا
کوئی اسرار محبت کا نہ حامل ٹھہرا

راستی کب ہوئی مرغوب زمانیکو حبیب
جسنے حق بات کہی دار کے قابل ٹھہرا

نہ لیجیے وبال اپنے سر پر کسیکا
بھلا فائدہ دل دکھا کر کسیکا

ترا عکس رخ پڑ کے گل پہ سٹا کیا
اتروا لیا جیسے زیور کسی کا

رولاتا ہے عشق

گیا بزم سے کون صورت دہ

کہے کیون نہ پاکر وہ بت حسن یوسف

بناوٹ کی تقریر رندون سے واعظ — پسیجے کا در

ہے آسان نکل جائے گر جان تن سے — جدا ہو نہ پہلو سے دلبر

وہ ہر بات پر آج ہوتے ہین برہم — اولٹتا ہے دیکھو مقدر کسی کا

بہت دکھ دے تمنے عاشق کی دلکو — نہ سمجھے کہ ہے ناز پرور کسی کا

بنایا سلیمان کا ثانی گدا کو — ہما بن کے آیا کبوتر کسی کا

کجا حسن صورت کجا دلفریبی — ق — یہ منظر مقرر ہے مظہر کسی کا

کسی لب کو جان بخشیان کین کرامت — لیا ہوش جلوہ دکھا کر کسی کا

کوئی دلق تھا سلب طوفان کا باعث — بنا خلعت دار پیکر کسی کا

ہین اس دور مین دانہ زد اہل دولت
بنے کیا حبیب اب ثنا گر کسی کا

کیا بخت نے کیا بگڑ کر کسی کا — چھپا کب چھپانے سے جوہر کسی کا

چلے آپ اللہ رے بے نیازی — نہ دیکھا کہ قدمون پہ ہے سر کسی کا

کرو رحم سرمہ کا دنبالہ پوچھو — بہائیگا پھر خون یہ خنجر کسی کا

بلا وجہ کرتا نہین کوئی خدمت — چلے کسطرح کام بے زر کسی کا

نہ سر ہے کوئی تیرے سودے سے خالی — نہ دل تیرے قبضہ سے باہر کسی کا

وہ گل تیرے عارض ہین کھینگی برسون — مشام تمنا معطر کسی کا

...ے بہتر کسی کا

...دن ہین ہو روے انور کسی کا

بنا خال عارض پہ اختر کسی کا

...ب جنکے
کرین خوف کیا وہ سخنور کسی کا

...ی گذر گاہ عالم
بسا گاہ او جڑا کبھی گھر کسی کا

ق

ٹھہرنے کو کوئی جگہہ ڈھونڈھتا ہے
کسی جا سے اوٹھتا ہے بستر کسی کا

تپان ہے کوئی بنکے دلسوز عالم
کوئی شاد ہے دل دکھا کر کسی کا

ہوا و ہوس کا ہے پابند کوئی
علایق سے دل ہے مکدر کسی کا

کسی سر کی زینت ہے تاج سعادت
جہان مین لقب ہے ستمگر کسی کا

ملا جو وہ سے ہے حال مین اپنی بیخود
نہین زور یہان کچھہ کسی پر کسی کا

حبیب اپنے رہبر کا دامن نچھوڑو
سہارا تو ہو روز محشر کسی کا

نہ ہو سامنا اب ہمارا کسی کا
کہ ہم ذکر کرتے ہین تنہا کسی کا

کرے کیون نہ بے چین وعدہ کسیکا
قیامت ہے امروز فردا کسی کا

کبھی تیرے کوچہ مین رہنے نہ پاتا
مرے دلپہ قابو جو ہوتا کسی کا

غضب کی ہے صاحب تمہین بدگمانی
قسم ہوگیا نام لینا کسی کا

سراپا بنا ہون مین تصویر حیرت
نظر مین ہے ہردم سراپا کسی کا

نہ دو ہر گھڑی جھڑکیان عاشقونکو
بری بات ہے دل دکھانا کسی کا

تہہ بام ہین نقش دیوار عاشق
پری بن کے اترا ہے سایہ کسی کا

وہ خود مجھ سے صاحب سلامت نہ کرتے
ہوا ہو نہ ہو آج دہوکا کسی کا

غضب مین وہ چین بر جبین آ رہی ہین
کہین خون ناحق بہایا کسی کا

گلی کوچہ یون ہو کے رسوا نہ پھرتا
اگر سر مین ہوتا نہ سودا کسی کا

غضب ہے ہوا ہون مین نادیدہ عاشق
زمانے مین سن سنکے شہرا کسی کا

ہو بچپن مین کیا قدر بیتابی دل
تماشا ہے اونکو تڑپنا کسی کا

حبیب حزین سخت مشکل تھا جینا
نہوتا اگر کچھ سہارا کسی کا

دل مین داغ عشق یار مہ جبین پیدا ہوا
شکر ہے اس قصر عالی کا مکین پیدا ہوا

نفس امارہ نے اطمینان باطن کھو دیا
یہ ستمگر بن کے مار آستین پیدا ہوا

کیا عجب باہم ہوا گر ارتباط جسم و روح
درد سے پہلے مرا قلب حزین پیدا ہوا

مبداء قدرت سے ہے حسن صورت آرائے ازل
اوسنے جب آئینہ دیکھا اک حسین پیدا ہوا

مژدہ داغ محبت کیون نہ دین ہمکو ملک
جس سے روشن ہی قمر وہ مہ جبین پیدا ہوا

دیکھکر روئے ضیا پرور ترا ای رشک مہر
دیدۂ دل مین مرے نور یقین پیدا ہوا

لفظ ہستی کا نہ لکھا خامۂ ایجاد نے
عالم امکان مین جب تک تو نہین پیدا ہوا

ہو گئی زایل ترے دم سے سیاہی کفر کی
نام ظلمت مٹگیا مہر مبین پیدا ہوا

مظہر قدرت تجھے پا کر پکارے حق پرست
پردہ دار عرش رب العالمین پیدا ہوا

خاتم ہستی تھی مثل حلقۂ خاتم تہی
جب ہوئی نامی یہ جب تجھسا نگین پیدا ہوا

دب گئی از خود نہ بھڑکی آتش قہر و غضب
جب سے تو ای رحمۃ للعالمین پیدا ہوا

معصیت کارونکی بخشش کا بہانہ ہو گیا
فضل خالق سے شفیع المذنبین پیدا ہوا

مے پرستونکو لگی ہے بادۂ کوثر کی چاٹ
تلخ کامونکو مذاق انگبین پیدا ہوا

فرش سے تا عرش ہے اک تہنیت کا غل حبیب
نفس پیغمبر امیر المومنین پیدا ہوا

جفا کر کے عاشق پہ کیا پائے گا
سمجھ لیجیے دل مین پچتائے گا

نصیحت ہوئی ناصح متقی بس
کہین یہانسے تشریف لیجائے گا

تکلف کی کچھ حد بھی جان پر بنی ہی
مرے ہم تو گر یون ہی شرمائیگا

نہین جھڑکیان پھول جھڑتے ہین صبا
سنین گے جو کچھ اور فرمائے گا

کبھی اسکی تسکین بھی مد نظر ہو
کہانتک مرے دل کو تڑپائے گا

چلے دل دکھا کر میرا یہ تو کہیے
کہ اب آپ تشریف کب لائیگا

الجھتا ہے دل رات تھوڑی ہی صنا
کہانتک نئی زلف سلجھائیگا

نہ بگڑیگا کچھ آپکا ایک دم مین
مین جی جاؤنگا گر ٹھہر جائے گا

نہ مانا کہا مہربان اب تڑپیے
کہین اور پھر دلکو الجھائے گا

حبیب آپ سودا کرین راہ حق کا
یہان دیجیے گا وہان پائے گا

سر ہے جبتک ترے سودائی کا
شور کم ہوگا نہ رسوائی کا

کھینچنا اوسکی خیالی تصویر
مشغلہ ہے میری تنہائی کا

لاکھ ڈھونڈا نظر آیا نہ کہین
کیا ٹھکانا بت ہر جائی کا

دیکھو عشاق کے دلکی حالت
چھوڑ دو شغل خود آرائی کا

دیجیے چشم بصیرت اسکو
دل تو ہو سیر تماشائی کا

چشم خونبار یم رحمت ہی
ابر دامن ہے تماشای کا

کیا خط و خال کی حاجت ہے جہان
حسن سرمایہ ہو زیبائی کا

سب عزیزون کی جدائی سی ہون شاد
متمنی ترے یک جائی کا

دیکھئے چہان کے خاک رہ دوست
سرمہ ملجائیگا بینائی کا

اونکے احباب سے رکھتے ہین نیاز
یہ ذریعہ ہے شناسائی کا

فیض ساقی کا ہون ہر دم مشکور
دل نہ توڑا کبھی صہبائی کا

چست خونریزی پہ باندہی ہی کمر
اور دعوی ہے مسیحائی کا

ہم بھی خاموش ہین کر لو بیداد
امتحان گر ہے شکیبائی کا

اونکو کروٹ بھی بدلنا ہے شاق
شور تہا جنکی توانائی کا

حفظ کی فکر نہین گہر مین ہی جنگ
خاتمہ ہو گیا دانائی کا

ہے رہ منزل مقصد اے دل
عیوض اوس بادیہ پیمائی کا

جو کہا خوب کیا تو نے حبیب
بس یہی حسن ہے گویائی کا

زبان سے ہجر کا کلمہ نہ گر ارشاد ہو جاتا
کوئی دم اور وقت واپسین دل شاد ہو جاتا

تمنا تھی لحد کی قید سے آزاد ہو جاتا
غبار اپنا تمہاری راہ مین برباد ہو جاتا

نہین دیکھا جسے کیا ہو گی اوسکی معرفت کامل
ہی صورت آشنا کب کور مادر زاد ہو جاتا

بگڑتا تھا نہ کچھہ گر اک نظر تم دیکھتے جاتے
بر آتین آرزوئین دل ہمارا شاد ہو جاتا

یہ کہتے ہین ترے نقش قدم سے مردم دیدہ
سیہ خانہ غبار پاک سے آباد ہو جاتا

مسیحا منتظر تھی روح لب پر ہین تو جی اٹھتا
زبان سے قسم کی جا کچھہ بھی اگر ارشاد ہو جاتا

کمی کیسی نہ تسکین بھی جنون مین میری ممکن تھی
ملاتے سب سرے گر جام سے مینا کبھی میکش

اگر ہر خار صحرا نشتر فصاد ہو جاتا
لبون تک آتے آتے قہقہہ فریاد ہو جاتا

حبیب خوش نہ گر ایکدم بھی مطمئن ہوتا
زمین شعر پہ شہر ارم آباد ہو جاتا

کرامت کا دعوی عجب ہو گیا
جو کچھہ تمنے موںہہ سے کہا ہو گیا

تمہین دیکھتے ہی تھا جوش اشک
پھٹا ابر پانی ہوا ہو گیا

ہوا شیفتہ سنکے وصف جمال
مجھے بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

ہوا جان دینے سے یہ فائدہ
کہ حق محبت ادا ہو گیا

منور کیا دل غم عشق نے
مرا درد مجکو دوا ہو گیا

چھپا کب چھپانے سے افشای راز
یہی تذکرہ جا بجا ہو گیا

تصور تری زلف شبرنگ کا
مرے حق مین کا فر بلا ہو گیا

بتون کی محبت مین تڑپا یہ دل
کہ آخر کو قبلہ نما ہو گیا

بڑہا یہ جوانی مین بار گناہ
کہ پیری مین قامت دوتا ہو گیا

جلے خار درد والم وسکے ساتھ
چلو صاف اب راستا ہو گیا

نظر آیا جلوہ ترا خواب مین
مرا بخت خفتہ رسا ہو گیا

شکایت کرونگا بتو حشر مین
خدا کا اگر سامنا ہو گیا

بنا آج کہتے ہین تائب حبیب
یہ میخوار بھی پارسا ہو گیا

جو حق تھا عبادت کا گرچہ نہ ادا ہوتا
فرمایا تھا جو تونے وہ مین نے کیا ہوتا

کیون بہول کے رستہ کو آفت مین پہنسا تہا تو
کہو یا مجھے ہونے نے ہوتا نہ تو کیا ہوتا

کچہہ تمنے سنا ہوتا کچہہ مین نے کہا ہوتا
کیا اسمین بگڑتا تہا کام اپنا بنا ہوتا

پاس اوسکے پہونچتا مین گر بخت رسا ہوتا
دیوانون کی حالت مین رسوا نہ ہوا ہوتا

پہچان سکے سالک سب یاردن کی ہیئت کو
گہٹتا نہ کبھی ان مین گر نور خدا ہوتا

سمجھے ہین قدیم اوسکو حادث ہی وجود اپنا
دریا سے نہ ملتا جو قطرہ نہ فنا ہوتا

حاصل نہ ہوا کچہہ بھی بیتابی و حسرت سے
کیا خوب تہا گر شیوہ تسلیم و رضا ہوتا

رندون سے عبث زاہد کا اک لحظہ ٹہرنا تہا
کیا کہنے کو تہا واعظ کہنے تو دیا ہوتا

کیا خوب کیا میرے درپے نہ ہوے ناصح
یہ عشق کا سودا تہا رکنے سے سوا ہوتا

تم آگئے دل ٹہرا اسوقت یہ عالم تہا
چپ بھی نہ رہا جاتا کہتے تو گلا ہوتا

دنیا کو سمجہتا مین اک تل سے بھی کم رتبہ
جلوہ ترا آنکہون مین گر نور فزا ہوتا

جو شاہ ہمارے ہین آج اونکی وہ حالت ہے
مجبور نہ تہا کل تک جسطرح گدا ہوتا

ممکن تہا حبیب اب بہی منزل ہمین ملجاتی
ہر شخص لگا بوسے گر آبلہ پا ہوتا

سیماب دار ہوگا کشتہ نہ پیکر اپنا
ملنے پہ خاک مین بھی چمکے گا جوہر اپنا

ہے بادہ ولا سے لبریز ساغر اپنا
حامی ہے دو جہان مین ساقی کوثر اپنا

یان عیب پوش کب ہی زر مثل فلس ماہی
رکہتے ہین نقد معنی دل ہے تونگر اپنا

گردش کا کیا ہے شکوہ یکسان ہی دشت و صحرا
دیتا ہی دینے والا رزق مقدر اپنا

گر حسن ہی بیان مین تاثیر ہے زبان مین
ہر نکتہ رس جہان مین ہوگا مسخر اپنا

پہونچا دیا اگر اوس بلقیس وش کو نامہ
لیجائے گا ہما سے بازی کبوتر اپنا

ہو دلسا ناز پرور قابو سے جبکہ باہر
رکھے کوئی بھروسا دنیا مین کیا اپنا

دشمن سے خوف کیا ہے حامی اگر خدا ہی
ہم کیون کرین مکدر قلب منور اپنا

کچھ کم نہین ہے واعظ یہ ابتدا کی سختی
اوسکے کرم سے ہوگا انجام بہتر اپنا

ہر چیز مین ہے قدرت ہر شے ہی ایک صنعت
تو نے بنا دیا ہے عالم کو مظہر اپنا

ق
یوسف کو جبطرح سے کنعان کا تہا تصور
آنکھون مین پہر رہا ہے اوسطرحسی گہر اپنا

جائیگی دل سے کیونکر کنتور کی محبت
اوس خاک سے بنایا خالق نے پیکر اپنا

ہوتا تھا دل مکدر ہمہریون سے جنکے
کب ہی حبیب مصلح اونکے برابر اپنا

آج دانا کل کا غم کیون کہائیگا
ہوگا جو قسمت مین آگے آئیگا

ساقیا کب تک ہمین ترساے گا
یا درکھہ پہر دے گا جو پہر پائیگا

دل مین پنہان کیون نہ رکہین داغ مہر
جی اندہیری قبر مین گہبرائیگا

بیخبر دادو دہش مین کر نہ بخل
ساتہہ کیا لایا ہے کیا لیجائیگا

آ اگر آنا ہے اے وعدہ خلاف
تا بہ کے دلکو مرے تڑپائیگا

یاد رکھین سے ستم پر جنکو ناز
کل یہ ہنسنا اشک خون رلوائیگا

ہے خبر کسکو تلون آپ کا
آگے چلکر رنگ کیا کیا لائیگا

ق
بن رہے ہین خود غرض حکام وقت
ان سے کیونکر داد کوئی پائیگا

۲
کوہ کے پہلو مین ہین دل کیطرح
یہ سمان بھی مدتون یاد آئیگا

۳
سوچ رکھین دینگے ظالم کیا جواب
منتقم جب سامنے بلوائیگا

۴
ہے جہان مین راحت و غم بے ثبات
نیک و بد کا نام ہی رہجائیگا

جلد اوسے لیٹے گی بساط انبساط	کیا ہمارا صبر خالی جائیگا

شکر کر موجودہ حالت پر حبیب
آگے جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا

بہلا ہو جس کام مین کسی کا تو اوسمین وقفہ نہ کیجیے گا۔
خیال زحمت نہ کیجیے گا ملال ایذا نہ کیجیے گا

وہ مجھسے فرمار ہے ہین ہنسکر ہمیشہ ملنے کی آرزو پر
ملال ہوگا محال شے کی کبھی تمنا نہ کیجیے گا

حباب ہے زندگی کا نقشہ کہان کا دن ماہ و سال کیسا
ہوا ہے یہ دم کا کیا بھروسا امید فردا نہ کیجیے گا

کیا تو ہے عشق حضرت دل لیا ہے سر پر یہ بار مشکل
ہوا اگر مدعا نہ حاصل تو راز افشا نہ کیجیے گا

جو آپ آئین پہ عبادت یقین ہے ہو جائے مجکو صحت
مگر برائے خدا یہ زحمت کبھی گوارا نہ کیجیے گا

جو اہل دنیا کے تھے مخالف ہوئے وہ دنیا کے اور بندے
سمجھیے اب خاتمہ ہے دین کا جو فکر دنیا نہ کیجیے گا

یہہ قاعدہ رسم و راہ کا ہے خیال دونو طرف ہو یکسان
کسیکو پروا نہ ہوگی جدم کسی کی پروا نہ کیجیے گا

تعلق اہل جہان سے ہو گر تو رکھیے بیم و رجا برابر
سیوا خدا کے کسیکے اوپر کبھی بھروسا نہ کیجیے گا

عزیز ہے جو ہم امانت کسی سے الفت ہو یا عداوت
اگر ہے کچھ غیرت شرافت تو رازِ افشا نہ کیجیے گا

بیان کی احتیاج ہے کب رہا ہے صرف ایک حرف مطلب
حبیب کا دردِ دل سنا سب اب اسکا چارا نہ کیجیے گا

بام پر آکر جو وہ ابرو کمان ہو جائیگا
ایک عالم کو مہ نو کا گمان ہو جائیگا

آ گئے اونکے جب کبھی ہمنے کیا اظہار عشق
ہنسکے بولے خیر اک دن امتحان ہو جائیگا

برین ہوگا شاہد مقصد بنا رہبر جو بخت
ناقۂ لیلی کا مجنون ساربان ہو جائیگا

ابتدائے عشق مین مطلق نہ تہا اسکا خیال
ایکدن افسانہ یہ رازِ نہان ہو جائیگا

کیا بھروسا کیون کسیکو دو کلید عافیت
ہوگی آفت گر مخالف رازدان ہو جائیگا

اکتساب فن مین کوشش چاہیے اکدن یہ شغل
خلق مین وجہہ حیاتِ جاودان ہو جائیگا

صحبتِ احباب سے تہی دو گہڑی کی دلگی
یہ گمان کب تہا وہ ظالم بدگمان ہو جائیگا

ڈر خدا سے ہنس نہ ای آسودہ دل مفلوک کو
ہر تبسم اوسکے دلکو اک سنان ہو جائیگا

دیکہنا حالت جو پہونچا جلوہ گاہ یار تک
دامنِ نظارہ کشتِ زعفران ہو جائیگا

اس طرف بہی اک نگاہ فیض ای جانبخش خلق
چارہ گر میرا ترا لطف نہان ہو جائیگا

خوف کیا گردش مین پہنکا ہین بدخواہ نے
رحمت حق سے یہ صحرا گلستان ہو جائیگا

خاکسارونکو چہپا رکہیگی دامن مین زمین
بس یہ ہوتا ہے جو دشمن آسمان ہو جائیگا

دل کی استغنا نے بخشی ہے تکلف سے نجات
یان شریک ماحضر ہر میہمان ہو جائیگا

ہوتی ہے امیدواری کی بہی صاحب انتہا
تابکے سنتا ہون آخر مین ہان ہو جائیگا

دیکھو پچہتاؤ گے دل دیکر بتونکو ای حبیب
سود تو معلوم ہے جیکا زیان ہو جائیگا

آ کے خود پٹی سے ہے مرگ ناگہانی دیکھنا ہم سے منہ موڑا اجل نے سخت جانی دیکھنا

آئینہ توڑا نہ بہایا اپنا ثانی دیکھنا اونکا بچپن مین ہی یہ عالم جوانی دیکھنا

وقت پر دونگا طبیعت کی روانیکا ثبوت سنگدل باتون مین ہوجائینگے پانی دیکھنا

اپنا جلوہ دیکھتے ہین سنکے قصہ طور کا یا الٰہی ان بتون کی لن ترانی دیکھنا

تو سہی رہجائے بت بنکر رقیب سخت جان اونکی محفل مین مری جادو بیانی دیکھنا

صفحۂ دل پر ہے صورت یار کی اے چشم تر ہو نہ بے رونق یہ شکل زندگانی دیکھنا

میری بیتابی کا چہرے پر اثر مطلق نہین دردِ دلکو وہ سمجھتے ہین کہانی دیکھنا

کیا کہون مین کسقدر دلکو رقابت شاق ہے اپنے سایہ سے ہے وحشت بدگمانی دیکھنا

ہم ہین غافل راتدن وہان فکر استیصال ہے حب قومی اور شوق حکمرانی دیکھنا

اب شرم لفظون مین نہین پاس نمک کیسی خیال ہین یہی بدنامی دولت کے بانی دیکھنا

کرتے ہین برباد اپنا گھر ہم اپنے ہاتھ سے انتزاع ملک و دولت کی نشانی دیکھنا

طالب کین پدر آکر بنے ہین معتمد بدنصیبی اپنی اونکی کامرانی دیکھنا

جنکا دل غمخوار ہے اونکو مبارک ہو حبیب
مرگ سے پہلے ہماری نوحہ خوانی دیکھنا

قتل کرکے ایک نظر دیکھا نہ مین تڑپا کیا یہ تغافل ہے ستم جلاد تو نے کیا کیا

زندگی بھر راہ مین دیکھا کیا تڑپا کیا بعد مردن دیکھنے آئے بہت اچھا کیا

کیا کہون سودائی زلف یار نے کیا کیا کیا دربدر مجھکو پھرایا جا بجا رسوا کیا

ہوتی شادی مرگ گر تشریف فرما ہوتی آپ وعدہ کرنے پر یہ حالت تھی کہ مین تڑپا کیا

کشتۂ تیغ تغافل کو نہین اصلا گلہ خوش رہو پیاری کیا جو کچھ بہت اچھا کیا

کی بہت کوشش مگر کچھ اسپہ بس چلتا نہین | وحشت دل نے زمانہ مین مجھے رسوا کیا
عمر بھر مین آج پایا لطف زخم دلکشا | اوسکی ناوک افگنی پر مرغ جان تڑپا کیا
یاد ایام گذشتہ آگئی جسدم مجھے | دیر تک زانو پہ سر رکھے ہوئے رویا کیا
سامنے غیرون کے بیتابانہ لوٹا خاک پر | راز میرا آج طفل اشک نے افشا کیا
قافلہ منزل پہ پہونچا اور مین حسرت زدہ | کیا کہون حال اپنی غفلت کا پڑا سویا کیا

کب سے ہے یہ عارضہ کیا دشمن جان ہو حبیب
کچھ علاج اتبک نہ تمنے وحشت دل کا کیا

دشت مین پہرنیکا سامان کبھی ایسا تو نہ تھا | یہ جنون دست و گریبان کبھی ایسا تو نہ تھا
لب پہ ذکر رخ جانان کبھی ایسا تو نہ تھا | وز پوشیدہ نمایان کبھی ایسا تو نہ تھا
وہ پریوش میرا مہمان کبھی ایسا تو نہ تھا | عشرت و عیش کا سامان کبھی ایسا تو نہ تھا
ہون مین ہم پہلوے جانان کبھی ایسا تو نہ تھا | درد دل کا کوئی درمان کبھی ایسا تو نہ تھا
یاد قاتل مین ہر ایک دیدہ دل خون رویا | زخم خندان مرا گریان کبھی ایسا تو نہ تھا
سر بکف مین ہون اگر تیغ بکف ہے قاتل | شکر ہی قتل کا سامان کبھی ایسا تو نہ تھا
رشک گوہر ہے لکہتا ہون اوسی غیرت لعل | شغل وصف لب دندان کبھی ایسا تو نہ تھا
کیا صبا کاکل دلدار کی خوشبو لائے | غنچۂ دل مرا خندان کبھی ایسا تو نہ تھا
خون کے آنسو ون اب روتا ہون دلکی ہاتہون | جی کا میرے کوئی خواہان کبھی ایسا تو نہ تھا
کہولدے زلف کیا درہم و برہم گلشن | دیکھ ہر غنچہ پریشان کبھی ایسا تو نہ تھا

دل ہی بیتاب ملی غیر سے شاید وہ حبیب
جوش وحشت کا مجھے ہان کبھی ایسا تو نہ تھا

پھرے بہت پہ نہ وہ رشک ماہتاب ملا
جگر کو داغ ملے دلکو اضطراب ملا

لقب ضعیف ہوا ناتوان خطاب ملا
تمھارے چھٹنے سے کیا خاک مین شباب ملا

مرے تڑپنے پہ نالے عبث ہین اے زنجیر
اسیر زلفکو حصہ مین پیچ وتاب ملا

بدن کو سوز کلیجہ کو داغ دلکو درد
جو کچھ ملا ترے چھٹنے سے بیحساب ملا

اٹھا دیا تھا جسے آج کچھ سنا بھی اوسے
تری گلی سے نکلکر لحد کا باب ملا

جو پیکے بادۂ الفت گزک کی خواہش کی
جگر برشتہ ملا ہمکو دل کباب ملا

جفا وجور مین ناز وادا مین صورتمین
وہ شوخ ساری حسینون مین انتخاب ملا

خطا اونکا آیا پس مرگ خوبی قسمت
جواب نامہ کی جا نامہ کا جواب ملا

مقرر ہوا اثر سوز عشق کا صیاد
کہ سیخ تیر پہ ہر مرغ دل کباب ملا

چھپی گنہ کی سیاہی سپید بالون مین
قصور خلد مین بچھڑا ہوا شباب ملا

جب آیا سامنے ڈوبا عرق مین غیرت سے
کبھی نہ رنگ رخ یار مین گلاب ملا

اُگے جو خاک سے عاشق کی یہ سزا پائی
کہ داغ لالہ کو سنبل کو پیچ وتاب ملا

بھرا جو جام بلورین کھیرے ساقی نے
عیان ہوا مہ کامل سے آفتاب ملا

جہان مین نیک کو ہرگز امان نہین بد سے
کھلا یہ خار جو ہم پہلو سے گلاب ملا

حبیب عزت وتوقیر ورزق بی منت
جہان مین عوض مدح بوتراب ملا

ایدل غم فرقت کا اظہار نہ کرنا تھا
گر ضبط نہ تھا ممکن جی سے ہی گذرنا تھا

مطلب یہ کہلا خبر ز دیدہ نگا ہو سکا
پہلو سے مرے اونکو دل لیکے مکرنا تھا

دریا ہی مین رہنا تھا قطرے کی طرح شاید
غافل نہ حباب آسا یہان تجکو ابھرنا تھا

کچھ حال نہ پوچھو تم پیاری شب فرقت کا
مین کچھ نہین سکتا ہون جینا تھا کہ مرنا تھا

پوچھی نہ مری حالت دکھلا کے چلی صورت
آئے تھے اگر صاحب دم بھر تو ٹھہرنا تھا

کیسی ہے عطا تیری ابتک نہ ہوئی سیری
اکبار تو ایساقی ساغر مرا بھرنا تھا

سمجھے تھے وہ ایسا کب حیران ہین اعزا سب
دشوار بہت مجھ سے بگڑے کا سنورنا تھا

کی قافلہ والون نے تقدیم زلیخا پر
جس چاہ مین یوسف تھی پانی سی بھرنا تھا

ہاتھ اوسنے جو رکھا ہی قدر نتھا مداوا سے
ای زخم جگر تیرا مشکل ابھی بھرنا تھا

بیتابی سے ہون نالان ظاہر کئی سب ارمان
یار آیا تھا جب مہمان کچھ دیر ٹھہرنا تھا

رکھتا تھا حبیب اپنے مالک پہ نظر ہردم
بیداد مخالف سے ہرگز نہین ڈرنا تھا

کام غفلت مین ہو گیا دل کا
نہ سنا تمنے مدعا دل کا

کیا دشمن کو بھی نہ آزردہ
اسقدر ہمکو پاس تھا دل کا

کون کرتا ہے کسکی ہمدردی
کون سنتا ہے ماجرا دل کا

درد نے کردیا تہی پہلو
خون آنکھون سے بہ گیا دلکا

اہل دل ہے وہی زمانے مین
پاس جسکو ہوا کچھ ذرا دل کا

پھر گئی بے سبب تمہاری نگاہ
ہو گیا خون بے خطا دل کا

ہجر مین اک عزیق رحمت کے
ہے غم تازہ آشنا دل کا

مردہ ہے جو ہو نہ پیرو نفس
سخت مشکل ہے روکنا دل کا

اپنی وقت پسند یون اسی مٹا
مانگئے کس سی جو بہا دل کا

زندگی تک تھے ساتھ ہم درجا
مٹ گیا آج دغدغہ دل کا

خود غرض اس کی قدر کیا جانیں
پاس کرتے ہیں باوفا دل کا

بخیۂ زخم تیغ یاس نہ کر
چارہ گر کام ہو چکا دل کا

چہوڑ دنیائے بی ثبات حبیب
ہے تقاضا یہ بارہا دل کا

رفیق بعد فنا عشق یار تک نہ رہا
اوٹھے یہ صاف کہ دل کا غبار تک نہ رہا

جو دل کے لینے مین تہا وہ قرار تک نہ رہا
بتون کا ظلم حساب و شمار تک نہ رہا

تمام کردیا کیا جلد دور سے ساقی
ہمارا آج تجہے انتظار تک نہ رہا

ہوا یہ موت کا حیلہ مری عبادت کو
وہ آیا اور دم احتضار تک نہ رہا

جنون کے ہاتہہ سے باقی برائے نام کوئی
کہین ہمارے گریبان کا تار تک نہ رہا

یہ باغبان کو ہوئی کد کہ آشیانہ کا مرے
نشان بہی آمد فصل بہار تک نہ رہا

سزائے عشق نہین دی ہتون نے یہ جہگڑا
ہزار شکر کہ روز شمار تک نہ رہا

صبا کے جور سے اک ذرّہ غبار مرا
سم سمند بت شہسوار تک نہ رہا

نہ پوچھی ایک نے مرقد کی سرگذشت افسوس
کوئی رفیق پہونچکر مزار تک نہ رہا

بلند قصر تھے ہمت کی طرح جنکی اونہین
فلک نے ایسا مٹایا غبار تک نہ رہا

سرور گھٹتی بنائے یہ لطف ہی ساقی
دوا ہے مے نہین جب دم خمار تک نہ رہا

غم فراق مین خون ہو کے چشم تر سے بہا
ہمارے پاس دل داغدار تک نہ رہا

دل حزین کو نہایت تہا جوش بیتابی
مگر پہونچ کے بت گلعذار تک نہ رہا

گھلا گنہ کی ندامت سے شمع سان صد شکر
تن ضعیف سزائے فشار تک نہ رہا

حبیب کا شکہ پہلو مین درد ہی ہوتا
دل حزین کا کوئی یادگار تک نہ رہا

کب دل مین دخل غیر کا سوہان جان نہ تہا
کسدن خیال یار مرا میہمان نہ تہا

الفت مین کوئی دل کے سوا رازدان نہ تہا
رسوا کریگا اسپہ مجہے یہ گمان نہ تہا

کہنا نہ اونکے سامنے کیون اپنا درد دل
مانند طفل اشک تو مین بیزبان نہ تہا

آئے کہان سے شیب مین دلجمعی شباب
اوسوقت اسپ عمر گسستہ عنان نہ تہا

سینہ سے سوز عشق کے شعلے بلند ہین
یہ کوہ اسطرح کبہی آتش فشان نہ تہا

سب حال کہکے چارہ گری اوسپہ چہوڑدی
جس سے قریب میرا کوئی مہربان نہ تہا

رحمت کا جوش کہتا ہی کیون دربدر پہرا
کیا مکتفی تجہے مرا اک آستان نہ تہا

خم کردیا مثال کمان بار عشق نے
یہہ بوجھ دیکہنے مین کچھ ایسا گران نہ تہا

کسدن مجہے نہ یہہ سبکی ناگوار تہی
احسان کب عزیزونکا دلپر گران نہ تہا

کہتے ہین لوگ دار غنا باغ دہر کو
شاید یہان کبہی کوئی دل شادمان نہ تہا

اوسنے دلائی ہین وہ اُمیدین حبیب کو
پہلے کسیکا جن مین سے نام ونشان نہ تہا

یہ خیال وضع تہا عمر بہر کہ عیان نہ راز درون ہوا
پہر سے خاک ہونے پہ کوبکو پس مرگ جوش جنون ہوا

تمہین کیا جفاؤن سے ملگیا کہو ایسے جور سے فائدہ
ہوئین خاک سیکڑون حسرتین دل ناشکیب کا خون ہوا

ترا دل سے عین نظر بنا ترا غمزہ موجد شر بنا
ہوا جو تب نہ وہ گہر بنا وہ فسان ہوا جو فسون ہوا

رہے شکل دیکہتے چارہ گر کہ ہین ساری کوششین بی اثر

وہ سنبھالتے گئے جسقدر مرا حال اور زبون ہوا

ہمین لیچلی سے ہے قضا جہان ہی یقین کہ موت سے وہان
دم نزع آئے ہو جانجان یہ عجیب نیک شگون ہوا

تہا شباب یا کہ کوئی فسون وہ ہجوم شوق وہ جوش خون
جسے لوگ کہتے تہے ہے جنون وہی مٹکے صبر و سکون ہوا

دم ضبط خشم مین تہا دم جوش حرص امین ہتا
جو نظر مین نور یقین تہا سبب صفائے بطون ہوا

نہ سہام طعنہ سے کچھ ڈرا نہ خدا سے دلمین رہی حیا
کیا سجدہ بت کو جو برملا مجھے عشق راہ نمون ہوا

تہا جلیب طالع زشت مین اوگین خار غم میری کشت مین
تہا فساد اوسکی سرشت مین جو معین سفلہ و دون ہوا

تا صحا بس ورنہ دلکا حوصلہ بڑہ جائیگا
ہر گھڑی کے چہیڑنے سے آبلہ بڑہ جائیگا

گر یونہین ایذا فراق یار کے سہتے رہے
اشتیاق وصل سے شاید گلہ بڑہ جائیگا

ناز پرور نو جوانو دم نہ لو دہڑکا یہ ہے
تم پڑے رہجاوگے اور قافلہ بڑہ جائیگا

مفت لے لینگے وہ دل ہرگز نہ تہا ایسا گمان
ہم یہ سمجھے تہے کہ قیمت سے صلہ بڑہ جائیگا

نامہ و پیغام سے ہوتا ہی پیدا ربط ضبط
شکوے گہٹ جائینگے جب یہ سلسلہ بڑہ جائیگا

ایدل بیتاب خون ہو کر نکل اڈے ہین اشک
دیکہہ بیٹ جائیگا پہر جب راحلہ بڑہ جائیگا

عاشقون کو اپنے داد جان نثاری کچھ تو دو
واہ کہدینے سے انکا حوصلہ بڑہ جائیگا

یاس کا لشکر ہی دل مین ای شہ خوبان مقیم
دیکہہ کر ازخود یہ تیرا داخلہ بڑہ جائیگا

راہ مقصد کو سراب آسا نہ بھلاوے حبیب
جب قریب آئیگی منزل فاصلہ بڑھ جائیگا

غم کرے جزم سے جمعیت دوران کسکا
خاک ہو کر بھی ہے ہر ذرہ پریشان کسکا

ایک مدت سی نہان رکھتا ہے ارمان کسکا
یا الٰہی دل بیتاب ہے خواہان کس کا

یہ بھی دو نقش ہین رفتار جہان کے اے دل
کسکی شادی غم و اندوہ فراوان کسکا

ہے بلا خیز کہین روز قیامت ہی سوا
آج گھونٹیگی گلا تو شب ہجران کسکا

حسرتون نے پر طاوس بنایا تن کو
کیا کہین داغ عیان کسکا ہے پنہان کسکا

مستند کب ہے رہ عشرت پس قتل عشاق
سوگ رکھتی ہے تری زلف پریشان کسکا

دشت و صحرا مین جسین پھرتے ہین گھبرائے ہوئے
آجکل خانۂ اُمید ہے ویران کس کا

لے وہ چھپ چھپکے جو آتا تھا گیا سوی عدم
تاک رکھین گے تری حاجب و دربان کسکا

یاد کسکی ہی جو اک لحظہ نکلتی ہی نہین
بنگیا ہے دل حسرت زدہ زندان کسکا

لطف ہی حضرت واعظ ہین آزادی مین
قید ملت کی کسے کہتے ہین ایمان کسکا

روح لیلی مری تربت پہ یہ چلاتی ہے
خاک مجنون سے بنا ہی تن بیجان کس کا

کہہ چکین وعظ تو واعظ سے یہ پوچھون کہ جناب
شکوہ تھا ہاتھ مین ساقی کے گریبان کسکا

معتکف ہو نہ یہ شہرت کسی ہو نی ہی حبیب
دیکھین دم بھرتے ہین مشہور سخندان کسکا

زلف کو رخ پہ ترے اوبت رعنا دیکھا
آج ہمنے سحر و شام کو یکجا دیکھا

رخ جانان مین فروغ کف موسیٰ دیکھا
لب جان بخش مین اعجاز مسیحا دیکھا

ہوئی امداد جنون جب تو نہ کیا کیا دیکھا
کبھی زندان مین بیٹھے کبھی صحرا دیکھا

آہ نے راز کو میرے کیا افشا دیکھا
تھا جو ہمدم وہی اب کرتا ہی رسوا دیکھا

ہمنے ساقی کی جدائی مین نہ ہو ایسی کبھی
سر اوٹھا کر طرف ساغر و مینا دیکھا

حسرت دید مین دی جان تڑپ کر اوسنے
تمنے مڑ کر نہ سوے عاشق شیدا دیکھا

داغ جسمین کہ نہون دست فلک سی دو چار
ایک دل ہمنے زمانہ مین نہ ایسا دیکھا

مثل عشاق رہا کرتا ہی گردش مین مدام
اوس جوان کا فلک پیر کو شیدا دیکھا

سامنے سے ترے ہوتا نہین آئینہ جدا
ہو گیا محو جمال رخ زیبا دیکھا

پڑ گئی ہے دل سنبل مین گرہ الفت کی
جب سے اوس دلبر طرار کا جوڑا دیکھا

صاف کہتا نہین کیون دل کا ہی کیا حال حبیب
آئے جو وقت ترے پاس تڑپتا دیکھا

رنگ مین بو مین ثمر مین ترا جلوا دیکھا
تو ہی تو تھا نظر غور سے جسجا دیکھا

باغ و صحرا و جبل معدن و دریا دیکھا
ایک عشق رخ دلدار مین کیا کیا دیکھا

بھولے سب جب سے تمہارا رخ زیبا دیکھا
جو کچھ اس عمر مین تھا ہمنے سنایا دیکھا

اقربا ترک وصیت سے پشیمان ہوئے
اوسکے کوچہ سے نہ اوٹھا مرا لاشا دیکھا

چشم مشتاق کو آغوش تمنا سمجھے
شکل دکھلا کے چھپے وہ یہ تماشا دیکھا

وائے قسمت کہ سوائے نگہہ گرم کبھی
ایکدن بھی نہ ترا لطف و مدارا دیکھا

ہو گیا صورت تصویر بحیرت نگران
جسنے اسے آئینہ رو تیرا سراپا دیکھا

نہین معلوم کہ ہی کب سے روان چشمہ چشم
ہوش جب سے ہوا ہمنے اسے بہتا دیکھا

ولمین انکے تھا وہی کہدیا جو تونے حبیب
سب ز خود رفتہ ہین حال اہل ولا کا دیکھا

ملال آپس مین اسے دلبر ہنسی سے ہو نہین سکتا — لگا کر منہ خفا ہو یہ کسی سے ہو نہین سکتا

نہ بولین اون سے اک دن یہ تو جیسے ہو نہین سکتا — کنارا دو گھڑی کی دل لگی سے ہو نہین سکتا

کبھی عسرت کا حیلہ ملتجی سے ہو نہین سکتا — کبھی سائل کو بیجا یہ سخی سے ہو نہین سکتا

مرا اگر بڑا ہوا کام اور میرے درد کا درمان — کسی سے بن نہین پڑتا کسی سے ہو نہین سکتا

نہ ڈر رہتا ہے خلقت کا نہ دل مین خوف خالق کا — سوائے کبر و نخوت کچھ غنی سے ہو نہین سکتا

ہزارون جان بلب عاشق ہین اک معشوق عشوہ گر — نظر کرنا نگاہ سرسری سے ہو نہین سکتا

بلا زلفون کی لی سر پر عوض مین نقد جان دیکر — یہ سودا اک سوا میرے کسی سے ہو نہین سکتا

نہین ممنون کیون اہل توکل اہل دولت کے — گوارا ننگ محتاجی غنی سے ہو نہین سکتا

یہان بھی اور وہان بھی ہین وہی مالک وہی حاکم — جدا ہاتھ اپنا دامان علی سے ہو نہین سکتا

ہمیشہ ہے عدو ہی عافیت نا اہل کی صحبت — کوئی دل خوش بدونکی دوستی سے ہو نہین سکتا

حبیب مبتلا ایسا تحمل درد فرقت مین
کسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

شب کہ مطرب تھا شراب ناب تھی پیمانہ تھا — وہ پری وش کیا نہ تھا گویا کہ جو کچھ تھا نہ تھا

سوز دل سے لب پہ ہر دم نالہ بیتابانہ تھا — ہجر ساقی مین کسی پہلو قرار اصلا نہ تھا

جلوہ گر دل مین خیال عارض جانانہ تھا — گھر کی زینت تھی کہ زینت بخش صاحب خانہ تھا

کیا کرون اب مبتلا ہون آپ اپنے حال مین — دی تھی نعمت اسنے جب لب پر مرے شکرانہ تھا

شہرۂ آفاق ہوتی میری از خود رفتگی — خیریت گذری کہ آنکھون سے تجھے دیکھا نہ تھا

فصل گلبن چھوڑتا ہے دیکھکر ماہ صیام — کچھ جنون مجکو نہ تھا وحشت نہ تھی سودا نہ تھا

کیا کہون ڈر یہ ہے وہ لیلی ادا رسوا نہ ہو — ورنہ مجنون سے بھی کچھ بڑھ کر میرا افسانہ تھا

گر نزاکت مین نہ ہوتا مثل تار عنکبوت
یون ضعیفی آگئی گویا ازل سے تھی ضعیف
ہے یقین عاشق تمہارا مر گیا ہو تو خبر
نیم باز آنکھین تمہارا نام تھا ورد زبان

ق

خوب الفت سے زمانہ مین کوئی رشتہ نہ تھا
اور شباب ایسا گیا جیسے کبھی آیا نہ تھا
مینے کل دیکھا تھا جا کر حال کچھہ اچھا نہ تھا
زخم دل پر ہاتھہ تھا لب پر مگر شکوہ نہ تھا

بخت کی برگشتگی گذری ہی حد سے ای حبیب
دیکھتی ہین او نکے تلوے جنکا منہ دیکھا نہ تھا

جبین پر کیون شکن ہو اسے جان منہ ہے غصہ سے لال کیسا
ہزار باتین ہون ایک ہین پہر بھلا یہہ باہم ملال کیسا
نہین ہے اب تاب درد فرقت کہان کی عزت کہان کی غیرت
ہین مبتلا اپنے حال مین ہم کسیکا اسدم خیال کیسا
بتاؤ مجکو یہ کیا ہوا ہے یہ کون سا درد لادوا ہے
یہ کیون میرا دم اولجھہ رہا ہے ہی خود بخود جی نڈھال کیسا
تمام عالم ہوا جو شیدا تو کچھہ تعجب نہین ہے اسکا
بت ستمگار تجکو بخشا خدا نے حسن و جمال کیسا
گنہ سے سیری ہوئی نہین ہے یہ کہتے ہین سب اجل قرین کر
قلق مین ہر دم دل حزین ہے کہ ہوگا اپنا مآل کیسا
یہ اوس ستمگر سے کوئی کہدے مریض فرقت کی اب خبر لے
ہین کٹ رہی زندگی کی گھڑیان کہاں کا دن ماہ و سال کیسا
غضب ہے وان جو چین جبین پہ ہجوم غم ہے دل حزین پہ

لہو کے دہبے ہین آستین پر ہی دامن اشکون سے لال کیسا

ہوس ہی ہر ایک جی کی جی ہین ہوئے جو غش وصل کی خوشی ہین
تمام شب گذری بے خودی ہین جواب کیسا سوال کیسا +

جہان چہانا پڑا ہے کب کا فلک یہ وحشت کا اب ہی شہرا
کہان کا مغرب کہان کا مشرق جنوب کیسا شمال کیسا +

وہ مہر ہون ہین ہوا جو طالع تو اک زمانہ نے خاک اوڑا ئی
چمکنے دیتے نہین ہین بد بین عروج کیسا زوال کیسا +

حبیب کر کے بتون کی الفت ابہی سے یہ ہجر کی شکایت
رہے گا اب حشر تک یہ جہگڑا یہان بہلا انفصال کیسا

شراب پی جان تن ہین آئی الم سے تہا دل کباب کیسا
گلے سے لگجاؤ آؤ صاحب کہان کا پردہ حجاب کیسا

اب آؤ بہی برطرف تکلف نقاب کیسی کہان کا پردہ
جہکاے کیون سر ہو شرم سے تم عیان ہی رخ سے حجاب کیسا

بڑہا جو ہین رکہہ کے عذر مستی کہا یہ ہنسکر چڑہا کے تیوری
ہٹو ذرا ہوش ہین رہو جی سنبہالو دل اضطراب کیسا

تمہین مبارک ہو جو لیا ہے بہلا دو جو ہمکو دیدیا ہے ۔
جو ہو گیا اوسکا ذکر کیا ہے یہ دوستون ہین حساب کیسا

بہار کے دن ہین کیا مزہ ہے شراب کا دور چل رہا ہے ۔
لگا ہے سبزہ چمن کہلا ہے برس رہا ہے سحاب کیسا

مین رشک مجنون ہون دیکھہ ادہر تو نہ لا صبا گلستانکی خوشبو
غبار کی ہے دماغ کو خو کہان کا عطر اور گلاب کیسا

وہ چشم کرتی ہے صید آہو ہین اتنے تیر مژہ ترازو +
پکار ہوگی یہ کل کو ہر سو کر یہہ ہے مشک ناب کیسا

کبھی وہ مستی مین رنگ لائے کبھی کیا شاد مسکرائے
عجب طرحکے مزے اوٹھائے وصال کی شب مین خواب کیسا

نہ میل کر ساقیا یو ہین دے پسند مجکو نہین کوئی شئے
جگر یہ چرکا لگے پیا پے کہان کا پانی گلاب کیسا

نہین ہے دوزخ کا دلکو کچہہ غم میری بہی سن ناصحا ذرا تھم
رحیم وہ پرگناہ ہین ہم عذاب کیسا ثواب کیسا

جو روز ہے رخ تو زلف ہے شب ذقن ہے مانند چاہ نخشب
یہ حال ہے بیچینی مین یارب تو ہوگا عہد شباب کیسا

یہ دور ہے چشم سرمہ گو نکا فلک ہے اک قطرہ بحر خونکا +
جہان مین رنگ ہے فسون کا ہے مست ہر شیخ و شباب کیسا

طبیب ہین بند کام تیرے کہان ہین شاہ انام تیرے
نہین پہونچتے امام تیرے ہے بندہ بو تراب کیسا

روح پرور وقت بد مین ہی سبب بیداد کا	صید کا خون رہنما بنتا ہے خود صیاد کا
ای دل مضطر ٹھہر دار عنا ہے باغ دہر	ای زبان خاموش یہ موقع نہین فریاد کا
پند ناصح کی خلش بہتر ہے لطف عیش سی	حکم رکہتی ہین یہ باتین نشتر فصاد کا

عذر کیا جب اجازت دی کہا پیر مغان
مین تو اب تک منتظر بیٹھا تہا اس ارشاد کا

کیون کمی کرتا ہی گر بیداد ہی منظور ہے
شاید اکدن یہ بھی ہو جاے وسیلہ یاد کا

دے نہ ایغافل متاع نیکنامی ہاتہہ سے
پیش پا ہے راستہ اک عدم آباد کا

پہیرتے رہتے ہین جو ہر دم ضمیریت تولکی
لین ابہی کچہہ دن سبق لا تخلف المیعاد کا

آفرین عاشق کے دلپر ورنہ یہ فرقت کی آگ
ایکدم مین توڑ دے دم کورہ حداد کا

دلکو ملتی تہی جناب عشق سے داد سخن
نکتہ سنجی عشق یہ ہی حق تہا اوسی اوستاد کا

ایکسان رہتی نہین نادان ہواے روزگار
دیکہہ لی قرآن مین افسانہ قوم عاد کا

ہو سکا جو کچہہ کیا وہ دست و بازو سے حبیب
مین نہین خوگر ابہی تک غیر کی امداد کا

دیکہہ پہر انتظار آنے سے ترے دل کسکا
بنگیا قبلہ نما طایر بسمل کس کا

کون ہے تیرے سوا رازق و جواد و کریم
کبھی محروم پلٹتا نہین سایل کس کا

جلگئی میرے سوا کشت تمنا کسکی
نا امیدی سے بدلتا رہا حاصل کس کا

چاہیے طالب عزت کو عزیزون سے سلوک
یون ادب کرتے ہین اقران و اماثل کسکا

پہر کہان آپ چہپین گے جو کہی داور حشر
آج پہچان لین سب کون ہی قاتل کسکا

مین ہون یا ترک ملاقات کی باعث ہین حضور
ہو گیا تازہ طریقہ خط فاصل کس کا

بدر بنجاتا ہے اپنی ہی تگ و دو سے ہلال
ہوا شرمندۂ احسان مہ کامل کس کا

ہم بھی ہین تم بھی ہو اے حضرت واعظ دیکہیں
نیک انجام کرے خالق عادل کس کا

جمع ہین عاشق جانباز اشارہ کردے
دل ہے ان سب مین تری نذر کی قابل کسکا

اے صبا کون گل اندام چمن سے گذرا
تذکرہ کرتے ہین آپس مین عنادل کس کا

یہان تو اکثر یہ حسینون کا رہا دیوانہ — دیکھین محشر مین طرفدار ہے دل کس کا

چھوڑا شیخ نکر نکو حبیب ہوش
کچھ خبر ہے تجھے ہشیار ہے غافل کس کا

نہ سمجھے گی اونسے کیونکر ابجد انجام کیا ہوگا — سنانے ہے پہر خفا ہین کچھ کسی نے کہدیا ہوگا

زیادہ ہوتی جاتی ہے شب فرقت کی بیتابی — سحر سے مین اسی تشویش مین ہون آج کیا ہوگا

گذر ممکن نہین ای ساکنان کوچۂ دلبر — گئے تھے ہم بھی ملنے کے لیے تمتی منا ہوگا

کوئی پہلو نہین ملتا ہے وعدے سے مکرنیکا — تھوری وہ مجھسے کہتے ہین اچھا کہا ہوگا

مزہ دیکھو کیا ہے قصد بیجانہ کا زاہد نے — ٹھہر کر ہر جگہ کہتا ہے کوئی دیکھتا ہوگا

قطعہ

۱ ادائین اوس پریوش کی کہہ دیتی ہین بچپن سے — یہ چھوٹن جانستان ہوگی یہ قامت فتنہ زا ہوگا

۲ رہیگی رات دن اک عاشقون کی بہیڑ کوچہ مین — کوئی دیوار سے در سے کوئی سر پھوڑتا ہوگا

۳ گریبان جوش وحشت مین کوئی پھاڑیگا دامن تک — جگر پر ہاتھہ رکھے کوئی بسمل لوٹتا ہوگا

۴ نشانہ سنگ طفلان کا بنیگا کوئی دیوانہ — کسی کے قتل کا سب کی زبان پر تذکرہ ہوگا

۵ ٹپکتا ہے مگر یہ رنگ جسکی حسن صورت سے — جو سیرت بھی ہوئی اچھی نہین معلوم کیا ہوگا

اونہین جسدن سے خط بھیجا ہی ہر دم یہ تصور ہے — اب اونکے پاس پہونچا ہوگا قاصد چلا ہوگا

خدا شاہد ہے ہمنے جتنے ناز اونکے اٹھائی ہین — زبان سے گو نہین کہتے مگر دل جانتا ہوگا

حبیب خستہ جان سے خوب الفت کی سزا پائی
ذرہ پوچھو تو اس سے پھر کسیکا مبتلا ہوگا

گھٹین گی خواہشین ای دل تو حاصل مدعا ہوگا — ذرا یہ بھیڑ چھٹ جائے تو پیدا راستا ہوگا

ابھی تک مین تمہاری دوستی پر ناز کرتا تھا — نہ تھی امید یہ اغیار سے ہر دم گلا ہوگا

نہین امکان مین اپنے نتیجہ فکر و کوشش کا
وہی ہوتا ہے اکدن جو مقدر مین لکھا ہوگا

کہین گے اور کیا کاٹو گلے اپنے اسیرونکے
دم تکبیر ہر لب پر رضینا بالقضا ہوگا

جفا سہکر وفا کا دم بہرے ایسا زمانے مین
اگر ہوگا کوئی میرا دل صبر آزما ہوگا

کرینگے ایکدن بدنام یہ اہل غرض تمکو
کہے دیتا ہون مین دیکہو خفا ہوگے تو کیا ہوگا

خدا سے مانگ ایدل تم کرم کر بندونکی منت سے
جو حاجتمند ہے ہر دم وہ کیا حاجت روا ہوگا

جب آجائینگے آنکھین منتظر ہین جنکے آنیکی
وہ شب حیرت فزا ہوگی وہ دن عشرت فزا ہوگا

ہے چشم زادہ دریوزہ گر درویش کا کشتا
یہ مال و زر کہین بدنیتی سے ملگیا ہوگا

ترے احسان مین لاتحصی سحر سے شام تلک
کسی بندے سے حق بندگی کیون کر ادا ہوگا

تصور مین ہون ہیچ و داون سے کیونکر ہونگی چار آنکہین
زبان سے حرف مطلب کسطرح یارب ادا ہوگا

مزا کیونکر ملیگا دانہ زد کو بذل نعمت مین
جو لپس خوردہ ہے شب کا وہ سحر کو ناشتا ہوگا

نہ پایا ایک بھی تیرا آشنا سا سارے عالم مین
مین سمجھا تہا کہین کوئی تو صورت آشنا ہوگا

رسائی طبع کی اکثر وہ ہم نے کر سخن دیکہی
نہین معلوم پر اپنا مقدر کب رسا ہوگا

حبیب اکثر کیا یہ قصد لیکن ہو نہین سکتا
کرینگے ہم بہی اب جو وقت کا جو مقتضا ہوگا

اونھین جو اپنی جفا کا خیال آجاتا
تو رخ پہ خود عرق انفعال آجاتا

جو خواب مین نظر اون کا جمال آجاتا
ہمین فراق مین لطف وصال آجاتا

نکالتا فلک اکدن تو آرزو سے عروج
بقا کسی ہی بلا سے زوال آجاتا

ثنا سے یار جو سنتا وہ سنگدل سب مجہسے
تو ایک آن مین زاہد کو حال آجاتا

بناتا بزم حسینانکو مصر کا بازار
اگر ادھر مرا یوسف جمال آجاتا

سنا تھا غیر سے جو تمنے کہدیا مجھسے
وگرنہ مفت دلون مین ملال آجاتا

بچایا سنگدلون سے حبابِ نے پہلو
وگرنہ آئینہ دل مین بال آجاتا

حال اپنا خلق کو قصہ کہانی ہوگیا
عشق مین مرنا حیات جاودانی ہوگیا

خط مین جو وعدے کئے تھے اُنسے اب انکار ہے
آپکا لکھنا بھی پیغام زبانی ہوگیا

کہتے ہو بے اعتنائی دوستی کی شان ہے
خوب غصہ بھی دلیل مہربانی ہوگیا

عیش مین اپنی سیہ کاری کا جب آیا خیال
کچھ نپوچھو شرم سے مین پانی پانی ہوگیا

خود غرض سمجھے دیا جانبازیونکا یہ صلہ
واہ صاحب مین تو نذر بدگمانی ہوگیا

سیدھی باتون مین نکالا تمنے وہ حسن ادا
شش جہت مین شہرہ جادو بیانی ہوگیا

چرخ نے پنہان کئے کیا کیا حسین زیر زمین
نوجوانون کا عدو یہ پیر فانی ہوگیا

سنکے شہرہ دل کا آجانا بت بیمہر پر
میرے حق مین اک بلای آسمانی ہوگیا

خدمت خلق خدا ہے موجب عظمت حبیب
منصب شاہی طریق پاسبانی ہوگیا

بساط دہر پہ پھر کیون بچھائے دام آز اپنا
کبھی سوچی اگر انجام تو اسے حیلہ ساز اپنا

ہر اک تدبیر گویا فکر بہبودی دشمن تھی
کیا بیتابی دل نے غضب افشای راز اپنا

زبان تک حرف مطلب سامنے اونکے نہ لانا تھا
تملق پہ محول ہوگیا عجز و نیاز اپنا

یہان اندوہ محرومی سے برق خرمن ہستی
دکھاتی ہے کسی ایسی شمع تو سوز و گداز اپنا

سما سکتی نہین وہم و گمان مین بھی عطا تیری
کہانتک ہوگا دامان ہوس یارب دراز اپنا

کہا سب نے پری وش چھوڑ دی انسانیت تمنے
کوئی یون ہاتھ سے دیتا ہی حسن امتیاز اپنا

عجب حالت ہی خوش آتی نہین کوئی جگہ دلکو
تمہارے در سے پھرتا ہی نہین رو نیاز اپنا

ہوس ہی ہمنا ہر دم در ارباب دولت کی
قناعت کہتی ہی بیٹھو خدا ہے کارساز اپنا

نکلکر آنکھ سے آنسو دکہا دیتا ہے مردم کو
یہ پستی سے نشیب اپنا وہ رفعت تھی فراز اپنا

تجھے منظور ہو دنیا تو یہ کیا روک سکتا ہے
ذریعہ ہے حقیقت مین خدا وند مجاز اپنا

ہوئی تب بزم ہستی انکی خوش خوئی سی عطرآگین
گلون نے وقف گلچین کردیا جب اہتزاز اپنا

ہوا آخر یہ طے دونون طرف الفت برابر ہے
تجاوز کر گیا جب حد سے ناز اونکا نیاز اپنا

حبیب مبتلا کو صبر نے کیا کیا تسلی دی
مصیبت مین بھی تھا ایک یار دلنواز اپنا

عقل پر پتھر پڑے الفت مین دیوانہ ہوا
دل جو اک مدت سے اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

کہہ گیا جو جی مین آیا اب دیوانہ ہوا
بوند مین کم ظرف کا لبریز پیمانہ ہوا

سچی باتون مین بھی ہوتا ہے قیامت کا اثر
تذکرہ میرا عجب دلچسپ افسانہ ہوا

بد نما سمجھا گیا پیوند استغنا و حرص
ننگ دل تو فقر کشکول گدایانہ ہوا

زنگ ظلمت سے دل شیدا مرقع بنگیا
یہ خدا کا گھر بھی اس صورت سے بتخانہ ہوا

مخرب بنیاد آسایش ہی رہتا جہان
بستیان اوجڑ مین کبھی آباد ویرانہ ہوا

جان ہی دم لو رکا ای عشق ہوائی جان لے
نقد دل حسن یوسف ثانی کا بیعانہ ہوا

تیرہ بختی کی بلا سے یون نکلنا چاہیے
جسطرح سلجہا کے زلفون کو الگ شانہ ہوا

جذب دل یہ ہی اسے کہتی ہین باطن کی کشش
اونکے پرتو سے منور میرا کاشانہ ہوا

کیا شکایت اسکی صاحب اپنا اپنا رنگ ہی
غیر ہین ہم تم سے جب غیرون سے یارانہ ہوا

ملگئے دونون مین تھی جلنے کی قوت ایکسان
میل جنسیت سے جز و شمع پروانہ ہوا

اوسکی شان عالم آرائی یہ کی جسدم نظر
گوشۂ عزلت مرا دربار شاہانہ ہوا

قالب خاکی مین ساقی تونے پہونکی ہے یہ روح
قلقل مینا سے پیدا شور مستانہ ہوا

خوب ہی رنگ جوانی شیب نے کہویا حبیب
محو دل سے بہی خیال روے جانانہ ہوا

سر سے اونچا جب یہ سیلاب فنا ہو جائیگا
کہتے ہین نا آشنا ہر آشنا ہو جائے گا

سازو سامان نذر طوفان بلا ہو جائیگا
نوح کی کشتی ہمارا بوریا ہو جائے گا

رنگ لائینگے کبھی نقش و نگار آرزو
اک نہ اکدن یہ چمن بہی جانفزا ہو جائیگا

سبکو ہی معلوم ہین دینے کے اوسکی لاکھ ڈہنگ
ورنہ حاجتمند کیا حاجت روا ہو جائیگا

صبر لازم ہے جو زک دے پاک ہو خود غرض
ایکدن حال اوسکا خود عبرت فزا ہو جائیگا

مہربان جب ہونگے وہ ہوگی نہ حاجت عرضکی
ہر اشارہ اپنا حرف مدعا ہو جائے گا

ابتو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین مثل نقش پا
یا اٹھین گے یا مقدر رہنما ہو جائے گا

ہے وہ انسان جو بقائے نام کی کوشش کرے
ملکی دولت زیادہ گر تو کیا ہو جائے گا

جہک کے مل سب سے اگر ہے سرفرازی کی ہوس
بن پڑیگا گر یہ نسخہ کیمیا ہو جائے گا

بیقراری کو گریگی دور جب سچی کشش
مرغ دل خود طائر قبلہ نما ہو جائے گا

کر ریاضت اسقدر زنگ کدورت دور ہو
رفتہ رفتہ حال خذ ما صفا ہو جائیگا

غیر کے سایہ سے بچکر چل طریق عشق مین
ورنہ یہان رہزن ترا خود رہنما ہو جائیگا

جو دیا ہے اوسنے اوسکا شکر کر دل سے حبیب
وجہ استغنا تجھے فضل خدا ہو جائیگا

بنا کے آئینۂ تصور جہان دل داغدار دیکھا

فراق مین لطف وصل پایا خزان مین رنگ بہار دیکھا
تمام کامون کا راستی پر ہمیشہ دار و مدار دیکھا
فساد طینت مین جنگی پایا ہر ایک صحبت مین خوار دیکھا
سنبھالا جسدن سے ہوش ہمنے وطن کو کل چندبار دیکھا
نہ کی عزیزون کی غمگساری نہ پھر کے اپنا دیار دیکھا
ہوے جو مانوس کجروی سے پھرے رہ صدق و راستی سے
نہ بیٹھے اکروز وہ خوشی سے نہ کچھ بجز انتشار دیکھا
ہے مہر اہل دول مین بخشش معاہدون مدام کاہش
نہ ہمنے پایا اسی کو بیغش نہ اوسکو کامل عیار دیکھا
بساط عیش و طرب ہے برہم یہ ہے نشیب و فراز عالم
پیادہ ہین اونکو دیکھتے ہم جنہین ہمیشہ سوار دیکھا
پڑی ہے پیچھے کچھ ایسی شامت مٹا رہے ہین نشان شہرت
بہت عزیزونکو بہر شہرت گنواتے اپنا وقار دیکھا
جما تھا جسوقت رنگ صحبت تھا نیک و بد مین بھی لطف خلت
مگر خزان آئی یا قیامت نہ پھول دیکھا نہ خار دیکھا
دل و جگر کو ہوا گوارا کہان سرور شراب ہستی
ملا کبھی اضطرار مین یہ کبھی اوسے بیقرار دیکھا
گیا وہ دور سیاہ مستی رہا فقط نام مے پرستی
جو ضعف پیری مین آنکھ کھولی تو کچھ طبیعت پہ بار دیکھا

حبیب ہم ہمصفیر بلبل ہمیشہ ستے ہے گلشن جہان مین
وفا کی خوبو ہو جسمین وہ گل نظر نہ آیا ہزار دیکھا

ہچکیان آنے لگین مین بیخبر ہونے لگا
خود بخود لو انتظار نامہ بر ہونے لگا

دور تک جانے لگی وسلکے دہڑکنے کی صدا
فرقت قاتلین پہر ٹکڑے جگر ہونے لگا

دی اجازت نام لینے کی تو چل نکلے حضور
ذکر غیر و نام ریحان رات بھر ہونے لگا

دہو و دامن کو تیا کوئی گریبان گیر ہو
شور قتل عاشق شوریدہ سر ہونے لگا

فصل گل آتی ہے یا پیغام جانان آگیا
جوش وحشت پہر مجھے دو دو پہر ہونے لگا

دیر مین کعبہ سے آ کر پرستش کی تو کیا
شکر ہے اوس بت کے کوچہ تک گذر ہونے لگا

ہجر مین گلزار کا رہنا نہ راس آیا ہمین
شور مرغان چمن سے درد سر ہونے لگا

کوچۂ الفت کی چالین ہمنے ساری سیکھ لین
عشق سا استاد جب سے راہبر ہونے لگا

روی جاتی ہے شب عشرت تمہاری ساتھ ساتھ
دیکھلو صدمہ سے فق روی سحر ہونے لگا

یاد آیا پھر عدیل خوش بیان ہمکو حبیب
رنج تنہائی بڑہا مضطر جگر ہونے لگا

نہ نکلا منہ سے کچھ جبتک کہ دم لب پر نہین آیا
گئی جان پر زبان پر شکوۂ دلبر نہین آیا

بنی جان پر مری گو کچھ وہ بن ٹھنکر نہین آیا
ادا سے جب چلا حیرت ہے کیون محشر نہین آیا

بتا ای نرگس بیمار کیون پتھرا گئین آنکھین
اجل آئی تجھے یا قاصد دلبر نہین آیا

چنی افشان جبین پر موتیون کی حسن خوبی نے
پسینہ شرم سے ای گل ترے منہ پر نہین آیا

کہون کیا تم سے مر مر کے جیا ہون در فرقت مین
مرے سینہ مین دم دو دو پہر اکثر نہین آیا

نجانے پر مرے وہ شوخ کہتا ہے محبت سے
کئی دن سے جفاؤن کا مری خوگر نہین آیا

جو چلتے چلتے لے لیتا خبر تیری نہ گھٹ جاتی
گلی تک تیری اے قاتل میرا خنجر نہین آیا

توکل نے دکھایا لطف شاہی کا گدائی مین
جو سرکش تہا ہمارے در پہ کب جہککر نہین آیا

بہار آئی گل اندامون نے پہنے ہار بہولونکے
مرا طوق و سلاسل پہنکے آہنگر نہین آیا

جلیب رند مشرب نے نہ پی مے اوسکے ساغر مین
زبان پہ جسکی نام ساقی کوثر نہین آیا۔

مائل خال رخ حور ہوا خوب ہوا
دل پہ جو داغ تہا ناسور ہوا خوب ہوا

ہوگیا میرے تڑپ جانے پہ قاصد بہم
اور زخمون سے بدن چور ہوا خوب ہوا

بڑہگیا حسن جو بکہرائے مونہہ پر گیسو
دن مثال شب دیجور ہوا خوب ہوا

سنگ رہ جانکے سرکو مرے ٹہکرائی ہو
آنے جانے مین یہ دستور ہوا خوب ہوا

میرے اوٹھ جانے پہ غیرون وہ ہنسکر بولے
دل کے پاس سے یہ دور ہوا خوب ہوا

بڑہگیا سوز جگر گہٹ گئی طاقت دل کی
نالہ کرنے سے بہی مجبور ہوا خوب ہوا

مستحق دار کا عشق قد دلبر نے کیا
خلق مین ثانی منصور ہوا خوب ہوا

مجکو محبوب جو دیکہا او نہین رحم آہی گیا
رنگ رخ شرم سے کافور ہوا خوب ہوا

شکر ہے میری طرف سی نہ ہوئی کوئی کمی
ترک الفت او نہین منظور ہوا خوب ہوا

مین نے خود کہدیا جب چہپ نہ سکا عشق کا راز
تیرا دیوانہ جو مشہور ہوا خوب ہوا

خود نہین آئیگا سے وضع کا پابند جلیب
اونکی صحبت مین یہ مذکور ہوا خوب ہوا

نوٹر کر دلکو مرے تیر سے پہلو ٹوٹا
نہ یو ہین کیون قدر انداز کا بازو ٹوٹا

میرا منہ دیکہین سے گے حیرت سے سب اہل محشر
گر گرانباری عصیان سے ترازو ٹوٹا

محتسب ہوگا یہ پانی ابھی سب آپ مضاف
مجھسے سبزوار کا شیشہ جو لب جو ٹوٹا

تیرے ہر تار سے وابستہ ہے جان عاشق
موت ہے رشتۂ الفت جو کہین تو ٹوٹا

شرم کو دیکھکے شرمائی خزانکی سختی
دست بیداد سے کب برگ لحب الو ٹوٹا

سر جھکا جب ہوا باعث وہ سرفرازیکا
کبھی تہہ کرنے سے طاعت مین نہ زانو ٹوٹا

نکرو دور نظر سے کہ ہون مانند سرشک
سلسلہ اسکا ملا کب جو سر مو ٹوٹا

شب فرقت سے ٹھہرتے نہین شعلے دلمین
تارہ ٹوٹا کہ مری آنکھ سے آنسو ٹوٹا

حفظ مین رکھتی ہے نرمی ستم ایجاد و نکو
نہ سرو ہی کیطرح خنجر ابرو ٹوٹا

سب کو حیرت ہے کہ غائب ہوا کیونکر مرا دل
چاک سینہ ہے کہین اور نہ ہے پہلو ٹوٹا

شکر ہے بچگئے بدخواہ کے حملے سے جلیب
ہاتھ بیکار ہوا کوئی نہ بازو ٹوٹا

نور سے تیرے منور کہان ہونے لگا
مہر عارض رشک مہر آسمان ہونے لگا

ابتدائے عشق مین شرط شکیبائی نتھی
کیا تحمل کا ہمارے امتحان ہونے لگا

تخم معنی کیلئے اچھی نہین یہ سرزمین
بوستان فکر تاراج خزان ہونے لگا

ہے گسستہ ناقۂ لیلائے مقصد کی مہار
قیس قسمت کا مخالف ساربان ہونے لگا

خشک ہے کشت تمنائے چمن آرائے نظم
خارزار فکر باطل گلستان ہونے لگا

عندلیب باغ کو ہے کنج تنہائی نصیب
زاغ اسود بلبل ہندوستان ہونے لگا

جس ستمگر کو مرے عہد وفا پر ناز تھا
ہے یہ قسمت کی کجی وہ بدگمان ہونے لگا

کھوکے دلکی آرزو خود کرلیا ہمنے عدو
جب ذرا ہموار اونکا پاسبان ہونے لگا

ہوگئے رسوا خدارا چھوڑ دو بیداد کو
ہر طرف سے اب تو شور الامان ہونے لگا

پڑ گئی ہے دلمین جسکا فو کے رنجش کی گرہ
منتون سے وہ بھلا کیون مہربان ہونے لگا

ہو چلا ہی ہر طرف شہرہ تمہارے حسن کا
ابتو اکعالم ہمارا ہم زبان ہونے لگا

شک تھا پہر ہیکا تغیر دیکھکر ہمکو طبیب
درد الفت ابتو باتون سے عیان ہونے لگا

ردیف باے تازی

قاصد ہنوز لیکے نہ خط کا پھرا جواب
جان آئی لب پہ زیست ملے ہمکو دیا جواب

کافی ہے عمر شغل شراب وکباب مین
ہے خوف حق کو روز جزا دینگے کیا جواب

سائل زکوٰۃ حسن کے بیٹھے ہین دیر سے
ای شاہ حسن کچھ نہ ابھی تک ملا جواب

جادو بیان شکر لب وشیرین زبان ہین وہ
ہر اک کو بات بات مین کرتے ہین لاجواب

انداز مین ادا مین ملاحت مین حسن مین
ہوگا جہان مین نہ کوئی آپکا جواب

طرز جفا مین وہ ہین زمانے مین بے نظیر
کوئی نہین طریق وفا مین میرا جواب

پڑھکر نیاز نامہ کو دین اوسنے گالیان
بھیجا مراسلہ کا ہمارے نیا جواب

دیتی ہے سیر ہوکے یہ آواز آسیا
ہے اوسکی ذات رحمت وبخشش مین لاجواب

دینگے دعائین پھول پلا گل کی فصل مین
للہ بے زرونکو نہ دے ساقیا جواب

آئی ہے لب پہ جان دم رحلت قریب ہی
بس انتظار کی ہوئی حد آچکا جواب

گذری نہین ہے وعدہ کی ساعت ٹھہر طبیب
آجائینگے وہ خود ہی کوئی دم مین یا جواب

ساقیا شاق ہے یہ پیش وپس جام شراب
دل مین رندونکے ہے یکسان ہوس جام شراب

سیر نیت تھی دم دسترس جام شراب — توبہ کرتے ہی ہوئی پھر ہوس جام شراب

موسم گل مین ہو گر دسترس جام شراب — پی ہی جاؤن نکرون پیش و پس جام شراب

ساقیا کہتی ہے دلسے ہوس جام شراب — رہیئے میخانہ مین بنکر مگس جام شراب

دور کے ساتھ چلا قافلہ ہوش و خرد — بنگئی قلقل مینا جرس جام شراب

فصل گل خوب ہی ساقی کے کرم سے گذری — نرہی دلمین ہمارے ہوس جام شراب

ذوق رغبت سے بدل دیتا ہی نفرت دلکی — نشکل زنبور عسل ہے مگس جام شراب

ڈالدے جان تن خاک مین ہی ساقی دم مسیح — دم مین ہو قلقل مینا نفس جام شراب

میکشی مین ہو جو وہ ترک نظر مائل صید — قید کرلے بط مے کو قفس جام شراب

بزم سے جب وہ اوٹھین غدر شگون بد ہو — چھلکے ساغر تو کہین سب عطش جام شراب

بنکے ساقی روش باغ پہ بیٹھا ہے وہ ترک — آج شہگام چلے گا فرس جام شراب

دور دیتا ہے وہ سرہنگ تو کہتے ہین رند — دیکھو کاوے پہ لگا ہی فرس جام شراب

مانگتے جائین نہ کیون رند ہے دست ساقی — در توبہ کیطرح باز پس جام شراب

کیفیت کیا جو بھرے دل ہی نہ مینوارونکی — ہوتی ہے یہ غرض باز پس جام شراب

عہد و پیمان کا ہوا کہ شاہد عادل ساقی — منہ سے جو کہتا ہے لکھدے وہ پس جام شراب

تھوڑی سی بدلی گزک کی بھی مجھے دی ساقی — ذائقہ منہ کا بدلنے کو ہے بس جام شراب

ہو گیا دور و تسلسل مین تناسخ کا ثبوت — باکم و کیف دم باز پس جام شراب

تنکے چھواتی ہے مہر لب میگون جنکو — سمجھے ہین خط شعاعیکو خس جام شراب

ایسی تدبیر بتا ہمکو بھی اے زاہد خشک — کہ نہو ابر و ہوا مین ہوس جام شراب

عبرت آگین ہے پھر یاد شکست ساغر — کون میخانہ مین ہے وادرس جام شراب

عود کرتی ہے جوانی کی حرارت دلمین — ہے بجا پیر کرین گر ہوس جام شراب

لیچلا کھینچ کے ہمکو سوئے میخانہ حبیب
جرم توبہ کی سزا مین عکس جام شراب

مہر والفت سے ہے آل تہذیب — خاکساری ہے کمال تہذیب
ہے وہ آرایش حسن باطن — جسکو کہتے ہین جمال تہذیب
کم نہین مردمک چشم سے کچھ — رخ انسان پہ خال تہذیب
آج کل ہم مین اگر سچ پوچھو — شکل عنقا ہے مثال تہذیب
کبھی ہوتا نہین بد وضع کا خوف — ہے عجب جاہ و جلال تہذیب
رخنہ پہ کرتا ہے متانت پیدا — دل مین آتے ہی خیال تہذیب
اپنے مطلب کا جہان کچھ ہو لگاو — نہین رہنا ہے خیال تہذیب
قوم کا اپنے نہ گھٹتا وہ عروج — ہو نہ جاتا جو زوال تہذیب
جام جم سے نہ کہین پر تمکین — بزم خلت مین سفال تہذیب
اسکا خون کرتے ہین جو ناحق کوش — اون کی گردنپہ وبال تہذیب
مردہ قومون کے لئے آب حیات — بنتا جاتا ہے زلال تہذیب

بدر بنجائیگا چندے مین حبیب
حق نے چاہا تو ہلال تہذیب

تری جفا کے سوا ہے مری وفا کا سبب — مری وفا ہے ستمگر تری جفا کا سبب
ہمیشہ ہے مری بیچارگی کا پاس اوسے — ہوئی شکستہ دلی رحمت خدا کا سبب
تباہ کرتی ہے خودبینی و خود آرائی — ہے عجب جاہ حشم فقر اغنیا کا سبب

خدا کو بندوں پہ حجت تمام کرنا تھا
ہوا ہمیشہ یہ ترسیل انبیا کا سبب

جدا نہیں ہے کبھی بحر سے نمود حباب
تری بقا نہو کیونکر مری بقا کا سبب

نہیں جو دلپہ موثر کوئی سخن واعظ
برا نہ مانئے حضرت یہ ہے ریا کا سبب

حسد عزیزونکو ہوتا ہے کامیابی پر
ہے بیشتر یہی بیداد اقربا کا سبب

ترے جمال کا پرتو ہے داغ الفت مین
ہے نور مہر مبین ماہ کی ضیا کا سبب

نہوتی اتنی جسارت جو آپ رکھتے خیال
کہیں حضور سے کیا عرض مدعا کا سبب

کسی سے شرم ہو کیا جب خدا سے شرم نہیں
کچھ اسمیں شک نہیں ایمان ہے حیا کا سبب

وہ اپنے وقت پہ آتی ہے ٹل نہیں سکتی
ذرہ سی بات بھی ہو جاتی ہے قضا کا سبب

بقا کے بعد فنا ہے فنا کے بعد بقا
بقا مین کسلئے مضمر نہو فنا کا سبب

کریم جلد بتادے حبیب کو وہ راہ
مدام دارِ غنا مین ہو جو غنا کا سبب

حشر کے دن بھی نہ پاس آئیگا ڈر سے آفتاب
خوب واقف ہے مرے سوز جگر سے آفتاب

ہجر کے صدمہ سے آنکھوں مین جہان تاریک ہے
چھپ گئے تم ہوگیا پنہان نظر سے آفتاب

بام پر وہ مہروش ہے راہ مین مین محو دید
کیا کشش ہے بندہ گیا تار نظر سے آفتاب

سینۂ پرداغ پر پھٹ کر گریبان آگیا
چاند نکلا ہوگیا پنہان نظر سے آفتاب

وصل کی شب باتوں باتوں ہی مین ہوجاتی ہے صبح
کیا نکل آتا ہے کچھ پہلے سحر سے آفتاب

تربیت سے جوہر اصلی مٹ نہیں سکتا کبھی
کھو سکا دھبہ نہ دامان قمر سے آفتاب

ہوں مین اک آئینہ عبرت سپئے اہل نظر
دیکھ غافل کہہ رہا ہے ہر بشر سے آفتاب

تم مرے گھر آئے مین ششدر ہوں اوسکی شان سے
آج نکلا ہے خدا جانے کدھر سے آفتاب

آجتک اوس صبح کا آنکھون مین پھرتا ہے سمان
گھر سے وہ نکلے ادہر نکلا اودہر سے آفتاب

مین چھپا کر سوز دلکو گر پڑہتا ہون کبھی
جہانکتا ہے رخنۂ دیوار و در سے آفتاب

وقت رخصت رخ تہا سوے کوچۂ جانان حبیب
حال پوچھو چلکے پلٹا ہے سفر سے آفتاب

افسوس جارہی ہے جوانی گیا شباب
اب خلد مین ملیگا یہہ بچھڑا ہوا شباب

بیچین کر رہا ہے دلون کو ترا شباب
ایسا کسی کا کب ہوا حیرت فزا شباب

کیون ہو نہ سیر بیعت پیر مغان سے دل
کیفیتین تہین رندی و مستی کی تا شباب

گذرا وہ وقت چہوڑ دیئے بچپن کی شوخیان
پڑہ لیجئے رسید کا خط آگیا شباب

جب سے ہوے جوان معیشت کی فکر ہے
سودا تہا سر مین عشق کا جب تک رہا شباب

رکھی حزین فراق کے صدمون سے جان زار
تمنے ملایا خاک مین اے دلربا شباب

پیری مین آہی جاتی ہے کچھ کچھ صلاحیت
ہے وقت امتحان ثواب و خطا شباب

دیکھا نہین زمانہ مین ایسا عذار حسن
ہے آپ کی نرالی جوانی نیا شباب

کہتا ہے دل یہ جیسے کے پیری کی زحمتین
اک سلطنت ہے آئے اگر دوسرا شباب

ساقی نے پہونکدی ہی بدن مین وہ تازہ روح
دہوکا ہے دلکو شیب مین پھر آگیا شباب

قامت جہکا جو بار الم سے تو کیا عجب
جینے کا کچھ مزہ نرہا چل بسا شباب

غفلت مین مفت ہوگئی آخر بہار عمر
کرنیکے کام کچھ نہ کئے کہو دیا شباب

نکلی ابہی نہ پوری تمنا کوئی حبیب
پیری بہی آئی گذری جوانی گیا شباب

گل پہ شیدا ہوگئی دیوانہ بن مین عندلیب
نام تیر الیتی ہے ہر دم چمن مین عندلیب

آگئی کس سرو رعنا کے گل عارض کی یاد
بنگئی از خود زبان میرے دہن مین عندلیب

زلف مشکین مین لگایا گل کا طرہ یار نے
کیون نہ اب تنکے چُنے دشت غربت مین عندلیب

ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہے
آج صدر آرا ہے مرغان چمن مین عندلیب

عطر گل ملکر نہ زیب بزم ہوا ایشمع رو
جان دیگی بنکے پروانہ لگن مین عندلیب

جنکے گل ہین عالم غربت مین ہم پہلوے خار
وہ اعزا ہین گلستان وطن مین عندلیب

موسم گل دیکھکر ایسا خوشی کا جوش ہے
اب نہین پہولے سماتی پیرہن مین عندلیب

دیکھین کب آتے ہمارے باغ مقصد مین بہار
ابتو ہے ہر آرزو سکے چمن مین عندلیب

ساتھ رہنا نوحہ خوان میر اجنازہ جب اوٹھے
لپٹی ہوگی چادر گل بھی کفن مین عندلیب

بے بہار آئی ہنا اب شاخ گل پر آشیان
رہ چکی ہے مدتون رنج و محن مین عندلیب

ہین چہکنے کے یہ دن او نغمہ ہائی شوق کی
درد دل کہتی تھی تو دیوانہ پن مین عندلیب

سنکے یہ حیران نہ ہوتے کیون نواسنجان دہر
ق
بنگئے ہین زاغ بستان دکن مین عندلیب

مستند رنگین مقالی اوسکی ہوگی ای حبیب
خوش بیانی سے بنے جو اہل فن مین عندلیب

ردیف بائے فارسی

ہجر مین وصل کی دی دلنے خبر آپ ہی آپ
جسطرف غور کیا آئے نظر آپ ہی آپ

پاس آنے دے نہ دیو امید مین انسان
دور ہو جائیگا سب خوف و خطر آپ ہی آپ

میری تقدیر کی گردش کا تماشا دیکھو
پھر گئی چاہنے والون کی نظر آپ ہی آپ

عمل صانع مطلق کی صدف شاہد ہے
قطرہ بنتا نہین دریا مین گہر آپ ہی آپ

کوئی بصیرفہ اگر بوئے گا تخم نیکی
ہاتھ آ ئینگے ریاضت کے ثمر آپ ہی آپ

امتحان کی ہی جگہ کہتے ہین دنیا جسکو
ہے بشر فاعل مختار نکوئی وبدی
دوستی ہو کہ عداوت نہین رہتی پنہان
پھیل جاتی ہے کسی قوم مین تہذیب جہان
ہے اسیطرح یہ افعال ذمیمہ کا رواج
بہرے کان کسینے نہین کچھ اسمین کلام
روح پر ہوتی ہے خود ہیبت حق کی تاثیر
ہو گئی مشترک اغراض مین جب خود غرضی
حصن آہن مین بھی ہو گر کوئی آزاد خیال
اپنی باتون مین کرے غیر کا مطلب جو ادا
یہہ بھی پاتا ہے شرف قطع منازل کر کے

قطعہ ۱ ۲

فاش ہو جاتے ہین یان عیب و ہنر آپ ہی آپ
پیش آجاتے ہین سب نفع و ضرر آپ ہی آپ
دلکی ہو جاتی ہے ہر دلکو خبر آپ ہی آپ
سیکھ لیتا ہے ہر اک علم و ہنر آپ ہی آپ
کارگر ہوتا ہے صحبت کا اثر آپ ہی آپ
یون پلٹتی نہ کبھی اونکی نظر آپ ہی آپ
دل ہلا دیتا ہے اللہ کا ڈر آپ ہی آپ
روکے لاکھہ پا ہوتا ہے شر آپ ہی آپ
توڑ لیتا ہے وہ دیوار مین در آپ ہی آپ
اوسکو ہو جاتی ہے ہر دلپہ ظفر آپ ہی آپ
ماہ نو ہو نہین سکتا ہے قمر آپ ہی آپ

تم کرو فکر سخن چھوڑ کے افکار حبیب
کیا عجب قدر کرین اہل نظر آپ ہی آپ

لائین تشریف لحد پر جو پس مردن آپ
سہہ کے صدمے بھی غم عشق سے نیت نہ بھری
اے درتک وہ اودھر پانوسے بڑھا دست نظر
نہ بھڑکتی کبھی پہر دیکھئے عارض کی چمک
کہنے سننے کا اثر چارہ گر وکیا ہوگا
بدگمانی سے جفا کرکے وفادارون پر

کیجئے گا نہ کہین پہر خدا شیون آپ
عیش و راحت کے بنے مفت مین ہم دشمن آپ
صفت مژگان کیطرح ہٹنے لگے چلمن آپ
مارتے آتش گل پر نہ اگر دامن آپ
رام ہو جائے دعا دو وہ بت پرفن آپ
خیر خواہ ہونکو بتاتے ہین عبث دشمن آپ

فائدہ خوف جہنم کا دلا کر واعظ
غضب حق سے لرزتے ہین یہ تر دامن آپ

یون مری آنکھون مین ہوتا نہ زمانہ تاریک
منہ چھپاتے جو نہ دکھلا کے رخ روشن آپ

ستم ایجاد چھپا ہے کہین خون ناحق
جسطرف جائیگا کہدیگی تری چتون آپ

سچی ہوتین نہین ارباب غرض کی باتین
بے سبب ہوتے ہین ہر ایک سے کیون بدظن آپ

روکنے سے نہین رکتی ہی کبھی تیغ قضا
ہیچ ہے منہ پہ اگر لین سپر آہن آپ

عشق کی راہ مین کھٹکا ہے مجھے حضرت دل
نہ بنین راہبری کرکے کہین رہزن آپ

ہر زمانہ ہے سمجھ بوجھ کے چلنیکا حبیب
کسی موقع پہ نکر جائین انیلاپن آپ

ہر اک عروج حکومت ہے دوپہر کی دہوپ
ہمیشہ ہوتی ہے دولت کی چھاؤن ڈھلتی دہوپ

جہان ہو طور تجلی اوٹھائین گر وہ نقاب
جلے ابھی ورق زر کی طرح ساری دہوپ

نہین قرار ہے اوس مہر وش کی الفت مین
خیال کسکو ہے سایہ کہان کا کیسی دہوپ

تم آکے سامنے غرفہ مین بیٹھ جاؤ اگر
بنے ہمارے لئے چاندنی سی ٹھنڈی دہوپ

زمانہ کھوئیگا جب زنگ تیرہ بختی کا
طلا بنائیگی آہن کو یہ سنہری دہوپ

فلک کریگا ستمگر سے بھی وہ بیمہری
بنے گی خرمن عیش عدو کو بجلی دہوپ

عروج ہے شہ خاور کو خاکساری سے
غرور ہوتا اگر کیون زمین پہ پڑتی دہوپ

سہانے وقت ہین ایدل دم طلوع و غروب
سمان دکھاتی ہے قدرت کا دہیمی دہیمی دہوپ

جو قوم آج ہے پستی مین کل تھا اوسکا عروج
کسی جگہ پہ ٹھہرتی کبھی نہ دیکھی دہوپ

یہ عارض اونکا ہے مہر اور وہ ہی پرتو مہر
خدا کی شان ہی دیکھو تو کتنی سمٹی دہوپ

حبیب آگئی پیری سفید بال ہوئے
اٹھو بلند ہوا آفتاب پھیلی دہوپ

ردیف تاے مثناۃ فوقانی

اکدن خیال یار رہا تھا تمام رات
روشن تھی شمع داغ تمنا تمام رات

درد جگر سے خواب نہ آیا تمام رات
تڑپا تمام رات کراہا تمام رات

لکھی ثنائے زلف چلیپا تمام رات
ظلمات مین پھرا مین اکیلا تمام رات

کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
اس زلف کی قسم نہین سویا تمام رات

اوس مہروش کے نور سے روشن تھی بام و در
گھر مین تھا میرے دیکھا اُجالا تمام رات

دی جان مریض عشق نے آخر دم سحر
آیا نہ جب وہ رشک مسیحا تمام رات

اللہ رے حسن تارونپہ افشان ہی خندہ زن
ہنستا ہی چاند کو رخ زیبا تمام رات

پھیلے جہان مین نافہ مشک ختن کی بو
سوئین جو آپ کھولکے جوڑا تمام رات

کی خوب ساتھ ساقی مہوش کی میکشی
بر مین رہی عروس تمنا تمام رات

ہے لب پہ جان زار تمہارے فراق مین
غش ہی تمام دن تو ہے سکتا تمام رات

خود بوئے گل تھی بلبل باغ شباب یار
تھی سیر صنعت چمن آرا تمام رات

دل مین جو اوس قمر کا تصور بندھا حبیب
بستر سے اوٹھ کے صحن مین ٹہلا تمام رات

تھا اشتیاق ابروئے دلبر تمام رات
دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات

سو جاؤن مین وہ آکے کہین یہان سے پھر نجائین
جھپکی نہ آنکھ اے دل مضطر تمام رات

پھرا ہے ڈنکو مہر کا در پر حضور کے
اور پاسبان ہے ماہ منور تمام رات

بدمستیون سے رندون کی سب چور ہوگئے
یکجا تھے جمع شیشہ و ساغر تمام رات

انگور پھٹ گیا ہے کسی زخم کا ضرور
نہ چین تھا بہت دل مضطر تمام رات

جی بھر کے تا نہ دیکھہ سکون وقت ذبح بھی
پھیرا ہے اوسنے سانپہ خنجر تمام رات

کرتا ہون می کشی ہین بسر اپنے دن مگر
رہتی ہے یاد ساقی کوثر تمام رات

اوس ترک کو جو مشق ستم کی نئی ہی چاٹ
تلوار کو چٹاتا ہے پتھر تمام رات

یون گیسوے صنم کا بندھا ایک بیک خیال
سینہ پہ لوٹتے رہے اژدر تمام رات

دن بھر تو شغل وحشت نوردی ہی ہجر مین
کرتا ہون کانٹے تلوون سی باہر تمام رات

ق

جب نام میرا سنتا ہی کہتا ہے وہ نگار
قصہ اوسیکا سنتا ہون گھر گھر تمام رات

جسدم سنا کہ کل ہی شہادت کا سامنا
اللہ بخشنے ہاتھو نہ تھا سر تمام رات

ساقی کی چشم مہر کچھ ایسی ہوئی حبیب
چھوٹا نہ میرے ہاتھہ سے ساغر تمام رات

ہے نگہبان رخ کا خال روئے دوست
حافظ قرآن ہوا ہندوے دوست

ہم نہ ہون تیر ہو ہم پہلوے دوست
آئینہ لوٹے بہار روئے دوست

پھر گئی جب نرگس جادوے دوست
سب مسلمان ہو گئے ہندوئی دوست

بھا گئی ہے دلکو ایسی خوئے دوست
آتی ہی ہر گل سے مجکو بوئے دوست

ہے خیال عارض و گیسوئے دوست
گھہ مسلمان ہون کبھی ہندوے دوست

سو بلائین آگئین عشاق پر
جب کمر تک آگئے گیسوے دوست

ہڈیان میری نہ کھانا اے ہما
دانت رکھتے ہین سگان کوی دوست

آگ بھڑکے کیون نہ پہلو مین مرے
غیر ہین وان آج ہم پہلوے دوست

اصل یہ ہے نقل محراب حرم
سجدہ واجب ہے بہ تہہ ابروئی دوست

تیغ ابرو پر کٹے لاکھون گلے — بنگیا گنج شہیدان کوے دوست

دل ہوا مفتون نگاہ یار کا — شیر افگن ہین مگر آہوے دوست

بعد مردن قبر مین آٹھون پہر — آئیگا مجکو خیال روے دوست

پھر رہا ہے آج پتلی کیطرح — میری آنکھون مین قد دلجوی دوست

ہے خیال خال مشکین رات دن — دل کو میرے جان لو مشکوی دوست

اب وہی سر ہے کہ ٹکراتا ہون مین — وصل مین یہ تہا سر زانوے دوست

کیا کوئی آفت ابھی باقی ہے اور — لے چلا ہے دل مجھے پہر سوی دوست

لے اوڑی بیساختہ دل کو مرے — آگئی جسدم ہواے کوے دوست

رنگ الفت سے مٹا زنگ دوی — ہوگئی ہے مجھہ مین پیدا بوی دوست

غیرت منصور ہون مین ای حبیب
ہر گھڑی ہون حرف ہاے وہوی دوست

اوس سے کیا چھپ سکے بنائی بات — تاڑ جاے جو دل کی آئی بات

کیسے گذری ہے ایکسان کس کی — کبھی بگڑی کبھی بن آئی بات

رہے دل مین تو ہے وہ بات اچھی — منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات

مین سمجھتا ہون یہ نئی چالین — کبھی چھپتی نہین سکھائی بات

کہدیا اپنے دل کو خود بیرحم — چھین لی ہمرے منہ کی آئی بات

رکھہ لیا عاشقون نے نام وفا — گئی جان پر نہ جانے پائی بات

رنگ بگڑا ہے اونکی صحبت کا — اب نہین ہے وہ ابتدائی بات

مجھسے بیوجہہ ہوتے ہو بدظن — کسکے باور سنی سنائی بات

کیا ہوا اونکا مزاج انکا کوئی
روٹھنا کھیل ہے لڑائی بات

غیر کا ذکر گر نہ تہا صاحب
میرے آتے ہی کیون اوڑائی بات

دل مین رکھتا ہے خوب سنگی حبیب
چاہے اپنی ہو یا پرائی بات

اوٹھتا کسی مخلوق سے کیا بار محبت
ہونا تہا ہمین حامل اسرار محبت

ساقی وہ پلا بادۂ سرشار محبت
آجائے نظر عالم اسرار محبت

دنرات تڑپتے رہے بیمار محبت
آیا نہ کسیکو کبھی تیمار محبت

انسان ازل سے ہے گرفتار محبت
راس آیا اسے طوق گرانبار محبت

ہردم ہے کسیکی گل عارض کا تصور
پہلو مین کھٹکتا ہے مرے خار محبت

کیا حال ہے زاہد نہین عمامہ کا بھی ہوش
حضرت تو کیا کرتے تھے انکار محبت

کیون خوف کرون قبر مین آئینگے فرشتے
سننے کو زبان سے مرے اقرار محبت

گو غیر مخاطب تھے نظر میری طرف تہی
سب تاڑ گئے یار کی گفتار محبت

ہر وقت یہی دہن ہے کہ منزل پہ پہونچ جاؤن
یارب ہو کہین طے رہ دشوار محبت

دنیا ہے یہ شاید کہین کچہ اور مخالف
احباب رہین شاہد اقرار محبت

تحریر سے تقریر سے انداز و ادا سے
گر دل مین ہے ہو جاتا ہے اظہار محبت

ہر آبلہ پا کو ہوئی دشت مین تسکین
نہیے خار مداوا ہے دل افگار محبت

یارون سے کھو وقت گیا چارہ گری کا
ابتو مرا دل ہو گیا ناچار محبت

ہمدرد نہین رنج ہین راحت کا ہی دشمن
ای چرخ نہ آئی تجھے رفتار محبت

فرمائین وہ جو حکم گوارا ہے خوشی سے
ہین قابل تعذیر گنہگار محبت

احباب کا شیدا ہی حبیب جگر افگار
دل اسکا ہے یا یوسف بازار محبت

بہت عزیز ہے دنیا مین بے ثبات مین بات
یہ آرزو ہے کرون اونسے مین حیاتمین بات

خیال صاف ہو بندش مین بھی نزاکت ہو
سخن کا حسن یہی ہے کہ نکلے باتمین بات

جہان کو ہے حلاوت بیان کی مرغوب
پسند کام و زبان ہو گئی نبات مین بات

کبھی ملا نہ بناوٹ مین سادگی کا مزا
بگڑتی دیکھی ہے اکثر تکلفات مین بات

محال ہوتا ہے الجھی ہوئی کا سلجھانا
بڑا ستم ہے جو پڑ جائے مشکلاتمین بات

نہون شریف اراذل سے کسطرح ممتاز
ہے اک نہ ایک تو مختص ہر ایک ذاتمین بات

فقط عوام کو مرغوب ہے مرادابندی
خواص ڈھونڈھین گے رنگینی نکاتمین بات

نہ کچھ ہوا ہے نہوگا ہماری کوشش سے
بنے گی آپکے اونکے سے التفاتمین بات

سند ہے جو شرفا کی زبان پہ جاری ہو
بدلتی رہتی ہے پڑکر محاورات مین بات

حبیب غم ہے کسے مال و زر نہین تو نہو
جو نکتہ سنج ہین ہے اونکی کائنات مین بات

ردیف تائے ہندی

ذرہ ہو کوہ چاہین اگر ہم اولٹ پلٹ
کر دے وہ اک اشارے مین عالم اولٹ پلٹ

برہم وہ صحبتین ہوئین احباب منتشر
کچھ ایسا دفعتًا ہوا باہم اولٹ پلٹ

جمتا نہین نفاق مین یون نقش مدعا
ہو جائے جسطرح خط توام اولٹ پلٹ

کس کے شہید ناز کا یہ ذکر چھڑ گیا
دم بھر مین ہو گئی صف ماتم اولٹ پلٹ

چاہے تو اک نظر مین بنا دے گدا کو شاہ
کرنی پڑیگی تجکو بہت کم اولٹ پلٹ

وہ آستے آستے پہر گئے اک یہ بھی چال تھی
ہوتا ہے یون غضب سے طبیعت مین انقلاب
ظالم نکال دلسے شہادت کی آرزو
بندون کے جرم پر جو نہ کھینچے وہ خط عفو
کل جنکے عدل و داد کا شہرہ تہا خلق مین
مثلین روی ہین دفتر تنسیق ملک و مال

ق ۲

یان جان پر بنی کہ ہوا دم اولٹ پلٹ
قلب و جگر کو جیسے کرے سم اولٹ پلٹ
تلوار کو نہ غیظ مین ہر دم اولٹ پلٹ
ہو جاے دم مین دفتر عالم اولٹ پلٹ
بیکس ہین آج وہ یہ ہے کچھ کم اولٹ پلٹ
ابتر تباہ درہم برہم اولٹ پلٹ

مضمون سے ہے ہیچ صاف نہ بندش ہو گر جلیب
الفاظ مین ہے سب سی مقدم اولٹ پلٹ

گلو نکا دور ہے بلبل مزے بہار مین لوٹ
کشود کار کی کوشش مین دے نہ حرص کو خل
بہاے سیکڑون دل اونکے خال عارض نے
وہ منتظم ہے رہے جسکی جزو کل پہ نظر
جہان مین ہوتی ہے احسان کی جزا احسان
عبث ہی بوند کا جو کا اگر گھڑے ڈہلکائے
کئے ہین شیب نے سب جسم کے قوا کمزور
ہجوم یاس مین چھوڑا ہی امید کشور دل
بنے وہ فاتح کونین خوش ہو تو جس سے
دیار دل مین ہے پہر داغ عشق کا توڑا
بھری ہے تازہ ہر ایک سر مین شور و شر کی ہوا

ق ۲

خزان مچائیگی آتے ہی اس دیار مین لوٹ
شکست دیتی ہے فوج جو نکو کارزار مین لوٹ
مچائی زنگیون نے وادئ تتار مین لوٹ
نہ کر سکے کوی گو نگیر کار و بار مین لوٹ
ثواب نیکیون کی دور اختیار مین لوٹ
ہمیشہ نقد مین وارا ہے یان اودھار مین لوٹ
شروع ہو گئی ہر سمت اس حصار مین لوٹ
ہے قتل عام کا غل شہر مین جوار مین لوٹ
زیادہ گنج کواکب سے ہوشیار مین لوٹ
جنون متاع ہوس نو سنم بہار مین لوٹ
عجب نہین جو مچے باغ روزگار مین لوٹ

حبیب مشق ریاضت سے کہو کے زنگ دوئی
مزے وصال کے ہر دم فراق یار مین لوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

راتدن فرط ندامت سے الم کا باعث
ہوگا اقرار گنہ اوسکے کرم کا باعث

میرے کاشانہ مین اسطرحکی رونق کب تہی
ہے یہ ایجان تمہارے ہی قدم کا باعث

نزہت باغ عمل دہر مین انسان کے لئے
ہوگی مسکن گلزار ارم کا باعث

غور کرتا ہون تو ہے شان تری اے معبود
حرمت دیر و کلیسا و حرم کا باعث

لاکھہ چاہا نہ فراہم ہوا سامان نشاط
شادمانی کی تمنا ہوئی غم کا باعث

راستی کہتی ہے غافل یہی بار عصیان
ہوگا اکروز تری پشت کے خم کا باعث

نقش احسان کیا ثروت کی ہوا نے برباد
وضع کا پاس ہوا قول و قسم کا باعث

سارے حادث متغیر ہین فقط تو ہے قدیم
تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

رہگیا عالم ایجاد مین ایجاد سے نام
ندرت جام ہوئی شہرت جم کا باعث

یون ترے نقش تولا سے ہی نامی ہر قلب
سکہ جسطرح ہو ترویج درم کا باعث

کسکی مشاطگی خلق شمیم گل سے
ہوگئی رابطہ قوت شم کا باعث

ہے یہ کسکی نگہہ یاس کا پرتو قاتل
کثرت جوہر شمشیر دودم کا باعث

دلمین محجوب ہے رکیون ہیچمدانی سے حبیب
فضل خالق ہی ترے زور قلم کا باعث

عمر رفتہ کے پلٹنے کی ہے تدبیر عبث
دلمین رکہتے ہین جوانی کی ہوس پیر عبث

کوششین کرکے نہ کے منت کر احسان لے
تہی نہ تقدیر موافق ہوئی تدبیر عبث

فرق آیا نہ کسی طرح سے آزادی مین ✝ چارہ سازون نے پنہائی ہمین زنجیر عبث

کیا عجب منہ سے وہ کچھ کہکے پلٹ جائے اگر بارہا ہوگئی جس شخص کی تحریر عبث

آجتک تونے کسی کام مین کوشش کبکی کرنے بیٹھا ہے ولا شکوہ تقدیر عبث

خاک بہتری ہے مقدر مین ہوس تیرے راتدن کرتا ہے یہ کوشش اکسیر عبث

مانگنا ہے تو نہ کیون اپنے خدا سے مانگون ہاتھ پھیلا کے ہین دون ہاتھ سے توقیر عبث

اپنے اقوال پہ حضرت تو کرین پہلے عمل نہین تاثیر تو واعظ کی ہے تقریر عبث

شکر کرنا کہین ملجائے زمین گر دو گز ای مکین قبر کے کرتا ہے یہ تعمیر عبث

جز ندامت نہین کچھ غیظ و غضب کا انجام پیرو نفس نہ کہا رنج گلوگیر عبث

سخت جان ایسی نہین آپ پہ مرنیوالے کہینچیے خنجر ابرو کو ہے شمشیر عبث

آجتک کچھ بھی اثر یار کے دل پہ نہ ہوا آہین بیکار ہین اور نالۂ شبگیر عبث

چارۂ عشق بتان شیخ سے کیا ہوگا حبیب
ورد دل سنکے کرے گا میری تکفیر عبث

ردیف جیم تازی

حصہ مین آگیا ہے دل مبتلا کے رنج دنرات ہین غضب کے تردد بلا کے رنج

فرقت کا حال کون کہے قصہ مختصر تمسے ملے ہین جہیلکے صدمے اوٹھا کے رنج

فکر حصول رزق مین گردش کی حد نپوچھ سن اوسکے منہ سے سیر شکم آسیا کے رنج

معشوق بے نیاز غم عشق دے مجھے دل تنگ نہ آنے پائین کبھی ماسوا کے رنج

ہوتا ہے درد و غم کا اثر اہل درد پر کرتے ہین رنج دیکھ کے خلق خدا کی رنج

ہو کوہ بھی تو ہے وہ پر گاہ سے سبک
ہے ہیچ سامنے دل صبر آزما کے رنج

فصل خزان مین نغمہ بلبل کا لطف کیا
ہونگے سوا بیان سے اہل عزا کے رنج

اوٹھی گھٹا بہار کا موسم ہے ساقیا
دہو ڈال دلسے بادہ گلگون پلا کی رنج

راحت بتون کے عشق مین مفقود ہو گئی
پتھر کیطرح بیٹھ گیا دل اٹھا کے رنج

ہوتا ہے وقت مرگ غم ترک ملک و مال
شاہونکے رنجسے ہین کہین کم گدا کی رنج

ہو گا ملال تمکو بھی پوچھو نہ دوستو
مشکل ہے آشنا سے سُنے آشنا کی رنج

دلسے حبیب فوت ہوئی وصل کی خوشی
اسنے اوٹھائے ہجر مین اوس مہ لقا کی رنج

اہل بینش کو نہین اکسیر زر کی احتیاج
بھر سرمہ ہے تو اوسکے خاک در کی احتیاج

فرقت دلدار مین دونون برابر ہین ہمین
انتظار شام ہے کچھ نہ سحر کی احتیاج

اپنے بندونکو دیا ہے جسقدر اللہ نے
کچھ نہ کچھ اوسکے سوا ہے ہر بشر کی احتیاج

لاکھ رد کو جذبۂ دل کھینچ لے جاتا ہی خود
کب ہی الفت کی گلی مین راہبر کی احتیاج

بڑھتے جاتے ہین مخارج کثرت دولت کیساتھ
ہی ہمیشہ دخل کی تابع بشر کی احتیاج

بے یقین جانو کہ اب نزدیک ہے اوسکا زوال
جس حکومت کو نہین اہل ہنر کی احتیاج

کرلے اے غافل مہیا جلد کافور و کفن
ہے تجھے ہر وقت سامان سفر کی احتیاج

غم دیا ہے جسنے اوسکو اشک شوئی چاہیے
ہو گی دامن سے نہ پوری چشم تر کی احتیاج

کیون نہو وقت فراغت سیم و زر سے دل غنی
ہوتی ہے دنکو کہان نور قمر کی احتیاج

ہوتی گر یہی مری دل سے تمہاری دلکو راہ
جانجان ہوتی نہ ہرگز نامہ بر کی احتیاج

رحمت باری سے کیا نسبت ہی دولتمند کو
پیاس مین ہوتی نہین آب گہر کی احتیاج

ہر نظر مین خوار ہے جو نخل بارآور نہین
پاس کیون جائیگا ہے جسکو ثمر کی احتیاج

فکر عقبیٰ ہو ہین دنیا پر مقدم رکھہ حبیب
جانگسل ہے جسطرح غربت مین گھر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

خود ہین جو سچے وہ کر لیتے ہین باور جھوٹھ سچ
روح کی قوت سے ہوجاتا ہی اکثر جھوٹھ سچ

آجکل بغش زرسکوک ملتا ہی نہین
غازۂ روئے عمل بنتا ہے ملکر جھوٹھ سچ

ان بتون مین آئے شان کبریائی ہی محال
ہو نہین سکتا ہے ہرگز بندہ پرور جھوٹھ سچ

کچھ دلون سے گھٹ گیا ہی خود بخود اونکا تپاک
بدگمان کسنے کیا یارب لگا کر جھوٹھ سچ

کون دیسکتا تھا اعجاز نبوت کا جواب
بن نہین سکتا کبھی پیش پیمبر جھوٹھ سچ

غیر ممکن ہے کہ فرق آئے محبت مین مری
اسمین کیا بس کوئی کہدے تسے کچھ گر جھوٹھ سچ

جوہری کرتا ہے جب گاہک سے اوسکا مول تول
صاف کردیتی ہی ظاہر آب گوہر جھوٹھ سچ

کیون نہ بہاگون صحبت اہل دول سے دور دور
ہو گئے خوش یہ جب کرون باتین بنا کر جھوٹھ سچ

راست بازی پر نہو انسان کو کسطرح ناز
کرتے ہین جوہر سے ثابت جبکہ پتھر جھوٹھ سچ

سیدہی باتون مین وہ الجھے ہو گیا برہم مزاج
کان مین کچھ کہہ گئی زلف معنبر جھوٹھ سچ

ہے بلا سے جان شب فرقت مین درد انتظار
کیا کہون کہتا ہی کیا کیا قلب مضطر جھوٹھ سچ

کیون نہین آتا کبھی تحقیق کا تجھکو خیال
خون کئے لاکھون ہی سن سن کر ستمگر جھوٹھ سچ

کہتے ہین وحشی ترے یون اپنے دل کا مدعا
جسطرح بڑ ہانک دیتے ہین قلندر جھوٹھ سچ

اہل دنیا کو نہین مرغوب خالص راستی
شاہد اغراض کا گویا ہے زیور جھوٹھ سچ

ہے محل راحت و آرام اپنا کہے دوست
گو کسی جائی معین پر ہو بستر جھوٹھ سچ

مدتون اللہ کے گہر مین خدائی کر چکے
پڑگیا افواہ مین سچ بھی تو ہو جاتا ہے جھوٹھ

صورت آئینہ و تصویر دان محو جمال
ہم بھی سنتے ہین یوہین مدت سے واعظ ذکر حور

سید ہے لوگونکو یہ بت کروا کے باور جھوٹھ سچ
یہ بھی دیکھا ہی کہ ہو جاتا ہے اکثر جھوٹھ سچ

بنگئے ہین کتنے ہی حیران و ششدر جھوٹھ سچ
ہمکو باور ہو گیا بے دیکھے کیونکر جھوٹھ سچ

ہے مبصر کو حبیب اوسوقت مشکل امتیاز
خلق مین ہو جائے شایع جبکہ ملکر جھوٹھ سچ

شاق ہے دلپہ غم ابروئے خمدار کی آنچ
کیون نہ آجائے فرمایہ کو غصہ جلدی

حرص کے جوش مین اچھا نہین لڑنا بھڑنا
ہین کثافت سے بری جنکے طبایع ہین لطیف

سچ کہا ہے کہ بری ہوتی ہے تلوار کی آنچ
آگ لگنے ہی بھڑکتی ہے خس و خار کی آنچ

خاک اقوام کو کر دیتی ہے پیکار کی آنچ
نہ وہ ہوان ہے نہ کہین آتش گلزار کی آنچ

پہونکدیگی دل بدخواہ کو اک روز حبیب
برق سے کم نہین کچھ آہ شرربار کی آنچ

ردیف حاء حطی

نہین طول شب فرقت ترے گیسو کیطرح
سینہ مشتاق ہے پھر بعد شہادت قاتل

مثل دل اب نہین باقی مرے پہلو مین جگر
بیکسی پہ مری ہر دیدہ جو ہمر رویا

جام ٹوٹا تو صدا آئی شکست دل کی

سحر عید صباحت مین نہین رو کیطرح
پاؤن رکھہ قبر پہ آکر کبھی زانو کیطرح

بہ گیا ہو کے لہو آنکھ سے آنسو کیطرح
خون ٹپکا گیا تلوار سے آنسو کیطرح

بہ گیا بادۂ گلگون مرے آنسو کیطرح

جگر و دل جو کیا آتش فرقت نے کباب / خون آنکھون سے ٹپکتا رہا آنسو کیطرح

جذب الفت کہین دلدار سے گرے در تک لیچل / گر کے اوٹھ سکتے نہین ہمتو اب انسو کیطرح

تجھکو آتا ہے تو آہم ہین جہان مین پیارے / گل پہ شبنم کیطرح پلکون پہ آنسو کیطرح

نہ بہنین آتش غیرت مین گلا کاٹکے کیون / مچھلیون مین نہین حسن آپکے بازو کیطرح

ہے چڑہی چرخ پہ تیغ مہ نو مدت سے / حسن خم پر نہین ملتا ترے ابرو کیطرح

دشت غربت مین جو بین خار مغیلان پہ چلا / بہہ گیا پھوٹ کے ہر آبلہ آنسو کیطرح

استخوان میرے بنائے سگ دلبر سے ہما / آخرش رہ گیا منہ دیکھکے آہو کیطرح

کبھی رہنا نہ حبیب اہل حسد سے غافل
عادت نیش زنی ان مین ہے بچھو کی طرح

نکہہ یار اثر کر گئی جادو کی طرح / چوکڑی ساری حسین بھولے ہین آہو کیطرح

اپنی وہ سیدہی روش ہے کہ جھکے جو ابر / تو ہم آنکھون پہ بٹھائین اسے ابرو کیطرح

پھر جی دیکھ کے ہر روز نہ آؤن ظالم / میرا قابو جو ہو دلبر ترے قابو کیطرح

عشق چھپتا نہین گو لاکھ چھپائے کوئی / بولتا رہتا ہے سر چڑھ کے یہ جادو کیطرح

بنگیا خوب شب ہجر مین ہمدرد فلک / تارے ٹوٹے ہین پیاپے مرے آنسو کیطرح

ہے تماشا مرا سر کاٹکے کہتا ہے وہ ترک / کہو لڑکون سے پھرائین اسے ٹیسو کیطرح

چشم پر خون سے ہماری جو اوٹھیگا طوفان / فلک پیر نظر آئیگا ٹاپو کیطرح

یہ نزاکت ہے کہ بوسہ کا خیال آیا اگر / گل عارض ہوئے پژمردہ لجالو کیطرح

شب فرقت ہے کہ آنکھون مین جہان ہے تاریک / ماہ کامل بھی نظر آتا ہے جگنو کیطرح

داغ الفت تو چراغون سے سوا ہین روشن / دو مین دل لیکے پھرین طفل جو ٹیسو کیطرح

باغ عالم مین سدا صاف رہے پاک وہ شے — رنگ کی طرح جمے آکے چلے بو کیطرح
دشت غربت مین حفاظت کو ہمین کافی ہے — تیغ قاتل کا نشان جوشن بازو کیطرح
لکہتے بیٹھا کبھی گر حال شب ہجر او نہین — ٹپکی خامہ سے سیاہی مرے آنسو کیطرح

اونکو کیا پاس نمک شاہ دکن کا ہو حبیب
جو مسلمانونکے دشمن ہین ہلاکو کیطرح

بخشے اثر نہ وصف لب یار کسطرح — شیرین نہو بہلا مری گفتار کس طرح
صحبت مین میکشی سے ہوا انکار کسطرح — چہوڑیگا بے پلائے وہ میخوار کسطرح
جو کچھ دیا ہے وہ بھی نہ دینے سی ہے سوا — ہے جائے شکر کیجیے تکرار کسطرح
ہر شب خیال گیسوئے خمدار یار مین — تڑپون نہ مثل مرغ گرفتار کسطرح
قاتل تو کہینچتا ہے اودہر جذبۂ دل ادہر — سینہ سے نکلے دیکہیے سوفار کسطرح
صیاد کے ستم سے کہ گلچین کی جور سے — بلبل چہٹا بہار مین گلزار کسطرح
سودا ہوا ہے کاکل مشکین یار کا — پٹکون نہ سر کو مین پس دیوار کسطرح
وہ مسکرا دے مرے آنسو ٹپک پڑے — ہوتا نہ درد ہجر کا اظہار کسطرح
گر مجہسے اتحاد مین ہوتی نہ کچھ کمی — آتی تمہاری بزم مین اغیار کسطرح
مثل کلیم غش ہوئے ہم اوٹہتی ہی نقاب — کرتے نظارۂ رخ دلدار کسطرح
حیران ہون وہ تو ہوتے تہی اس ذکر پر خفا — کرتے ہین آج وصل کا اقرار کسطرح
جیمین ہے جا کے کوچہ جانانین جان دون — پر ہاتہہ آئے طاقت رفتار کسطرح
ہے شربت وصال دوا مریض عشق — جائے بغیر مرگ یہ آزار کسطرح
کین لاکہہ منتین پہ وہ رہتے نہین حبیب — خیر اب زیادہ کیجیے اصرار کسطرح

لاؤن زبانپہ حال دل زار کسطرح
ہون ناتوان کہلین لب گفتار کسطرح

جز وصل جائے ہجر کا آزار کسطرح
اچھا ہو بے مرے ترا بیمار کسطرح

آتے ہی اونکے کہلگئین آنکہین ہزار شکر
ای بیخودی کیا ب مجھے ہشیار کسطرح

ڈرتا ہون ای کریم کہ سنکر صدائے حشر
اوٹھین گے معصیت کے گران بار کسطرح

اللہ ری جوش وحشت دل اب یہ فکر ہے
پہاڑ دن جنون مین دامن کہسار کسطرح

کہتے ہین کر کے وہ مرے نامہ کو پاش پاش
کہدو کوئی پڑہیگا یہ طومار کسطرح

کیونکر خیال خود غرضون نے بدلدیا
دلدار تہے بنے وہ دل آزار کسطرح

بلبل کے آشیانہ مین کیونکر رہیگا زاغ
لیگا چمن مین گل کی جگہہ خار کسطرح

محشر سے پہلے چاہیئے عصیان کا فیصلہ
اوٹھکر چلین گے ورنہ گرانبار کسطرح

بیوجہ گر کروگے یوہین عاشقونکا خون
سوچو تو ہوگی گرمی بازار کسطرح

زاہد خلاف وضع کے ہے ترک رسم و راہ
چہوٹے نشست خانہ خمار کسطرح

پہرتا ہے دیکھو پہولون سے قدرت کا باغبان
ہر فصل گل مین دامن کہسار کسطرح

رازق نے خود بنایا ہے جب انکو واسطے
رکہین نہ منعمون سے سروکار کسطرح

راحت مین دلنواز ہے آفت مین چارہ ساز
چہوٹے حبیب سے تری سرکار کسطرح

ردیف خاء معجمہ

ہے آٹھ پہر تو جلوہ نما تمثال نظر سے پرتو رخ
عارض ہے قمر خورشید جبین شب زلف سحر ہے پرتو رخ

آنکھون مین ہوا سے گھر تیرا دل کہتا ہے رکھہ ہر دم پردہ
ہو چشم تمنا کیونکر وا عاشق کی نظر سے ہے پرتو رخ
جب مد نظر اغیار تھے وان تاریک تہا یان آنکھون مین جہان
روشن ہے چراغ روح روان کیا آج ادہر ہے پرتو رخ
کی فکر مگر باعث نہ کھلا اے لالہ رخ بیمہر و وفا
بتلا تو یہ دل کا درد ہے کیا گر داغ جگر ہے پرتو رخ
عشق کوئی کیسکو سے ہے سکتا ہے نور خدا تیرا جلوہ
ہو دخل تیرے گھر ہیت کسکا یان حاجب در ہی پرتو رخ
اوٹھہ عاشق مضطر سجدے سے کر آئی ہے شب مقصد کی سحر
وہ دیکھتے ہین غرفے سے ادہر اے خاک بسر ہے پرتو رخ
شہرہ ہے بہار عارض کا بلبل کیطرح عاشق ہین فدا
ہے باغ جوانی روح فزا برگ گل تر ہے پرتو رخ
جس سے ہو آنسو خون جگر سجائے عقیق و لعل گہر
خورشید قمر اور سیم ہو زر ایجان مگر ہے پرتو رخ
بیتاب حبیب مضطر ہے حیران کبھی گہہ ششدر ہی
پہرتا ہے گل خورشید صفت منہ اسکا جدہر ہے پرتو رخ

آئی بہار جلوہ گل سے چمن ہے سرخ	ہین کونپلین درختون کی یا پیرہن ہی سرخ
تختہ کھلا ہے لالہ خودرو کا دشت مین	یا یہ شہید ناز کا تیرے کفن ہی سرخ
ہم سے پئین کہ خون جگر مے پرست ہین	کہائین نہ کہائین شیر ہمیشہ دہن ہی سرخ

کیا دل غنی ہے لیکے مئے ارغوانکا دور	جام بلور صورت لعل یمن ہے سرخ
کیا خانہ جنگیون سے ابھی دل بھرا نہین	کیون آج پھر لباس ترا تیغزن ہی سرخ
لائیگی رنگ کچھ یہہ طبیعت کی برہمی	غصہ سے ہے روئے شاہد بیان سخن ہی سرخ

پہولی ہے ہر طرف شفق مہر اقربا
پھر آجکل حبیب فضائے وطن ہی سرخ

ہوا کوئی نوشتہ کب خط تقدیر کا ناسخ	نہ لکھا خامہ قدرت نے اس تحریر کا ناسخ
رخ گلرنگ سے مشتق سواد خط مشکین ہے	نہین ممکن ہے اس قرآن کی تفسیر کا ناسخ
وہ ہر اقرار سے دم بھر مین خود انکار کرتے ہین	سخن آخر کا ہے اول کی کل تقریر کا ناسخ
کراماً کاتبین نے عمر بھر میری جو لکھا تہا	ہوا ہے ایک خط عفو اوس تحریر کا ناسخ

حبیب اس عہد مین ولیا ہی ناسخ کا مقلد ہے
تہا اپنے وقت مین جسطرح پیرو میر کا ناسخ

عشاق مین کسیکو نہ اتنا ملا رسوخ		پایا ترے حبیب نے حسرت فزا رسوخ
ادنیٰ سا فرق بھی ہے کوئی ظاہری		ہے انتہا عروج کی بس ہو چکا رسوخ
آخر کو بے سبب اونہین بدظن بنا دیا	ق	تہا شاق حاسدون کے دلونپر ارسوخ
ہر حال مین بہرینگے اونہین کا دم وفا	٢	ہے بے سبب عتاب کی تشویش یا رسوخ
ہے مخرب عمارت دولت جہان مین	١	طبع وزیر وشاہ مین نا اہل کا رسوخ
لاتا ہے فرق وقعت واعزاز وجاہ مین		ادنیٰ کا خدمت امرا مین سوا رسوخ
ہم بھی کبھی دخیل تھے اونکے مزاج مین		مشکل ہے آجکل تو رسائی کجا رسوخ
اہل دول کے قرب مین ہے خوف آبرو		محسود خلق ہے جسے کچھ بہی ہوا رسوخ

کہلی جائیگا حبیب دم نظم مدح شاہ
دکھلائین آج اپنی عقیدت کا کیا رسوخ

ردیف دال مہملہ

اوس چشم فسونگر نے کیا جبسے نظر بند
بیٹھے ہین تصور مین کئے حجرہ کا در بند

مطلق نہین ہشیاری و غفلت مین تفاوت
بیداری سے کیا چشم بصیرت ہے اگر بند

طوفان ہین بہ جائین نہ اسے دیدۂ پر جوش
یہ پارۂ دل حسرت و حرمان کے جگر بند

مجبور علایق سے ہو کیا فکر ترقی
کسطرح اوڑے سیلکے قفس طائر پر بند

کیونکر نہ ملین پنجۂ مژگان کف افسوس
تھے پارۂ دل مردم دیدہ کے جگر بند

خود بینی و نخوت کا جنھین روگ لگا ہی
در اوسکے ہین دائم پئے ارباب ہنر بند

سب بے قید ہین پائے طلب علم و کمالات
رکتا نہین ہو کر کبھی ہالہ مین قمر بند

اے پیک دعا لیکے پلٹ گوہر مقصود
پھر نا نہ کہین باب اجابت ہو اگر بند

پڑجاتی ہے فی الفور گرہ یاسکی دلمین
مٹھی کو جہان دیکھتی ہین دست نگر بند

کرتی نہین رد کوئی سپر تیغ قضا کو
ایک وار مین بیکار بنا دیتی ہے ہر بند

کہلتا نہین جادو ہے بیان اونکا کہ اعجاز
ہو جاتا ہے تقریر مین ہر ایک بشر بند

آنکھون مین پھرا کرتی ہے تصویر تمہاری
کرتا ہون کسیوقت اگر دیدۂ تر بند

تیرے لئے دنیا مین حبیب متوکل
کھلجائین ہزار اور کرے ایک جو در بند

کیا دکھائین گے حسین ناز و ادا میری بعد
نہ بنے گا کوئی سر مشق جفا میرے بعد

صحبتون مین نہ رہیگا یہ مزا میرے بعد
صبر دے اہلوطن تمکو خدا میرے بعد

حوصلہ نکلیگا بیداد کا کیا میرے بعد
کون لیگا یہ محبت کا صلہ میرے بعد

منہ کھلا خنجر قاتل کا خدا خیر کرے
دیکھیے آتی ہے کس کسکی قضا میرے بعد

بخشدے طاعت واجب ہی قضا اے معبود
کیا کریگا کوئی یہ دین ادا میرے بعد

کہتے تھے کچھ کہ گیا مین وہ ہے چپ بیٹھا
کس سے پوچھون مرا کیا ذکر رہا میرے بعد

کیون نہین غیر جو کہتا ہے وہ منہ پر کہدو
ہوگی غنیمت جو کیا میرا گلا میرے بعد

دوستو یاد رہے شرط محبت سے یہی
دل سے کرنا میری بخشش کی دعا میرے بعد

میری الفت کا بیان کرکے حسین روئینگے
دیکھ لیگا جو زمانے مین رہا میرے بعد

دم آخر بھی نہ لاکر دیا نامہ کا جواب
نامہ بر بیٹھ رہا آئے گا کیا میرے بعد

کون دیکھیگا گلستان تمنا سرسبز
چمن دہر کی بدلے جو ہوا میرے بعد

ق

آکے اس باغ کو دیکھین جو ہوا خواہ چمن
ہر زبان پر ہو یہ کیا رنگ ہوا میرے بعد

موسم گل مین نکلوایا تھا گل چینون نے
ہائے دو دن بھی وہ عالم نہ رہا میرے بعد

زندگی مین ہوئی قدر تو کیا غم ہے حبیب
داد اس نظم کی دینگے فصحا میرے بعد

ہر اک گلی مین ہون آکے ماہرو آباد
الٰہی پھر ہو اوسیطرح لکھنو آباد

تنک نہ چاہیے کہتا ہے لب سے زخم جگر
ختن کریگی یہان زلف مشکبو آباد

تمہارے تیر جب آتے ہین دل یہ کہتا ہی
ہزار شکر ہوئے داغ آرزو آباد

یہ ذیکمال ہنرمند صاحب تمکین
تباہ پھرتے نہ رہتا جو لکھنو آباد

سپئے وہ جام کہ ساقی بدن مین جان آئی
یہ میکدہ رہے با شیشہ و سبو آباد

حسد نہین ہے زمانے کا خیر خواہون مین
کریم ہو تو رہے خانۂ عدو آباد

ملا زمین پہ نہ وہ بت ہزار چہاسی خاک
ہوئے ہین زیر زمین پھر جستجو آباد

یہان سے اوٹھکے وہان بیٹھے وہانسی یہان آئے
رہین ہمیشہ یہ میخانے کو بہ کو آباد

نکل سکے لب عیسیٰ سے پھر نہ قم کی صدا
جہان مین شہر خموشان کرے جو تو آباد

حبیب کلبۂ احزانکو دیکھیے کب تک
کرے قدم سے وہ پھر وتندخو آباد

لطف آئے کسکی مدح مین اوسکی ثنا کے بعد
رتبہ زیادہ سب سے ہے جسکا خدا کے بعد

ہوتی ہے قدر اوسکی جو راحت ہو بعد رنج
پر جانگسل ہے فقر کی ایذا غنا کے بعد

یون دلکو مژدہ دیتے ہین ہم ہر امید پر
کہتا ہے جیسے خود کوئی آمین دعا کی بعد

مانگون خدا سے اپنے نکیون نفس مطمئن
بس ایک یہی مقام ہے بیم ورجا کے بعد

ہوتی ہے جس طرح شب دیجور کی سحر
آتا ہے روز عیش یونہین ہر بلا کے بعد

کیا خوف حشر جھیل کے دنیا کی سختیان
مجرم کو چھوڑ دیتے ہین عادل سزا کے بعد

ہو التیام زخم زبان کا محال ہے
کیا لطف معذرت سخن ناسزا کے بعد

ہین مبتلائے جہل مرکب وہ خیرہ سر
ہوتا نہین ہے جنکو تنبہ خطا کے بعد

رہین معاملات مین در پردہ سازشین
یاران سینہ صاف سے عہد وفا کے بعد

مذموم ہے بہار مین اتنا بھی انشراح
بلبل کا سینہ چاک ہو گل کی قبا کے بعد

لازم ادائے دین ہے جو وقت ہو سکے
مقبول رب ہے طاعت واجب قضا کے بعد

سمجھو بنا رہا ہے خطا کار کو دلیر
راضی جو در گذر پہ نہو التجا کے بعد

انداز ساز زہر ہے حیرت فزا حبیب
دلچسپ تر ہے یان جو صدا ہی صدا کے بعد

قید تکلیف سے ہین اہل طریقت آزاد
ہوگا تنہائی و غربت سے ضرر کیا ایچرخ
نہین جمتے کسی چہرہ پہ کبھی ہوکے غبار
یار شاطر بہی کہین ہوتے ہین بار خاطر

غم دنیا سے یہ رکھتے ہین طبیعت آزاد
پاگئے روزنکے جہگڑون سے فراغت آزاد
بنتے ہین ابر کرم جنکی ہے طینت آزاد
روز احباب کو دیتے نہین زحمت آزاد

متکفل ہے خدا بار علایق کا حبیب
خلق مین چاہیئے انسان کی ہمت آزاد

لے فلک خوب دم دادرسی کی بیداد
جس ستمگار سے رکہتے تھے نوازش کی امید
تمنے یکسان کئے عاشق کیلئے راحت و رنج
غضب حق سے امان ملتی ہے کب ظالم کو
فوت مقصد نے کیا جسکا کلیجہ پامال
جو سنا خود ہر مضمون سے کیا باور تمنے

جیتے جی ہم کبھی بہو لینگے نہ تیری بیداد
ولے قسمت اوسے بیدرد کو بہائی بیداد
ہے کبھی شفقت و لینت کبھی سختی بیداد
ایکدن سامنے آجاتی ہے ساری بیداد
ہوگئی اوسکے لیئے موت کی تلخی بیداد
خون انصاف بہایا ہے یہ کیسی بیداد

دادرس ہین شہ ذیجاہ دکن تیری حبیب
خوف کیا ہے کسی ظالم نے اگر کی بیداد

عیان ہے سنگ سے آہن کے اشتیاق کا درد
وہ سنگ ہے نہو جس دل مین اتفاق کا درد
ہوا نہین ہے بلا وجہ کوئی دل پر داغ
گلے مین پڑتا ہے جبوقت رنج کا پھندا
نہ سمجھے گا جو ہمیشہ رہا ہے باسامان

ہر ایک نوع مین موجود ہے فراق کا درد
ہمیشہ مہلک اقوام ہے نفاق کا درد
کہلے قمر سے جو پوچھے کوئی محاق کا درد
تو بہول جاتا ہے انسان کو خناق درد
کبہی بھی گر کوئی بے ساز و بے یراق کا درد

تمہین بھی بہائیو لازم ہے اسکی چارہ گری
ہمارے دلپہ بہت شاق ہے نفاق کا درد

حبیب خوب تھی طرز کلام اہل عرب
ہوا ہے ہندین حالی کو اوس مذاق کا درد

اب نہین جور و جفا کے متحمل ناشاد
تا بہ کے رکھیگا ایچرخ مرا دل ناشاد

ایکدن بھی دل لیلی مین نہ گذرا یہہ خیال
آرہا ہے مرا مجنون پس محمل ناشاد

یونہین فرقت مین ہین اسے گل تری عاشق نالان
جیسے کرتے ہین فغان ہو کے عنا دل ناشاد

بےسبب ہوتے ہین گرخون بلا سے ہوجائین
آکے مقتل مین پلٹ جائے نہ قاتل ناشاد

آج پر کیا ہے ہمیشہ سے ہے دنیا کا یہ رنگ
شادمان ناقص و بےعلم ہون کامل ناشاد

دل و جان سے ترے پابند ہین جو حلقہ بگوش
ہوگئے کیا دیکھکے یہہ طوق و سلاسل ناشاد

ہے مقدم اونہین مظلومون کا پاس خاطر
دادخواہونکو نہین رکھتے ہین عادل ناشاد

تیری تقدیر مین راحت ہے تو پیش آئیگی
سختیان جھیل کے کیون ہوتا ہی بیدل ناشاد

دم بدم مانگنے والون سے زیادہ خوش ہے
اوسکے در سے نہین پھرتا کوئی سائل ناشاد

داد صابر کی بہت جلد نہ کیون دے مالک
رنج مین بھی نہین ہوتے متحمل ناشاد

سچے ہمدرد ہین رہتے ہین جو ہر وقت حبیب
دیکھکر کلفت اقران و اماثل ناشاد

ردیف دال ہندی

ناز رفتار پہ حسن رخ روشن پہ گھمنڈ
ہے جوانی پہ غرور آپ کو جوبن پہ گھمنڈ

نفس سرکش کو دبا کر یہہ خوشی کیون اےدل
ہو گیا تجھکو ظفر پاتے ہی دشمن پہ گھمنڈ

دلبری کی وہ ادا تھی یہہ دلیل الفت ۔۔۔ ہمکو بیتابی پہ نازاونکو ہے چتون پہ گھمنڈ

قافلے لوٹتی ہے اونکی نگاہ خونریز ۔۔۔ کارفرماکو ہے بیباکئی رہزن پہ گھمنڈ

ہمہ تن جوہر قابل ہون مجھے زیبا ہے ۔۔۔ زرخالص کیطرح اپنے نکھرے پن پہ گھمنڈ

فصل گل آئی بنی تخت زمرد ہر شاخ ۔۔۔ عندلیبونکو ہوا حسن نشیمن پہ گھمنڈ

خاک مین ملکے بنے سرمہ چشم اُمید ۔۔۔ میرے ذرونکو ہے اوس قصر کی روزن پہ گھمنڈ

سرگذشت اپنی کہین ہم تو پسیجین پتھر ۔۔۔ خوش گلو یون نکرین پھر کبھی ساون پہ گھمنڈ

رہنے دی ہی یہ امانت تری ای دست جنون ۔۔۔ آستین پر ہمین غرّہ ہے نہ دامن پہ گھمنڈ

تم بھی ایجان مسی ملکے چلو سیر کو آج ۔۔۔ پھر گلستان کو ہوا تختۂ سوسن پہ گھمنڈ

سایۂ زلف نے بیجان کیا دونون کو ۔۔۔ سانپ والونکا نہا اوڑتی ہوئی ناگن پہ گھمنڈ

تھی کبھی ہند مین مرغوب ادا سے بت چین ۔۔۔ حسن وخوبی کو ہے انروزون مین لندن پہ گھمنڈ

تہا مسلمانون کو اکدن یونہین بغداد پہ فخر ۔۔۔ اہلمغرب کو ہے جسطرح سے لندن پہ گھمنڈ

کردیا برق حوادث کے ستم نے برباد ۔۔۔ نہوا تہا ابھی دہقان کو خرمن پہ گھمنڈ

حسن تدبیر کی تحسین کرین کیون نہ حبیب ۔۔۔ بخت بد کرتا ہے بدخواہی دشمن پہ گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

بکے اک اشرفی کو خوبیٔ تقدیر سے کاغذ ۔۔۔ ورق سونیکا بنجائے تری تصویر سے کاغذ

منور ہو جو تمثال بت بے پیر سے کاغذ ۔۔۔ تو بدلین اہل ثروت منصب جاگیر سے کاغذ

خط گلزار مین لکھون کا نامہ اوس سمنبر کو ۔۔۔ بنے گا تختۂ گل خوبیٔ تحریر سے کاغذ

ہوا دشوار مجکو اشتیاق وصل کا لکھنا ۔۔۔ اوڑا بنکر کبوتر پہلے ہی تحریر سے کاغذ

فقط قید ضوابط وجہہ حفظ ملک و دولت ہے ‌ دہی دربان ہے چپکا دین اگر زنجیر سے کاغذ

ضرر پہونچا نہین سکتا ہے مصلح کو کوئی سرکش ‌ بنا بیٹھا تو پھر کب کٹ سکا شمشیر سے کاغذ

کیا بیجان مرغ نامہ بر کو پھر ستمگر نے ‌ عوض پر گیر یونکے ہے جو چسپان تیر سے کاغذ

ہمارے آپ کے رسل و رسائل شاق ہین سب پر ‌ جلا دیتے ہین حاسد چھین کر رہگیر سے کاغذ

دبا نامہ کا منقار مین سیکھا کبوتر نے ‌ نبایا عیب اوٹھا کر چھینے کاغذ گیر سے کاغذ

لفافہ مین نہین بوجہ خطا نے منہ چھپایا ہے ‌ پڑہہ ہوا وس راز کو نادم ہے جس تحریر سے کاغذ

ودیعت خامہ مشکین کی لیکر سادہ لوحوں سی ‌ کیا بیگانہ سنگ طبع نے تحریر سے کاغذ

لکھے عرضی اسیر زلف مشکین شاہ خوبان کو ‌ بہم پہونچے جو زندان مین کسی تدبیر سے کاغذ

ردیف ذال وجہ ابتذال لفظ و معنی ہے ‌ ق ‌ تعلق کسطرح پیدا کریگا تیر سے کاغذ

حلیب اہل سخن کی بذلہ سنجی ہی اگر کہدین
بنا ہے تختہ مشکین تری تحریر سے کاغذ

سمجھے نہ بات بات تکو کیون کام جان لذیذ ‌ قند و نبات سے ہے تمہارا بیان لذیذ

شیرین کسی طرح نہ بنا آب شور اشک ‌ فاقون کے بعد بھی نہ ہوئین گالیان لذیذ

بخشا ہے مشت پر کو قناعت نے یہ وقار ‌ حق نے کئے ہما کیلئے استخوان لذیذ

راحت نما ہے حد سے گذر نیکے بعد رنج ‌ ہے وقت جوش گرسنگی خشک نان لذیذ

غم کا اثر مٹاتی ہے انجام کی خوشی ‌ سمجھی ہمیشہ تلخی مے کو زبان لذیذ

ہر شب رہا فسانہ زلف دراز یار ‌ ذکر دہان و لب سے ہوئی داستان لذیذ

تبدیل ذائقہ مین نہین لطف ساقیا ‌ ہے ہر گزک سے آج مے ارغوان لذیذ

عناب تازہ ہین چمنستان حسن کے ‌ کیونکر نہون ترے لب شکر فشان لذیذ

مرغوب ہے ہر ایک طبیعت کو انقلاب
کہتے ہین ہر جدید کو اہل جہان لذیذ

کب تلخ ہے مذاق کی تلخی سے کوئی شئے
ہے وصل یار سے کوئی نعمت کہان لذیذ

پہیکا ہے گر سخن مین ملاحت ہو نہ جلیب
ہوتا نہین بغیر حلاوت بیان لذیذ

ردیف راے مہملہ

مجبور کر رہا ہے مجھے ضبط آہ پر
ظالم خدا سے ڈر یہ ستم بیگناہ پر

آخر اثر ہوا یہ دل کینہ خواہ پر
آنسو ٹپک پڑے مرے حال تباہ پر

کہدونگا روز عشق جو بگڑو گے آہ پر
لازم سوال جرح نہین اس گواہ پر

انسان جان دے نہ اگر عز و جاہ پر
کیون ہو اجل کو بہولکے راہ تباہ پر

دیکہین ہمارا حال وہ عبرت کی آنکہ سے
ہے یار ناز جنکو تری رسم و راہ پر

کیا ہوگی اور گوشہ نشینون کی منزلت
بال ہما ہے تاج سر بادشاہ پر

بے جستجو جہان مین ملی کسکو آبرو
پیاسا ہمیشہ دوڑ کے جاتا ہے چاہ پر

آپس کا میل جول بڑہا دور کر نفاق
اے بوالہوس نظر ہے تری [illegible] پر

ناحق فلک سے کرتا ہے بیداد کا گلہ
جسنے کیا عبث بہی ستم داد خواہ پر

ظالم نہ ہوگا خلق مین مشہور حق شناس
کر کے میری حقوق کا خون اشتباہ پر

ہر شب ہین شمع خلوت دل داغ آرزو
ظلمت کو ناز ہے مرے بخت سیاہ پر

جاہل نہ کر عوام کی تحسین پہ غرور
نفرین عاقلون کی ہے اس واہ واہ پر

ہے عاصیونکو رحمت معبود کی صلا
توبہ کا در کہلا ہے جو آتے ہو راہ پر

دیکہا ہوا نہ اسپہ بہی تاریکیٔ عیش
دل کا وبال پڑ گیا آخر نگاہ پر

ہوتے ہین فسخ و پیر و مغان آج متحد
مجمع ہے میکشون کا درِ خانقاہ پر
شاید ہے فسخ عہد وفا کا اونھین خیال
ساکت ہین پھر معاملۂ روبراہ پر

کسب کمال سے تمہین ہاتھ آے کیا حبیب
احباب کی نظر ہی نہین دستگاہ پر

شباب قیس کو بھی رشک ہوتا میرے بچپن پر
وہ مجنون ہون پلا جو کھیل کر صحرا کی دامن پر
بھرے ہین کشت دل مین داغہاے داغ آتش زا
اوڑا دونگا دھوئین بجلی گرے تو میری خرمن پر
ہوا خواہی کا جن پھولونکی دم بھرتا تھا اک عالم
نہین لاتا ہے کوئی سبزہ و گل اونکی مدفن پر
نقاب الٹو تو ہو نظارہ باغ حسن کا گلچین
نہین پروانہ آسکتا چراغ زیر دامن پر
میرے چاک گریبان کا رفو اک وجہ حیرت تہا
کہ رشتہ بنکے مژگان رہگیا ہے چشم سوزن پر
تعلق چھوٹ جائیگا مکانون سے مکینونکا
نگاہ یاس کا عالم ہے دیوارونکے روزن پر
غبار راہ ہستی خاک چھوٹا غسل دینے سے
کفن اجلا اوپر پہنا اودھر میلا ہوا تن پر
توکل کا مٹایا نام اطمینان دولت نے
بنے ہم دوست کیسے بدخواہ تکیہ کرکے دشمن پر
مزا ملتا ہے دلکو اشک خونین کی شرارت مین
یہ طفل ناز پرور لوٹتے رہتے ہین دامن پر
گواہ بیگناہی ہے لب سوفار کی سرخی
جمایا ہمنے کیسا رنگ دیکھو آب آہن پر
سواد چشم عاشق بیشتر رکھتا ہے نورانی
وہ جلوہ عہد موسیٰ مین جو تھا وادی ایمن پر
مصائب مین مقدم ہے تحفظ خوش خیالی کا
ہوا مین چاہیئے فانوس رکھنا شمع روشن پر

نہین آسان حبیب نکتہ سنجان جہان ہونا
بڑی جان کاہیون سی دسترس ہوتا ہی اس فن پر

کرون مشق سخن یون بیرورنگ جہان ہوکر
وله
رہے میری فصاحت جوہر تیغ زبان ہوکر

امیدین نقش پاے سعی ہنکر نا امیدی مین — رہینگے مجکو آزادی سے مانع بیڑیان ہوکر

وہ مایوسی بہایا جسنے دلکا خون آنکھون سے — کہٹکتی ہے اہی پہلو مین یاور فتگان ہوکر

برا ہو دشمن اعزاز کا سبکی نگاہون مین — سبک ٹھہرے خمار آرزو سے سرگران ہوکر

اجازت دیکے عرض مدعا کی خود ہوے برہم — مسرت وجہہ حیرت بنگئی قفل دہان ہوکر

ہوا کی امن وآسایش کی اکثر خانہ بربادی — تمنا مین سدا پیش آئین مجہہ سے سختیان ہوکر

دقایق پر نظر کرنے سے دقت بڑہتی جاتی ہے — زمین شعر کہلاتی ہے نیرنگ آسمان ہوکر

وہ کوشش کیجیے رہجاے نام نیک محشر تک — مزا یہ ہے کہ موت آے حیات جاودان ہوکر

جو کچھ کرنا ہے کرلو سوچتے بیٹھے ہو کیون یارو — متاع عمر ہاتہہ آئی ہی کسکو رایگان ہوکر

گئے جو منزل ہستی سے اب نقش قدم اونکے — نظر آتے ہین چشم حسرت واماندگان ہوکر

حبیب مبتلا سنبھلا نہ ہمنے لاکھ کوشش کی
پھر آخر تری الفت مین رسواے جہان ہوکر

رنگ صحبت کا طبیعت مین جما خو ہوکر — بت پرستون مین مسلمان رہی ہندو ہوکر

تازگی کا یہ مزہ ہے کہ جہان مین پہیلے — گل مضمون سے حقیقت کی ادا بو ہوکر

ہے جہان دیدہ کی آنکھون کا یہی عین کمال — تولتی رہتی ہین مردم کو ترازو ہوکر

ہو مری آہ رسا گر تو پریشان ہوجاے — عارض شاہد امید پہ گیسو ہوکر

اثر نغمۂ دلکش کی کہون کیا حالت — ہوش کہو دیتا ہے انسان کے جادو ہوکر

نگہہ یاس مین کہٹکے تھے جو ارمان میرے — اک زمانہ ہوا سب بہگئے آنسو ہوکر

حسرت اوس کشتۂ اندوہ پہ جس بیکس کی — اجل آئی ہی تو بدخواہ کا قابو ہوکر

دلسے مٹ جاے کسی طرح یہ نقش امید — کہین ٹھہرے بھی طبیعت مری یکسو ہوکر

بیٹھتے اوٹھتے نہین دہیان رہے زانو نپیر ‏— دے نہ آزار سبھے مجھے رنج کا پہلو ہو کر
میری قسمت کی کجی گر کبھی بد سے غالب ‏— چشم خوبان پہ جگہہ لے خم ابرو ہو کر

جرعۂ بادۂ راحت جو کرون نوش حبیب
نیش حسرت مجھے بنجائے گا اوچھو ہو کر

تھی گہٹا یاس کی چہائی ہوئی بیچارون پر ‏— بارے رحم آگیا خود اوسکو گنہگارون پر
مجھسے جو ہوگا محبت مین وہ کر گذرونگا ‏— آپ قائم نہین رہتے کبھی اقرارون پر
قید وحشت مین لکھا قصۂ مجنون لیلی ‏— تیرے سودائی نے زندان کی دیوارون پر
جو کہا حضرت واعظ نے بجا ہے لیکن ‏— ورنہ توبہ تو نہین بند ہے میخوارون پر
باتین دو چار وہ پوچھو گے جو بیکس سے ہین یاد ‏— بس نکرین کرو رحم دل افگارون پر
بیٹھے بیٹھے نہین کیا سوجھی یہ وحشت کیسی ‏— خود چھری پھیرتے ہو اپنے طرفدارون پر
گرمی حسن گئی رخ پہ چمک ہے یہی تو کیا ‏— دھوپ ڈہلتی ہوئی چڑھ جاتی ہے دیوارون پر
آس ٹوٹی مری بیوقت نہ آیا یہ خیال ‏— سب دم نزع ترس کھاتے ہین بیمارون پر
اہل زر کب ہوئے ہمسایہ کی عسرت سے ملول ‏— کی کہان پھولون نے بخشش کی نظر خارون پر
ربط غیرون سے خوش آیا نہ انہین کیون صاحب ‏— خفگی کا یہی باعث ہے وفادارون پر
جگر و دل کی نقاہت سے پریشان ہین حواس ‏— یاس چھائی ہے مریضون کی پرستارون پر
جان جانی ہے تو پھر مفت مین کیون جانے پائے ‏— جب ہے مرنا ہی مرین کیون نہ طرحدارون پر
غنچہ کس حسن جہانسوز کا آیا تھا خیال ‏— بستر گل نے لٹایا ہمین انگارون پر
دیکھ واعظ وہ اوٹھی جانب میخانہ گہٹا ‏— ناز ہے رحمت باری کو سیہ کارون پر
الفت حور جنان مین ہین قیامت کے قیود ‏— شاق کسطرح نہون تیرے طلبگارون پر

حشر مین دینگی شہادت یہی خونریزی کی
شیخ کا حال سنا جب سے بوتل نکلی
اصل ثابت ہے وہی شرع کا اک پردہ ہے

نازکیون سے ہے ستم ایجادون کو تلوارون پہ
معترض تھے یہی کل تک میرے کردار پہ
دانے تسبیح کے سب پہرتے ہین زنارون پہ

اوٹھہ در پیر خرابات سے للّٰہ حبیب
ایسے افعال سے حرف آتا ہے دینداروں پہ

کسیکی جبہہ سائی سے کبہی گہستا نہین پتہر
کہلا اب رکہتے ہین پہلو مین پنہان نازنین پتہر
بڑہایا خاتم عزت پہ تیرے نام نامی نے
دکہلائے پہر نہ کیون تاثیر اپنی جذب روحانی
تلاش یار مین کیا خار دامنگیر ہمت ہون
جو مین اے کوہکن دون جان شیرین عشق شیرین مین
گلہ دون فیض اعجاز نبوت سے وہ موم ہین
پس مردن رہی قلب و جگر مین گر یہی سوزش
یہ کہتا ہے کسی نامہربان کا مہربان ہونا
گرین ہر سنگدل پر بجلیان ایسے حوادث کی

وہ پتہر جو کہ ہے موم کی جو کسر ہے یا میری جبین پتہر
نہ تہا معلوم مین قلب بتان مہ جبین پتہر
دگرنہ ہے یہ ظاہر تہا حقیقت مین نگین پتہر
یقین ہو جائے جب حاجت روا ہی بالیقین پتہر
ہوئے نادم ملے جب سدرہ بنکر کہین پتہر
تو دکہلائے بجائے شیر جوئے انگبین پتہر
چہپا ئین پہر مخالف گر میان آستین پتہر
تو لوح سنگ مرمر ہو گی از خود آتشین پتہر
پسیجین گے تری گرمی سے آہ آتشین پتہر
کہ دیتے ہین گواہی تیری آہ آتشین پتہر

حبیب آئے کہان سی تازگی نخل مضامین مین
یہان تک دیکہئے ہے یکقلم یہ گلزمین پتہر

ہے زبان کا سود کی کوشش مین ڈر آٹہون پہر
ہے خدا سے یہ دعا ای سیمبر آٹہون پہر

وقف بیتابی ہی دل مضطر جگر آٹہون پہر
ہو مرا سر اور تیرا سنگ در آٹہون پہر

پاک باطن سب ہین رندون مین تکلف کچھ نہین
ہین یہ آپسمین شریک ماحضر آٹھون پہر

فکر حالات جہان مین جسنے کرلی آنکھ بند
کار عینک کرتی ہے اوسکی نظر آٹھون پہر

چھوڑ کج بحثی کو بن چپ ہو کے سبکا ہمزبان
فکر تالیف جہان اسطرح کر آٹھون پہر

دوستون سے ملنے جلنے مین ہی لازم قید وقت
ایک حالت مین نہین رہتا بشر آٹھون پہر

گر نہ ساز و برگ ہو آزاد بن مانند سرو
بید مجنون سا نہ رہ آشفتہ سر آٹھون پہر

نیک مردون کا بدون پر بہی گمان ہوتا ہی نیک
بدگمان نیکون سے ہین ارباب شر آٹھون پہر

سب سے تو یکسان تلطف کر جو ہی خواہان عیش
اس چمن مین چلتی ہے باد سحر آٹھون پہر

جو غنی ہین وے لکے خوبو اون کی چہپ سکتی نہین
غنچے مٹھی مین لئے رہتے ہین زر آٹھون پہر

دمبدم گھڑیال کا بجنا ہے کوس الرحیل
کاروان عمر ہے گرم سفر آٹھون پہر

خواب دیکھا تھا کوئی یا صحبت احباب تھی
عیش مین یا ہو گئے تھے مختصر آٹھون پہر

آجکل ہے کچھ عجب عالم حبیب زار کا
ہاتھ دلپر ہے تو آنکھین سوے در آٹھون پہر

بھلا روئین نہ اپنے دیدۂ گریان لہو کیونکر
کہین کیا کسطرح ملکر چھٹا وہ ماہرو ہوکر

مقابل ہو الٰہی مجھسے وہ آئینہ رو کیونکر
اوسے دیکھون مین دیکھون بنکی حیرت ہو بہو کیونکر

یکایک وصلکی اون سی کرین ہم گفتگو کیونکر
یہ مطلب بے تکلف لب تک آئی دوبدو کیونکر

نظر آئین خدایا کو بکو وہ ماہرو کیونکر
نگہہ کیطرح سے آنکھون مین رکھون لکہ تو کیونکر

نمک زخمون پہ ہردم خندۂ قاتل چھڑکتا ہی
دل صد چاک پر اپنے بھلا ہوگا رفو کیونکر

کبھی پہاڑا گریبان کبھا سے پتھر سر کبھی پٹکا
تاسف ہے کہ اس وحشت مین کھوئی آبرو کیونکر

تھمین آنسو بھلا کسطرح جھپکانے سی پلکونکے
رکین ان پنجہاے ناتوان سی آبجو کیونکر

ہوئے ہین خاک پابوسی کی حسرت مین مگر کہین
نکلتی ہے پس مردن ہماری آرزو کیونکر

ادہر پُر درد آہین ہین ادہر نیچی نگاہین ہین
چھپے راز محبت بیٹھنے سے روبرو کیونکر

پس مردن ہماری خاک کے ذرے پریشان ہین
ذرا دیکھو تو کرتے ہین تمہاری جستجو کیونکر

تماشا ہے ذرا مستونکی کیفیت بہی دیکھہ آؤ
ہین چلتے کسطرح ساغر لنڈہکتے ہین سبو کیونکر

دہوان مجنون کی آہون کا سواد دیدہ لیلے
نہو ہر شب بلا گردان زلف مشکبو کیونکر

حبیب احباب کی خاطر سے کہلی یہ غزل ورنہ
پریشانی مین ہو دم بہر طبیعت ایکسو کیون کر

آنے کا سنا جاؤ خدارا کوئی دن اور
ہوگا مری تقدیر مین ایسا کوئی دن اور

وہ ہون مرے مہمان مین کرون شکر کی سجدے
اسطرحکا آجائے خدایا کوئی دن اور

کیون نامہ رسان آج بھی وہ شوخ نہ آیا
ہے ملنے سے انکار کہ ٹھہرا کوئی دن اور

ہر وعدہ پہ کہتے ہین بنا کروہ کوئی عذر — ق
بہتر تہا جو ملنے کا ٹھہرتا کوئی دن اور

مجبور ہون کیا اسکے سوا ہے مجھے چارا — ۲
لکہہ بہیجون سمجھکر یہ اشارا کوئیدن اور

پایہ کہ لکھون اونکو بہت خوب مگر اب — ۳
تجویز کرین آپ ہی اچھا کوئیدن اور

لیکن یونہین ہفتہ یہ گذر جائے تو پوچھون — ۴
فرمائے اب اسکے علاوہ کوئیدن اور

وہ آئے ہین مطرب سے مغنی بھی ہے ساقی
پہر سے لئے ایسا تو نہ ہوگا کوئی دن اور

آتی ہے خزان بلبل شوریدہ نہ اترا
شاید نہو پہر عیش کا ایسا کوئیدن اور

موقوف قیامت ہی پہ ملنا ہی حبیب آؤ
اس سے بہی تو اب دور نہ ہوگا کوئیدن اور

جانگسل ہے یاد زلف و رخ مین یان شام و سحر
ہو رہی ہے قتل کی تدبیر وان شام و سحر

صحبت قلب وجگر سے ناک مین آیا ہی دم
دونون پہلو مین ہین نالان ایکسان شام وسحر

رخصت ای بیماری دل مژدہ ای شوق وصال
کل سے آتے ہین وہ ہو کر مہربان شام وسحر

ہو گئے برہم آ گئی رخ پر ترے زلف دوتا
دیکھلے آئینہ مین ہین ایکسان شام وسحر

باغ مین آئے ہین وہ دو چار دن کے واسطے
آجکل بلبل سے ہے میری ہم زبان شام وسحر

ہون کسیکا خون ناحق روز کہتی ہے شفق
در پئے بیداد ہے کیون آسمان شام وسحر

لیٹے وہ گل آ کے جس بستر پہ بو جہتی نہین
سونگھتے ہین میرے تکئی راز دان شام وسحر

کھینچ کر بنت العنب لیجاتی ہے میخانیکو
جانستان ہی یہ بلائے بے امان شام وسحر

سیکڑون رفتار پر مٹجائین مثل نقش پا
سیر کو نکلین جو وہ دامن کشان شام وسحر

بلبلونکو چھوڑ دے صیاد ہی فصل بہار
دینگے خوش ہو کر دعا یہ بے زبان شام وسحر

کہولکر گیسو اگر چہرے سے الٹین وہ نقاب
یکزبان ہو کر پکارین الامان شام وسحر

ہے حبیب خستہ نالان راتدن مثل جرس
دلکو ہے رنج فراق رفتگان شام وسحر

دلکو ہے رنج فراق رفتگان شام وسحر
میرے یوسفکو ہے یاد کاروان شام وسحر

سر گران ہین عادئی رطل گران شام وسحر
بار زاید ہے وبال کاروان شام وسحر

کوچہ ہاے گیسوے مشکین مین کیا اندھیر ہے
لٹتے ہین ان راستون مین کاروان شام وسحر

ہے جگر پر داغ اور دلمین بھری ہین حسرتین
کاروان ہی رہبری کاروان شام وسحر

ای جگر دل کی طرح تو بہی کہین بہہ جائیگا
چل رہا ہے آنسوؤن کا کاروان شام وسحر

منزل جانانکا ابتک کچھہ پتا ملتا نہین
ہے روان عمر روان کا کاروان شام وسحر

پیچلی ہین دلکو سوئے کوئے قاتل حسرتین
کس تردد مین ہے میر کاروان شام وسحر

روز و شب ہین وادیٔ غربت مین میرے رفیق
عمر مستعجل کے میر کاروان شام و سحر

عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوے عشق
آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر

سرگین ہون تیری آنکھین یا کہ خواب آلودہ ہون
لوٹ لیتی ہین یہ رہزن کاروان شام و سحر

خاک کا میری رہ الفت مین کیا ہوگا نشان
روندتا رہتا ہے مدفن کاروان شام و سحر

بحر الفت پر بنا ہے پل مرا سنگ مزار
جھیلتا ہون سر پہ بار کاروان شام و سحر

دیدنی ہے تیرے دیوانیکی از خود رفتگی
تاج سر ہے فرش راہ کاروان شام و سحر

ہنستے آئے تھے چلے گلزار سے روتے ہوئے
عبرت افزا ہے گلونکا کاروان شام و سحر

محشرستان تمنا ہوگی خلوت یار کی
چل رہا ہے حسرتونکا کاروان شام و سحر

عرش منزل ہے مرے افکار بالغ کی جلیب
خلوت دل ہے سرائے کاروان شام و سحر

پھری ہے چلتی چلتی پھر کر خلق بسمل پر
تڑپ جاؤن نہ بعد ذبح کیون مین پائے قاتل پر

تڑپتا ہون نہین چلتا ہے کچھ بس تیغ بسمل پر
یہ نادان آج شیدا ہوگیا ابروے قاتل پر

بنا رکھا ہے اک عالم کو ناحق غیرت مجنون
گمان ناقۂ لیلی ہے اوس کافر کی محمل پر

لب جان بخش تک جا کر رہی محروم بوسے سے
ہم اوس پانی کے پیاسے تھی جو تڑپا ہی ساحل پر

حنا ملکر وہ آئے ہین دلونکا نقد سودا ہے
شہادت خواہ دو زخمین خون بہا ہی دست قاتل پر

بساط دل مین تھا اک داغ خون ہوکر بہا وہ بھی
پھر روئے نہ کیونکر برق خندان میرے حاصل پر

سخن شاہد ہے دعوی پر اگر منصف طبیعت ہو
حقیقت نیک و بد کی آپ کھلجاتی ہے عاقل پر

اسی تشویش مین اوٹھتے نہین ہم کوی جانا کے
یہ بے قابو نہ ہو جائے بھروسا ہی کسی دل پر

پھرینگے ڈھونڈتے تجکو یونہین صحرای وحشت مین
پتہ پوچھینگے دیوانون سی جب پہونچینگے منزل پر

خدا کیواسطے پہر ذبح کرکے دیکھتے جاؤ
ذرا تلوار کا پانی چھڑک دو مرغ بسمل پر

خط تقدیر سے میرا جسے سمجھے ہین سب جوہر
برات جان و دل لکھی ہوئی ہے تیغ قاتل پر

تمہارے کوچہ مین ہردم یہ مجکو کہینچ لاتا ہی
سمجھہ لو اس سے تم صاحب مرا قابو نہین دل پر

بشارت دیرہی ہین عشق مین بہی سب خاک ہونیکی
سونگہاتے ہین چھڑک کر عطر مٹی کا بہی گل پر

ثواب ذبح کا وہ مدعی ہین خون ناحق کا
سند بنکر مرا محضر بندھا بازوے قاتل پر

جفائین کرکے ناحق شاد ہولے دل مین او ظالم
عیوض تیرے ستم کا مین نے بھی چھوڑا ہی عادل پر

گزک بازار سے لے لینگے رکھلو جیب مین بوتل
حبیب او ٹھو گھٹا آئی پئین گے چلکے ساحل پر

ردیف راے ہندی

کافی ہوئی نہ روح کو تنہا بدن کی آڑ
بالیدہ ہوکے جسم نے لی پیرہن کی آڑ

غربت مین یون کیا ہی تعلق نے پای بند
جسطرح اشک شمع کو روکے لگن کی آڑ

عالم ہے اہل فیض کے جلوسی مستفیض
سورج کی ضو کو روکے گی کبتک گہن کی آڑ

ہتا چونکہ بات بات مین قصد مخالفت
خلقت کیوقت ڈہونڈہی زبان نے دہن کی آڑ

مٹھی مین دیکے کار جہان پیستا ہی چرخ
مہندی ترشتی رہتی ہے بنکر چمن کی آڑ

غافل لحد مین ظلمت اعمال کو کبھی
ہوگی نہ مکتفی ترے او جلے کفن کی آڑ

لی نہ ہی فرد جرم جو عادل نے ہاتھ مین
چھپنے کو ڈہونڈہنے لگین سطرین شکن کی آڑ

دکھلا رہی ہے تختۂ سنبل پہ چاندنی
عارض کی ضو کو زلف مشکین در شکن کی آڑ

میرے گناہ ڈہونڈہتے پھرتے ہین رات دن
دامان لطف و رحمت ذو المنن کی آڑ

عسرت کی خود ہین بے سروسامانیان گواہ
کیونکر چھپائے اسکو لباس کہن کی آڑ

دشمن ہے وہ عزیز جو دشمن کا دوست ہو
کہلواتی ہے شکار ہرن کا ہرن کی آڑ

چہرے کی ضو سی خط شعاعی ہون تیلیان
چلمن اگر ہو مہر رخ سیمتن کی آڑ

کچھ ڈر نہین ہے تیر حوادث کا ای حبیب
حصن حصین امن ہے شاہ دکن کی آڑ

اولجھن ہو دل کی کم کوئی ایسا فسانہ چھیڑ
پھر ذکر زلف یار کا باد صبا نہ چھیڑ

کرتا ہے صلح جو سی جہان عامیانہ چھیڑ
جو ڈر کر چھیڑ دے ہکے رنگ زمانہ چھیڑ

ہے آج پاس ملت و مذہب کا حال کیا
اس بحث کو برائے خدا واعظا نہ چھیڑ

مشکل ہے اونکے ساتھ ہمین وضع کا نباہ
کرتے ہین بات بات مین جو عامیانہ چھیڑ

ق

مرغوب ہی نہ حن نہ بیر اور نہ شاپیین
بیٹھے ہین ہم بھرے ہوے پھر خدا نہ چھیڑ

۱

ٹپا کہا نکا کسکا خیال اور کہان کی دہن
دہرپت الاپ اور نہ کوئی ترانہ چھیڑ

۲

ساقی خمار غفلت صد سالہ دور کر
مطرب غزل موافق حال زمانہ چھیڑ

۳

پاتے نہین عزیزون مین جز کینہ و نفاق
کچھ رنج کے سوا نہین حاصل لگانہ چھیڑ

ق

جی چاہتا ہے قطع تعلق کو ای حبیب
اہل وطن کی خوبیون کا تذکرہ نہ چھیڑ

چل نہین سکتی وہان ذہن رسا کے جوڑ توڑ
اونکی چالین ہین قیامت کی بلا کی جوڑ توڑ

ہے نظر انداز کوئی کوئی منظور نظر
دیکھنا اوس بت کی چشم فتنہ زا کے جوڑ توڑ

کج ادائی بات ہے جسکی لگاوٹ کھیل ہی
سیکھ لے اوس فتنہ گر سے کوئی آکے جوڑ توڑ

سب کہین پھر کچھ نہین حرف آئے پائے کیا مجال
گر کرے کوئی تو یون پہلو بچا کے جوڑ توڑ

پاس کے قابو کرتے ہین اہل غرض کیا دلون کو گہات — چلتے ہین مطلب کی چالین مدعا کی جوڑ توڑ

دوست بنکر کرتے ہین نیکی کے پردے مین بدی — راج نیت یہ ہے دیکھو اغنیا کے جوڑ توڑ

سختیان استاد ہین انسان کی دنیا مین حبیب — کرتے ہین مغلوب کو غالب سکھا کی جوڑ توڑ

ردیف زاے معجمہ

جان تازہ ہوتی ہین وہ سنا دے اگر آواز — ہر دم رہ مطلوب مین ہون گوش بر آواز

بیجا نہین فرقت مین تمہاری مرے نالے — جاتے ہو جدہر دیتے ہین سنگ و شجر آواز

ہو جاتی ہے دلبر کبھی فریاد کی تاثیر — وہ مجکو بلا لیتے ہین پہچان کر آواز

ٹالے نہین ٹلتین شب فرقت کی بلائین — اب مجھکو سناتا نہین مرغ سحر آواز

اس شکل سے رونا مرا بے سود نہوگا — دے اونکو اگر حالت دل کی خبر آواز

دہوکا بہ مجھے ہوتا ہے کہ تم آئے ہو صاحب — دیتا ہے جو آکر کوئی بیرون در آواز

مشتاق سر شام سے ہین منتظر دید — گر بام پہ آتے نہین دو ایک قدم آواز

چہوڑا مجھے غمخوار گئے ملک عدم کو — ملتا نہین کچھ اونکا نشان دون کدہر آواز

اس ضعف مین چھٹا مشغلۂ نالہ و فریاد — اب منہ سے نکلتی نہین دو دو پہر آواز

ہے رنج خزان درد اسیری سے زیادہ — کیا دون تجھے صیاد مین آواز پہ آواز

جب قافلہ صبر چلا دل ہوا نالان — اکثر یہ جرس دیتا ہے وقت سفر آواز

نالون سے مرے کیون نہ ڈرین عرش کے حامل — اونکی بہی ہلا دیتی ہے قلب و جگر آواز

کیا شکوہ حبیب جگر افگار پہ گذری
فریاد کی آتی رہی یہان تا سحر آواز

مدت ہوئی ہین در پہ تیرے گوش بر آواز
پردیس سے سنا دے ہمین اے فتنہ گر آواز

وہ غیر کے گہر آئین یہ امید نہین ہے
حیران ہون آتی ہے کدہر سے ادہر آواز

کہتا ہون اگر کون ہے یان کیون نہین کہلتی
کہتے ہین اجی سنتے ہین دیوار و در آواز

رکہدیتے ہین وہ ہاتہ مرے منہ پہ یہ کہکر
خاموش رہو جائیگی تا رہ گذر آواز

یون آتی ہین اب میرے تنفس کی صدائین
جسطرح سے دیتا ہے کوئی نوحہ گر آواز

مرغوب نہ کسطرح ہو معشوق خوش الحان
کر جاتی ہے بیساختہ دلپہ اثر آواز

نالون سے ہمین اور تو مطلب نہین کوئی
ہان اونکو سنا آتے ہین شام و سحر آواز

کیا نیند ہے غفلت کی نہین کہلتی ہین آنکہین
دیتے ہوئے جاتے ہین ہین ہمسفر آواز

دیوانہ حبیب جگر افگار جو ہوتا
ہرگز دل سامع پہ نکرتی اثر آواز

ردیف سین مہملہ

داغ دل ہین غیرت صد لالہ زار ابکی برس
بعد مدت کے پہر جوش بہار ابکی برس

ابیاری سے تری اے تیغ یار ابکی برس
تختہ گل ہے ہمارا جسم زار ابکی برس

تا بدامن ہے گریبان تار تار ابکی برس
ٹوٹتے ہین تلوون مین چبہہ چبہہ کر خار ابکی برس

ہے یہ زور آمد فصل بہار ابکی برس
مست ہین زاہد بہی مثل بادہ خوار ابکی برس

الغرض ساقی نے لو زاہد کو بہی کہینچا ادہر
دور مے کا سبحہ پہ ہوگا شمار ابکی برس

فصل گل مین بعد مردن بہی ہوا جوش جنون
سنگ طفلان سے ہوا ترمیم مزار ابکی برس

شیشہ مین پنہان ہی مے اور دلمین ذوق مے کشی
آئے ہی ساقیکی اے ابر بہار ابکی برس

ساقیا عینک چڑہے ہون رنج و غم بالائے طاق
بادہ دیسا لا کہ شیشہ او تار ابکی برس

ظلم پر باندھی ہے پھر صیاد گلچین نے کمر
قید بلبل کی ہے گلشن مین پکار اب کی برس

آرزو ہے بعد مردن بھی رہون سیراب مے
صرف جام و خم کرین میرا غبار اب کی برس

جوشش خون بلبل شیدا کا پیدا ہوا اثر
لے اگر فصد رگ گل نوک خار اب کی برس

جلتے ہین دل بلبلون کے آشیانکی طرح سے
آتش گل کی ہے گلشن مین پکار اب کی برس

قسمت اپنی اپنی ہے اچھا مبارک ہو حبیب
خار غم ہمکو تمہین پہلوئے یار اب کی برس

وقت کی قدر نہ جانی افسوس
مفت مین کھوئی جوانی افسوس

خلق مین ہیچمدان بنکے رہے
کر رہی ہے ہمہ دانی افسوس

داغ بھی زخم جگر کا نہ رہا
تھی یہ قاتل کی نشانی افسوس

اوسی بیدرد پہ مایل ہوا دل
میری اکبات نہ مانی افسوس

دل سے آمادہ بیداد ہین وہ
اور کرتے ہین زبانی افسوس

حال فرقت نہ کہون ہوگا اونہین
سنکے یہ رام کہانی افسوس

چمن دہر مین کیا گل ہین
پر ہے یہ عالم فانی افسوس

جنسے امید وفا تھی وہ حبیب
ہو گئے دشمن جانی افسوس

تری امید پہ ہوتے ہین ہم کہان مایوس
ہمیشہ دلکو کرے لاکھ آسمان مایوس

نہین خبر اونہین اپنے امیدوارونکی
کہین زیادہ ہین پیرونسے نوجوان مایوس

ستایا درد نے ہرچند اے مرے عیسی
نہ زندگی سے ہوا تیرا نیمجان مایوس

کسے ہے حوصلہ اب منت و سماجت کا
ہوئے ہین عفو سے اونکے مزاجدان مایوس

جو سیکھا اوسکا تغافل تو اے سگ دلبر
رہینگے یہ ربطح میرے استخوان مایوس

مجھے امید ہے بخشیگا اپنی رحمت سے
کریم کرتا ہے بندونکو تو کہان مایوس

ردی ہے حال تمہارے مریض عشق کا آج
طبیب دیکھہ کے ہین نبض ناتوان مایوس

بھلا رہی نظر مہر سے کہان امید
بنا چکی ہین جب یار کی زبان مایوس

پہنچیگا قہر الٰہی ہین دیکھہ اے ظالم
کرین نہ زیر فلک شور الامان مایوس

ہمارے زور طبیعت کو دیکھتے احباب
نہ کرتے ہوتے صلاح سے جو قدردان مایوس

خدا گواہ ہے باقی نہین امید کوئی
کیا ہے اونے مجھے ہوکی بدگمان مایوس

ہمیشہ صبر ہے مفتاح باب فرح و سرور
کبھی بہار سے کرتی نہین خزان مایوس

حبیب کو در شاہ دکن ہی باب امید
خدا نخواستہ کب ہی یہ خوش بیان مایوس

جانجان کس فکر سے ہی پھول سا چہرہ اوداس
آپکو ہمنے کبھی دیکھا نہین ایسا اوداس

یہ بھی کوئی بات ہے صاحب ملو یا دو جواب
صبح سے بیٹھا ہی در پر عاشق شیدا اوداس

عیش کا سامان سب تہا ایک وہ دلبر نہ تھا
باغ ویرانہ نظر آیا مجھے صحرا اوداس

لوگ سچ کہتے ہین ذکر عیش نصف العیش ہے
چھیڑدین باتین تمہارے دلی جب بیٹھا اوداس

اپنی اپنی عیش و راحت سے زمانے کو غرض
بےسبب کوئی کب یکے غمسے کیون ہوگا اوداس

شام سے رونق تھی ایسی کچھ کہا جاتا نہین
صبح کو رخصت ہوئے وہ گھر ہوا میرا اوداس

درد کی تاثیر خود ہوتی ہے اہل درد پر
میرا دل بھر آیا جب کوئی نظر آیا اوداس

دی تسلی تیری امید کرم نے اے رحیم
ہوگئیں ہر سمت سے مایوس جب بیٹھا اوداس

یہ تغیر دیکھنا خندان تھے جو گل شام کو
جاکے جب وقت سحر دیکھا او نہین پایا اوداس

کشور دل کا یہ عالم ہے تمہارے ہجر مین
پینے اک ساغر کہان رہتی ہی کلفت ساقیا
اے مغنی چھیڑ دے کوئی ترانہ جانفزا

ایک مدت سے ہو جیسے کوئی ویرانہ اوداس
پاس تیرے بیٹھکر کوئی نہین اوٹھتا اوداس
ہے ہجوم فکر سے اسوقت دل میرا اوداس

چار دنکی زندگی یہ کاٹ دو ہنس بول کر
اے حبیب اچھا نہین ہر دم پڑے رہنا اوداس

کیون مستقل مزاج کو ہونے لگا ہراس
اعمال زشت آتے ہین بنکر مہیب شکل
ہر وقت ہے نظر تری رحمت پہ اے کریم
جو ہین جری وہ ہنستے ہین تیغون کی چھاؤن مین
حاشا نہین ہے کچھ بھی مجھے اپنے فنا کا غم
کرتی ہے خوئی جور ستمگر کا دل ضعیف
رہتے ہین ہم خدا کے سہارے پہ اے حبیب

بیم و رجا کا لطف گیا اور کھب ا ہراس
ظالم کو مرتے وقت ہی دیکھو سوا ہراس
ہوتا نہین ہے دلکو ہمارے ذرا ہراس
کرتا ہے دور دلسے یقین قصدا ہراس
باقی اگر ہے بحر تو قطرہ کو کیا ہراس
ہے تیغ انتقام کے ڈر سے بجا ہراس
ہوگا نہ ایک لحظہ بھی تا انتہا ہراس

ردیف شین معجمہ

تھکا ہے دست جنون کرکے پیرہن کی تلاش
کھلا نہ عقدۂ موئے کمر کی طرح یہ راز
مژہ پہ خون جگر سے ٹپک گئے آنسو
جہان مین کوئی مجھسا نہوگا سودائی
سوائے نکتہ طرازی زبان کو کام نہین

ہوئی ہے شوق گریبان مین اب کفن کی تلاش
گئے عدم کو بہت کی ترے دہنکی تلاش
ملے ہین لعل یمن ہے در عدن کی تلاش
اسیر ہوکے بھی کی زلف پرشکن کی تلاش
پسند ہے ہمین ہر بات سے سخن کی تلاش

کہلے کہین درِ زندان تو مین کرون جا کے
میان دشت وجبل قیس و کوہکن کی تلاش

سبھی کو ہوتی ہے نعمت کی قدر بعد زوال
قفس مین بلبل نالان کو ہے چمن کی تلاش

شمیم کاکل جانان نسیم لائی ہے
خطا ہے اب جو کرون نافۂ ختن کی تلاش

پسند آئینگے ملتے ہین نہ حور و قصور
کرینگے پہر اسی ترجائۂ کہن کی تلاش

چلا جہان سے منعم بنا کے قصر بلند
مآل فکر عمارت ہے گور کن کی تلاش

ہر ایک شغل سے ہے ای حبیب ہمکو پسند
خیال شاہد رعنائے کہن کی تلاش

کیون ہو نہ مزاج بت گل پیرہن آتش
بھڑکی ہے گلستان مین چمن در چمن آتش

بھر دیتی ہے اک تازہ حرارت رگ و پی مین
ساقی مے گلرنگ ہے یا موجزن آتش

آسان نہین کچھ عشق گل شمع کا بلبل
دامن مین نہ تو لیگی مثال لگن آتش

ہے تائے تفنگ اپنا گلا سوز درون سے
کیا دور او سی طرح جو اوگلے دہن آتش

یاد آتا ہے جب عالم غربت مین وہ گلگشت
بھڑکاتی ہے دل مین مرے حب وطن آتش

جلجائین نہ ایک بات مین کیون صاحب غیرت
انسان کی ہتک جسمین ہو ہے وہ سخن آتش

مین کشتۂ عشق بت کافر ہون بنینگے
چنگاریان کافور کے ٹکڑے کفن آتش

ہمنے اسے خاک رہ دلبر سے لکھا ہے
کیا تاب جلائے کوئی تار کفن آتش

اوہام کی خرمن کو ہوس اونکی ہے بجلی
بھڑکاتے ہین پیکار کی جو تیغ زن آتش

کہتے ہین حبیب اسکو فن نظم کی قدرت
گر ہوتے تو دیتے تمہین داد سخن آتش

کیا کبھی گردون مینائی نہوگا پاش پاش
ہو چکا ہے ہاتھون سے اسکے دل کا شیشا پاش پاش

محتسب تونے کیا گر جام صہبا پاش پاش
جبہ و عمامہ ہم کر دینگے سارا پاش پاش

چارہ سازی چاہیئے تمکو دل صد چاک کی
اور دیدیتے کسیکو گر ہوتا پاش پاش

چھوڑ کر سجادہ شب کو کس سے اولجھی جاکی شیخ
جامہ احرام کل تک تہا نہ ایسا پاش پاش

دیکہلے کیا پوچھتا ہے مجھسے حالت درد کی
تیری الفت مین ہے ایظالم کلیجا پاش پاش

عقل سے خالی ہے جسکو ہو نہ قدر اتفاق
قطرے بنجاینگے گر ہو جائے دریا پاش پاش

ہو برا باد مخالف کا چلے اس زور سے
بادبان کشتی کا میری کر کے چھوڑا پاش پاش

سب نے دیکھا جو جنون مین میرے ہاتھونسے ہوا
پاؤن بھی کر دینگے اب دامان صحرا پاش پاش

یاد مژگان دل مین دکہلاتی ہے جذب کہربا
ہوتے ہین تلوون مین چبھکر خار صحرا پاش پاش

خال و خط بنتے ہی بھڑکی ایسی آتش حسن کی
ہو گیا آئینہ اسے خورشید سیما پاش پاش

پھوٹ پڑ جانے پہ ہر گہر کی وہ حالت ہی حبیب
جسطرح ہو جائے طوفان مین سفینہ پاش پاش

کسی صورت سے ہوئی کم نہ ہماری تشویش
جب بڑہی دلسے تو آفاق مین پھیلی تشویش

منتظر رہتا ہون رحمت کا ہر اک مشکل مین
نہین ہوتی ہے مرے دلکو ذرا بھی تشویش

ملکے معشوق سے عاشق کا ہی چھپتا ہی ستم
راتدن تازہ قلق گریہ درازی تشویش

تجربہ ہے مجھے جب ہوتا ہی حاکم سے خلاف
تو بھلا دیتی ہے سب کارگذاری تشویش

مرہم زخم جگر تیرا کرم ہے ساقی
ایک ہی جام سے جاتی رہی ساری تشویش

رنج غربت سے بہت اسکے سواد نیا مین
ہو نہ دلکو مرے ایحضرت باری تشویش

اب نہ غم کا ہے نشان اور نہ بیتابی کا
آکے وہ مجھسے ملے دکھ سدہاری تشویش

دربدر کہینچتی ہے چارہ گری کی امید
ہے جہان مین سبب ذلت و خواری تشویش

منعمو کرتے ہو افکار کا ناحق شکوہ
نہ کسی اور کی راحت نہ تمہاری تشویش
تازہ آفات سے انسان کو اللہ بچائے
اگلی کلفت کو بھلا دیتی ہے پچھلی تشویش

کیا کرون گر نہ غرض لیکے امیرونسے ملون
ہے حبیب اب تو میرے دلکو یہ ساری تشویش

عاشقو نکو ترے ہر حال مین دیکھا بشاش
راتدن گل کی طرح رہتا ہے چہرہ بشاش
بزم عشرت کی ندو دوستو تکلیف عبث
دل گرفتہ ہون کروگے بمجھے تم کیا بشاش
راتکو خواب مین شاید ترا دیکھا ہے جمال
صبح سے آج ہی کچھ عاشق شیدا بشاش
شاق ہے صحبت ناجنس گوارا عزلت
اپنی اشغال مین ہین رہتا ہون تنہا بشاش
آمد موسم گل کی خبر آئی شاید
نظر آتی ہے ذرا بلبل شیدا بشاش
پاکے وحشی ہین ناجنس بھی ہمجنس سے
دیکھکر ہونے لگے آہوے صحرا بشاش
ق
ہند مین چھایا ہے عسرت سے اوداسی کا سمان
سو مین دو چار کو بھی ہمنے نہ پایا بشاش
۲
ساری قومون سے مسلمانون کی حالت ہے تباہ
یہ تو ہین دیکھ کے اپنون کا بگڑنا بشاش
۳
دال روٹی جنھین ملتی ہے ابھی تھوڑی سی
اونکو رکھتا نہین دنرات کا جھگڑا بشاش
۴
فکر ہر وقت یہ ہے قتل ہون سب خویش و عزیز
گل چراغ اونکے ہون تب دل ہو ہمارا بشاش
۵
خوش ہے یہان حضرت محبوب کے سایہ مین حبیب
اوسجگہ ہوتا اگر تو بھی نہ رہتا بشاش

ردیف صاد مہملہ

مین نے کہا اوس شوخ سے مین ہون کہا نہین دشنام حریص
چھیڑ تو دیکھو اوسدن سے رکھا ہے میرا نام حریص

وصف قناعت ہو نہ اگر انسان نہین ہوتا مستغنی
خواہش دل سے دہر مین اکثر رہتے ہین ناکام حریص

پچکا بیٹھا دیکھہ کے مجکو اون سے کسینے گر پوچھا
بولے وحشی نام ہے اسکا اور لقب بدنام حریص

دولت و زر کی خواہش مین عزت بھی کھو بیٹھا غافل
پہلے نہ کچھہ آغاز کا اپنے سوچا تو انجام حریص

تیرے مقدر مین جو تہا کیون اوس سے زیادہ دیتا وہ
غیر کا حصّہ گر نہ ملا رازق کو نہ کر بدنام حریص

ساتھہ بدون کے نیکی کرنا باطل کی تائید سمجھہ
فیض کی خو بدخو مین نہین کیا دیگا تجھے انعام حریص

ظرف مرا کیا دیکھے گا کر دونگا ساقی خم خالی
مین ہون حریص بادہ اور بادہ کا ہے میرا جام حریص

دل مین بتون کی الفت ہے اور لب پر زاہد نام خدا
دیر کا عزم کیا اور باندھا کعبہ مین کیون احرام حریص

جنس قناعت ہاتھہ سے کھو کر کے تو نے دریوزہ گری
ناحق فکر لاحاصل مین کھوئی عمر تمام حریص

گیسو و رخ کے عالم سے ہین مہر و انجم شرمندہ
کب جمال یار کے دیکھے ہمنے صبح و شام حریص

نقد دل و دین کھو کر لی کیون جنس محبت تو نی حبیب

داغ کہن کافی ستھے بنا دیوانہ دیگر دام حریص

عرض کرتا ہون کبھی جا کے جب اپنا اخلاص
کہتے ہین وہ مجھے بھاتا نہین ایسا اخلاص

جان تازہ ہوئی پھر دیکھکے اونکا اخلاص
بنگیا ورد کدورت کا مسیحا اخلاص

لیکے دل آپ ہوئے دشمن جان عاشق
واہ اچھا ہی کیا دنیا سے نرالا اخلاص

جو برے وقت مین دی ساتھ اوسے سمجھو دوست
یون تو لکھتے ہین سبھی خط مین سراپا اخلاص

کیا مزہ ملتا ہے اس تفرقہ پردازی مین
ای فلک تجھکو کسیکا بھی خوش آیا اخلاص

جسطرف دیکھیے پھیلا ہے وبا بنکے نفاق
اہل اسلام مین ہے صورت عنقا اخلاص (ق ۱)

آجکل جوش مین ہے بغض وحسد کا دریا
نہین تنکے کی طرح بھی نظر آتا اخلاص (۲)

بچکے طوفان سے نکلجاتا تھا سیدھا یہ جہاز
ناخدا بنکے اگر مارتا کھیوا اخلاص (۳)

عام چرچا ہے ضرورت کی ملاقاتون کا
شاذونادر ہی ہوا کرتا ہے سچا اخلاص (ق ۱)

جتنے باوضع ہین ہرا ون کی مخالف یہ روش
لطف خلت مین ہے کس کام کا جھوٹا اخلاص (۲)

بس زبانون ہی پہ باقی ہین یہہ الفاظ حبیب
کرم و مہر و وفا لطف و مدارا اخلاص

دل کو ہین مرعوب اوس تب کی ادائین خاص خاص
کم نہین الطاف سے جسکی جفائین خاص خاص

سینہ و سرپہلو و قلب و جگر موجود ہین
ڈھونڈہ لائے الفت مہروان مین جائین خاص خاص

آہ عاشق نغمہ معشوق شور عندلیب
بس موثر رہگئی ہین یہ صدائین خاص خاص

ہو نہین سکتا کبھی اسلام کا بیڑا تباہ
روکے ہین خیر خلایق کی دعائین خاص خاص

وقت طوفان بادبان کشتی امت بعین
ایسی بھی اس کارگہ مین ہین ردائین خاص خاص

عام لوگون کی ہین اکثر جا و بیجا خواہشین
کیون نہ پھر مقبول بارہی ہون دعائین خاص خاص

خلق پر یکسان ہے جبر سرد و گرم روزگار
معتدل ہین باغ عالم کی ہوائین خاص خاص

آدمی جبتک نہ بخشین گر نہ بخشے گا خدا
ہوتی ہین ایسی بھی اے غافل خطائین خاص خاص

کون ہوگا چارہ ساز خلق تجھسا اے کریم
خاص خاص امراض کی رکھین دوائین خاص خاص

بات پر مرتا ہے کوئی اپنے دلبر پر کوئی
جیتے جی دیکھا اے اہل ہین یہ قضائین خاص خاص

نیکنامی جنسے دنیا مین ہو عقبی مین نجات
ہین ہمارے واسطے ایسی دلائین خاص خاص

امتحانکا وقت فرط رنج و راحت ہے حبیب
شکر کر جب تجھکو شکلین پیش آئین خاص خاص

سب کی صورت جدا ہی سیرت خاص
ہر بشر کی ہے ایک حالت خاص

دولت و مال کی ہے وقعت عام
اور علم و ہنر کی عزت خاص

باپ کی بات کب ہے بیٹے مین
ہے ہر ایک شخص کی وجاہت خاص

ذرہ و آفتاب کی ہے مثال
ساتھ تیرے ہے مجکو نسبت خاص

عام اشغال مین نہ فرق آئے
چاہیئے وقت عیش و عشرت خاص

تمکو میرا خیال ہو کہ نہ ہو
ہے مجھے تمسے اک محبت خاص

وصل مین پوچھئے نہ ہجر کا حال
چاہیئے اسکو وقت فرصت خاص

ہون سراپا گناہ اے معبود
مجھپہ کر اک نگاہ رحمت خاص

ظلم کے بعد معذرت کرنا
ہے یہ اہل ستم کی عادت خاص

رہے ہر لحظہ دل مین دوست کی یاد
غالباً ہے یہی عبادت خاص

کیون نہ اہل مذاق خوش ہون حبیب
ہے سخن مین ترے حلاوت خاص

ردیف ضاد معجمہ

نقاب الٹی صبا نے دیکھو بہار گیسو جمال عارض
ہوا ہے غصہ سے لال چہرہ ہین تار گیسو وبال عارض

خراش ناخن ہے رخ پہ میرے تو خاک صحرا کی سر پہ ذرے
نشان ہین فرقت مین سوز دل کے شرار گیسو ہلال عارض

شراب پیکر وہ ہین خرامان بنا ہے منہ رشک مہر تابان
ہے لڑکھڑانے مین دید نی انتشار گیسو جلال عارض

بڑھی ہے پیری مین ناتوانی سحر سے بدلی شب جوانی
زوال ہے قوتونکو سیکھی ہین تار گیسو کمال عارض

زبان ہے پیچیدہ مو قلم کی کھینچی نہ تصویر اوس صنم کی
محال سمجھا ہے تاب رخ سے قرار گیسو مثال عارض

وہ رخ سے زلفین ہٹا کے بولا پھینکے دل اس کمند سی کیا
چھپی ہوئین آنکھین کہ ہو گئے تھے شکار گیسو غزال عارض

کہینگے سب جب کھلے گا جوڑا کہ مشک جرم قمر سے برسا
خوشی سے لیلائے شب کریگی نثار گیسو جمال عارض

چمک وہ دکھلائے داغ سودا کہ مشرق مہر ہو سر اپنا
قیامت آئی اگر کرے دلفگار گیسو خیال عارض

کہین کے واللیل اوسے مسلمان تو اسکو سمجھین گذشتل قرآن

جہان مین ہے یا رسول یکسان وفا گیسو کمال عارض

رقیب نے وان ملا جو غازہ اثر ہوا اوسکا مجہیہ اتنا

کہ دشت غربت مین چاہتا تہا غبار گیسو وصال عارض

حبیب ہین نکتہ سنج بیٹھے بڑہیگی توقیر امتحان ہی

زبان ولفظ سخن کو بس ہے عیان گیسو مقال عارض

ہر ایک رکہتا ہے تحصیل مدعا سے غرض
وہ بیغرض ہین جنہین ہے فقط خدا سے غرض

ہین وفا سے غرض ہو انہین جفا سے غرض
وگرنہ رہتی ہے لوگونکو اغنیا سے غرض

ہے سلطنت یہی گر نفس مطمئن ہوجاے
رہے نہ بیم سے مطلب نہ کچھ رجا سے غرض

مطیع حاکم جابر کا تہا مدام ابد ل
تجہے کہان رہی خوشنودی خدا سے غرض

کسیطرح سے ہو حجت تمام بندون پر
خدا کی تہی یہی ترسیل انبیا سے غرض

رہین وہ خوش ہین دارین مین ہی جنسے کام
کبہی نہین ہے کسی غیر کی دلا سے غرض

حصول کیا کہین سحبان وقت گرنا فہم
رجال فن جو ہین ہے اونکی واہ وا سے غرض

مدام دلسے ہے اللہ پر نظر جن کی
اونہین کبہی نہین ہوتی ہے ماسوا سے غرض

نوا ہی بلبل دستان ہو یا ہو لغمہ ساز
کرے جو دلپہ اثر ہے اوسی صدا سے غرض

ترے سحاب کرم کے امیدوار ہین ہم
نہو گی اور نہ ہے سایۂ ہما سے غرض

حبیب خود ترا مالک غنی کریگا تجھے
رکھ اوسکا دست نگر بنکے التجا سے غرض

کیا کسی درمان سے جائیگا مرض
کردیا جب آپنے بیمار کم

دل کو میرے ہے محبت کا مرض
بڑھ گیا بیمار فرقت کا مرض

چارہ سازی بھی اوسیکے ہاتھ ہے
جسنے صحت مین کیا پیدا مرض

آ گئے تم سنکے میرا غیر حال
اب بھلا چنگا ہون مین کب مرض

سلب کر دیتی ہے حسن امتیاز
ہے ضرورت بھی وہ جانفزون سی اچھا اختلاط

نکے حیلہ موت کا آتا ہے جب
دم رہے جب تک نہین جاتا مرض دہ اختلاط

جیسا آزار حسد ہے لا علاج
خلق مین مہلک نہین ایسا مرض

سب اطبا عشق کو سمجھے جنون
تھی غلط تشخیص کیا گھٹتا مرض

سے کا عادی تہا جوانی سی حبیب
ہو گیا پیری مین وہ جسکا مرض

ردیف طاء مہملہ

جتنے سنجیدہ ہین اون سبکا ہے جوہر احتیاط
راتدن کانٹو نسے کرتے ہین گل تر احتیاط

راز الفت ہجر کی سختی سے چھپ سکتا نہین
دیکھیے اب ہے مری امکان سی باہر احتیاط

ساتھ اشکونکی ملے کتنے ہی ارمان خاک مین
ہو سکی تجھسے نکچھ اے دیدہ تر احتیاط

جسکو یہ حاصل ہو وہ کیونکر نہو ہر دلعزیز
شاہد رعنا امانت ہے تو زیور احتیاط

سیج ہے چلتے ہین پرندونکی بھی پر گر خوف ہو
نامہ لیجانے مین کرتے ہین کبوتر احتیاط

رہ چکا پہلو مین جسکے مدتون دلکی طرح
اوس سے ملنے مین ہے اب کیون اسقدر احتیاط

راستی مسلک کیسکی سامنے جھکتے نہین
کرتے ہین ملنے مین بھی مثل صنوبر احتیاط

آ گئی سر پر اجل جب چارہ سازی ہی عبث
رکھتی ہے بے احتیاطی کا اثر ہر احتیاط

صورت کبریت احمر کم ہین ایسے رازدار
جو کرین کہنے مین مثل کیمیا گر احتیاط

پاس توبہ کر دیکر دی آ گئی واعظ بہار
اب نہین ممکن ہو مجھسے بندہ پرور احتیاط

ہی نہی صحبت تسلسل دور کا توڑو عجیب
ایسے موقع پر کیا کرتے ہین اکثر احتیاط

ے وہ سب ٹھہرا غلط — کیسے قسمت کا لکھا ہوتا غلط

بناوٹ اُنکی نہ میری دوستی — دشمنون نے تمکو سمجھایا غلط

ہوگیا آج اونکی باتون سے یقین — ہے مقرر وعدۂ فردا غلط

کیون کہا شیشہ نے قُل قُل ساقیا — کہہ گیا مین کیا کوئی جملہ غلط

جو کہے میرا عدو سمجھو اوسے — افترا بہتان سر تا پا غلط

پیش آیا وہ نہ تہا جسکا خیال — ہوگیا لو مقدمہ سارا غلط

تختۂ مشق اونکا ہے پیمان وفا — جابجا املا غلط انشا غلط

ہر خطا سے منفعل ہونا پڑا — ٹھہرے سب ابواب استغنا غلط

خود غرض ہین صاف کہنے سے خفا — ہوتے خوش گر کچھ کہا ہوتا غلط

یہہ کسر رکھی دیا بھی گر جواب — خط پہ صاحب نے پتہ لکھا غلط

خط قسمت مین اسچلے کیونکر یہہ عذر — مشتبہ املا تھا یا انشا غلط

وجہ آمرزش ہوا خوف گناہ — نامۂ اعمال سب ٹھہرا غلط

عاشق صادق یہ سمجھین کسطرح — آپ جو کہتے ہین وہ ہوگا غلط

مین پھنسا آفت مین اپنے ہاتھسے — کیون زمانے کا کرون شکوہ غلط

عاشق صادق ہون کہو نا زبان — گر کبھی نکلے مرا کہنا غلط

آپکا عاشق ہون سودائی نہین — سچ ہے تھوڑا قول یہ تھوڑا غلط

میری بیتابی کو باور کیجیے — ہوگا کیونکر ہجر کا صدمہ غلط

آجکل کے حاکم جابر حبیب
کرتے ہین انصاف کا دعویٰ غلط

سچ کہون ہوتا ہے مجکو شاق ایسا اختلاط
چہوڑ دو صاحب نہین غیرون سے اچہا اختلاط

رنج کا گھر ہے ہنسی جب دلکو گذری ناگوار
نبہ نہین سکتا کبھی حد سے زیادہ اختلاط

تاڑ لینگے لوگ ہر دم چہیڑتے ہو کیون ہمین
راز الفت کو کہین کر دے نہ افشا اختلاط

کر دئے دلچسپ باتون نے تمہاری غم غلط
ہو گیا ہے وحشت دل کا مداوا اختلاط

دیکے دہوکا دل کا لے لینا اونہین مقصود تہا
اب کہلا مجہپر غرض کا تہا وہ سارا اختلاط

مسکرا کے بات کی تہی اوسکا پایا یہ جواب
یاد رکہین آپ میری چڑہ ہے بیجا اختلاط

دیکے بہلانیکو کافی ہو گا پیری مین حبیب
یاد کر لینا حسینون کا وہ اگلا اختلاط

بڑہ گیا ہے آجکل اونسے کچھ ایسا ربط ضبط
دل سے رکہی جسطرح داغ تمنا ربط ضبط

نشہ اوترا آکے پہر حایل ہوئے شرم و حجاب
خوب بڑہجاتا ہے وقت دور صہبا ربط ضبط

منصب اعلیٰ کی نخوت اب سے ہے جن احباب مین
کیون دلائین یاد ہم اونکو وہ اگلا ربط ضبط

لطف گہٹ جاتا ہی برسون جب ملاقاتین نہون
روز کے ملنے سے ہوتا ہے زیادہ ربط ضبط

کر لیا ہے ہمنے ایسا جلد اوس کافر کو رام
کہتے ہین حیرت سے سب کیونکر بڑہایا ربط ضبط

کچھ نہین جس شخص مین تالیف کی قوت نہو
چلتے پرزے سب سے کر لیتے ہین پیدا ربط ضبط

دوستی ہمکو بناوٹ کی نہین آتی حبیب
ہے فراق اوتنا گران تہا جس سے جتنا ربط ضبط

یون عالم بقا کو ہے بحر فنا محیط
مرکز یہ اپنے جیسے ہو ہر دائرہ محیط

لازم ہے ایسے حسن پہ عبرت بجای ناز / اسوقت جسکے جلوہ پہ ہے آئینہ محیط

ہم یون گھرے ہوئے ہین غم روزگار مین / جیسے ہمارے گرد جہان کی فضا محیط

گو جانتا ہون کر نہین سکتا خدا کو یاد / واعظ ہے مجھپہ اک بت نازنین ادا محیط

جو بات ہی احاطہ عقل بشر سے دور / ہوگا بھلا کسیکا خیال اوسپہ کیا محیط

ہے یہ انام دست لکے نگینہ پہ مرتسم / دلکی ہے مثل حلقہ خاتم دلا محیط

اوس مہر سے ہے جوہر ادراک مین چمک / کسطرح ہوگا بحر پہ قطرہ بھلا محیط

واعظ نہ پاتے وقت ہی رندونسی بحث کا / رہتا اگر نہ دل پہ غم ماسوا محیط

قابو سکون پہ نہ حرکت پہ ہے اختیار / ہر وقت بحر و بر پہ ہے حکم قضا محیط

اوٹھتا ہے چار سمت سی غل الرحیل کا / ہر صبح دور چرخ مین ہے یہ صدا محیط

دنیا کی کچھ ہوس تھی جو نہین ای حبیب / اب آرزو ہے دل پہ ہو یاد خدا محیط

ردیف ظاے معجمہ

جو کہا تو نے سن لیا واعظ / بس خدارا نہ اب سنا واعظ

اس نصیحت سے فائدہ واعظ / رند ہونگے نہ پارسا واعظ

موسم گل مین ترک مے کیا خوب / مین نہین تجھسا پارسا واعظ

جبکہ وحدت ہے باعث کثرت / ایک ہے سبکا راستا واعظ

بیخودی اس خودی سے بہتر ہے / ہمکو سمجھا رہا ہے کیا واعظ

اہنو ساقی سے کر چکے بیعت / بس جو ہونا تھا ہوگیا واعظ

درد بدلے نماز کے ہے نیاز / تا قضا ہے یہی ادا واعظ

ہمنے پی مے سرور مین آئے
خوب بک جہک کے اوٹھگیا واعظ

تو ہمارا جواب دار نہین
کرنے دے جو کرے خدا واعظ

تھا جو کل تک حریف رندون کا
آج کی توبہ سبنگیا واعظ

نہ کھو کچھ ڈر خدا سے حبیب
ہے حقیقت مین رہنما واعظ

قطع ہوتا رہے اسطرح بیان واعظ
ایک ہی بات مین ہو بند زبان واعظ

طرفہ آفت مین پہنسی آتے ہی جان واعظ
کون میخانہ مین تھام تبہ دان واعظ

کیون نہ مینا سے مے ناب پٹکدون سر پر
عیش جب تلخ ہو سن سنکے بیان واعظ

اسطرح پند و نصیحت کی اوٹھائی تمہید
آج ساقی پہ ہوا مجبکو گمان واعظ

تیزی بادہ کجا تلخی گفتار کجا
کند ہے نشتر ساقی سے سنان واعظ

فصل گل آتے ہی میخانہ مین اک بہیڑ ہوئی
نہ سنی ایک بھی رندون نے فغان واعظ

پہر در پیر خرابات پہ بیٹھا ہے حبیب
یہ تو آیا تہا ابھی سنکے بیان واعظ

اے جان کچھ تو چاہیے عشاق کا لحاظ
تمنے کیا کبھی نہ ہمارا ذرا لحاظ

اخلاق ہی بدل گئے خرد و بزرگ کے
کوئی کرے گا اگلے ضوابط کا کیا لحاظ

کیونکر نباہ ہون رہ کے مسلمان بتون کا عشق
اسکا جدا لحاظ ہے اورکا جدا لحاظ

اونکی ہر ایک حال مین ہے عاقبت بخیر
رکھتے ہین جو مآل کا حد سے سوا لحاظ

دونون خفیف ہونگے نہ آپس کی بحث مین
کرنے لگے ہین رند کا اب پارسا لحاظ

ہوا اونکے وقت بد مین بہلا کوئی کیا شریک
اور و نکے درد دل کا نہ جبنکو رہا لحاظ

دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہے
اسکا رہے حضور پرائے خدا لحاظ

سمجھا گیا جہان مین بد وضع و خودغرض
مطلب کا اپنے جسنے ہمیشہ رکھا لحاظ

مرغوب دل ہے راوق صہبا و حسن یار
خذ ما صفا کا ہے ہمین واعظ بڑا لحاظ

منہ سے نہ کچھ کہا مرے بیجا سوال پر
کیا جانے ہوگئے ہین وہ چپ کر کے کیا لحاظ

سینہ فگار کر دیا نالون کے ضبط نے
برہم مزاج یار نہو اسکا تہا لحاظ

دور جمال و مال نمود حباب ہے
اسکا ضرور چاہیئے اسے خود نما لحاظ

اپنی طرف سے شر کی نہ ہو ابتدا حبیب
جب اوسطرف سے چھیڑ ہے پھر ہمکو کیا لحاظ

کہین رفیق بڑے وقت مین خدا حافظ
معین غربت و کربت تو ہے مرا حافظ

مرے جہاز کا بھی ہے وہ ناخدا حافظ
جو پہلے نوح کی کشتی کا رہ چکا حافظ

بلا سے جان بچائیگی تا بمدت عمر
ہر ایک حال مین انسان کی ہی قضا حافظ

کہین ہون عاشق مضطر رہینگے یاد مین محو
تمہاری مصحف رخ کے ہین جا بجا حافظ

جواب صاف ملا مہربان پڑا جب کام
اگر یہی ہے مروت تو بس خدا حافظ

مدد کریگا مری وہ جو دشت ارجن مین
بنا تھا شیر سے سلمان کی جان کا حافظ

سخن کو اسکی آلہی ملے وہ حسن قبول
حبیب کو کہین احباب دوسرا حافظ

ردیف عین مہملہ

ہوا اگر رزق کی وسعت کو ہے قسمت مانع
میری ہمت کو بہلا ہو تو فلاکت مانع

محفل یار سے اوٹھنے کا ارادہ تہا مگر
غیر کو آتے جو دیکھا ہوئی جرات مانع

اہل ثروت سے ملاقات کی ٹھہری کیونکر
ہمکو رو کے ہے قناعت اونہین دولت مانع

قید وحشت مین حراست کا عمل ناقص ہے
رخ کرون دشت کا گر مین نہین مدت مانع

دیکھ اے دیدۂ خونبار فسون سازی کر
جانیوالے ہین وہ ہوتی نہین منت مانع

آدمی ہم بھی ہین زاہد نہ سمجھ دل مین ذلیل
قہر حق کو نہین شیطان کی طاعت مانع

اوسکی رسوائیکا ڈر ہے مری بدنامی مین
میری ذلت کو ہوئی یار کی عزت مانع

ابھی کٹ جاتی تھی گردن مری آسانی سے
دست قاتل کو جو ہوتی نہ نزاکت مانع

وضع داری کہو یا اسکو توکل سمجھو
ہاتھ پہیلانیکو ہو جاتی ہے غیرت مانع

سوز پنہان مرے چپ ہی سے کیا خاک چھپے
راز داریکو ہے آنسو کی شرارت مانع

گھر کو زندان سمجھکر نہین رکھتا ہون قدم
ہاے دربان کی طرح ہے مجھے وحشت مانع

دید کا حکم تو ہو وعدہ کا دن آئے تو
ہمکو کیا ہوگا بہلا ہول قیامت مانع

اک غزل اور اسی طرح مین پڑہتا ہون حبیب
ہے خموشی کو مری طبع کی جودت مانع

بے حجابی کو ہے وان حسن کی شہرت مانع
اور یہان ضبط وتحمل کو محبت مانع

میر کا رنگ حقیقت ہو تو ناسخ کی زبان
ہو بلاغت کو سخن کی نہ فصاحت مانع

اونکی آنکھون مین بصر شکل ہے جلوہ تیرا
اہل وحدت کو نہین ہوتی ہے کثرت مانع

مین خطاکار ہون تو غافر و تواب و رحیم
تیری عادت کو نہوگی مری عادت مانع

اب سماتی نہین آنکھون مین کیسکی صورت
دخل اغیار کو ہے یار کی خلوت مانع

یار کے سامنے کیا شکوہ بیداد کرون
صورت آئینہ ہو جاتی ہے حیرت مانع

دل تڑپتا رہا تم آئے دم نزع تو کیا
دیکھنے سے بھی ہوئی آنکھونکو غفلت مانع

دم نکلتا نہین آنکھون مین ہی جان مشتاق
دیکھلی ہے ترے دیدار کی حسرت مانع

شام سے صبح ہوئی قصہ غم کہنے مین
اونکو جانے سے ہوئی ذکر شب فرقت مانع

ساقیا آج لوٹا دے ہمین منہ پڑتا ہے
یہان سے اوٹھنے کو ہی اللہ کی رحمت مانع

دل مین تھا شکوہ بیداد کرون اونسے مگر
ہوگئی پھر وہی کمبخت مروت مانع

حسن و دولت کیلئے چاہیئے اخلاق وکرم
ورنہ رسوائی کو ہوگی نہ وجاہت مانع

فاقہ مستی کے مکافات سے کیا خاک ڈرون
داور حشر کو خود ہوگی عدالت مانع

آج ہی اونکو منالائین وگرنہ کل تک
ہوگی جانیکو نہ جانے کی خجالت مانع

پردہ داری کی اگر قید نہوئی تو حبیب
کون تہا جامہ دری کو دم وحشت مانع

ردیف عین معجمہ

ہے خیال خال عارض مین دل دیوانہ داغ
شکل طاوس چمن رقصان ہی بیتابانہ داغ

عشق کے صدقے مین تاریکی مرقد سی بچے
صبح محشر تک جلا مثل چراغ خانہ داغ

ای حریم دل کے محرم تو نے روشن کردیا
کیون نہ بنجائے نشان سجدۂ شکرانہ داغ

دست موسیٰ کے لئے آخر ید بیضا بنا
نقش صورت گر سے رہتا کسطرح بیگانہ داغ

فقر مین باقی رہی شان شرافت شکر ہے
جامہ اصلی پہ گر پڑتا تو پھر مٹتا نہ داغ

عشق کی دن چل بسے دل بجھ گیا گذرا شباب
ہے جگر پر یادگار الفت جانانہ داغ

طالب ظل ہما کب ہین ترے در کی گدا
ہے سر سودا زدہ پر افسر شاہانہ داغ

عمر بھر مثل خط تقدیر مٹتا ہی نہین
عاشقون کے دل سے رکھتا ہی مگر یارانہ داغ

تمسے چھٹ کے تھمرے دلکی رفیق و آشنا
درد فرقت تیغ غربت آہ بیتابانہ داغ

فصل گل سے نے آگ بھڑکائی فراق یار مین
بنگیا ہے سینہ عاشق پہ آتشخانہ داغ

کون زخم خنجر ابرو کا شاہد تھا حبیب
ہار جاتے تم کلیجہ پہ اگر ہوتا نہ داغ

غیر کا سینہ ہے جب سنکر مرا افسانہ داغ
غور کیجئے دلپہ ہونگے ہجر کے کیا کیا نہ داغ

ہونگے کیا خمخانۂ الفت مین یہ میرے حریف
حاسدونکے دلپہ دیگی گردش پیمانہ داغ

نشہ مین پھوڑا تھا اکدن خشت خم سے مینے سر
مے چھٹی لیکن نہین مٹتا ہے پیشانہ داغ

لائے خود رو پہ کراے شوخ صید افگن نظر
ہے یہہ پابوسی کی حسرت مین دل ویرانہ داغ

افعی گیسو کے چھوتے ہی چڑھا آفت کا زہر
ہوگیا ٹکڑے میر اسر اور سراپا شانہ داغ

کسطرح جمتا بھلا رنگ رقیب بوالہوس
ساتھ میرے لاکھہ گل کھائے کبھی ابھرا نہ داغ

یاس ملنے سے ہوئی مشق تصور چھٹ گئی
ایقمر اب تیری منزل کا ہے صاحب خانہ داغ

چلتے چلتے دے کوئی چرکا اسے اے تندخو
آرزو مین کہاہے یہہ کیون ترا دیوانہ داغ

چھیڑ رندونسے نکر واعظ کہین ایسا نہو
پارسائی پر لگائے جلسۂ مینا نہ داغ

ہے ازل سے جوش عشق ساقی کوثر مجھے
دلپہ ہے ہمصورت مہر خم خمخانہ داغ

کم نہوتی حشر تک سوزش جگر کی اے حبیب
بنکی میری آنکھہ سے آنسو اگر گرتا نہ داغ

عشق شور انگیز نے مختل کیا کب کا دماغ
ناز تھا جسپر نہ وہ دل ہے نہ وہ میرا دماغ

لن ترانی سادہ پن کے دیکھنے والون سے کیون
یہ تو کہیے کسکی صحبت مین کیا پیدا دماغ

اثم میخواری کو واعظ دخل خاصیت مین کیا
بحث بیجا سے پریشان ہوگیا میرا دماغ

تیری سودائی کا ہوگا کیا مسیحا سے علاج
چرخ چارم پہ ہین وہ ہے عرش پر اسکا دماغ

کبریائی کی صفت زیبا ہے پہر بے نیاز
جو نسمجہے عقل سے خالی سمجھ اوسکا دماغ

راتدن رہتا ہے چشم مست جانانکا خیال
بنگیا ہے بادۂ گلرنگ کا شیشا دماغ

اک نفس کی آمد و شد پر ہے جسکی ہست و بود
ہے تعجب گر کرے وہ خاک کا پتلا دماغ

کیا مفرح ہین ترے عناب لب سبب ذقن
بو سے جسکی عاشق بیدل کا ہی تازہ دماغ

دیکہنا ہی ہے قسم چاہے کوئی سر پہوڑ لے
اسقدر اچھا نہین ای شوخ بے پروا دماغ

کہچگئے وہ جب بڑہین عشاق کی بدنامیان
ہوگیا ہے اور سنکر حسن کا شہرہ دماغ

آرہی ہے پہر شمیم کاکل جانان حبیب
شام سے ہے نافۂ مشک ختن میرا دماغ

پرتو خورشید سے پاتا ہے ہر ذرہ فروغ
بے تری تائید کے ہوگا کسیکو کیا فروغ

آگ سی رہتی ہے ہردم میرے دل مین مشتعل
جب سے دیکہا ہی تمہاری مہر عارض کا فروغ

ہوتے ہین سب شاد سنکر شہرت اہل کمال
ہر نظر مین خار ہے جاہل نے گر پایا فروغ

حق نہ چہپے بے حقیقت باتکو گر ہو ثبات
پا نہین سکتا زمانے مین دروغ اصلا فروغ

شمع شبکو زیب محفل تھی سحر کو ہے خموش
کل کی حالت کو وہ سوچے آج ہی جسکا فروغ

دے ترقی علم و فن کو پاکے دنیا مین عروج
لطف یہ ہے ہو نجائے وجہ استغنا فروغ

ہے زوال عمر پر ہردم تاسف ای حبیب
ہم بھی کچھ کرتے جوانی مین اگر ملتا فروغ

ردیف فاء

کہینچتی ہی دلکو خاک کوئی دلبر اکطرف
اور لئے جاتا ہے چرخ کینہ پرور اکطرف

کہلگیا ناکامیون سے ہی سبب دوسرا
گوشہ نشین سب اکطرف ہین اور مقدر اکطرف

یادِ مژگان مین کسی پہلو قرار آتا نہین
خار حسرت اکطرف ہین غم کے نشتر اکطرف

سہل ہے فکر بقائے نام ہو یاد کر حق
گر ٹھہرنے دے ہمین قسمت کا چکر اکطرف

دم بخود ہے دیکھکر بیمار کو تیزی سے طبیب
سچ مین بیٹھا ہوا ہے خم کئے سر اکطرف

اکطرف ہے آفت جان تیرا روئے دلفریب
نازو انداز و ادائے حور پیکر اکطرف

حکم دے اب ہون مین ہر جانب سی دل برداشتہ
تیرے کوچہ مین لگا لون اپنا بستر اکطرف

ہو گیا غائب پری بنکر ہمارا خط شوق
ڈہونڈہتا قاصد چلا یکسو کبوتر اکطرف

ہو گا کب تک امتحان برشِ تیغ نگاہ
دیکہلو انبار ہین تن اکطرف سر اکطرف

تفرقہ پردازیان غیرون کی ملنے سی کہلین
تم خفا تھے اکطرف اور ہم مکدر اکطرف

ڈہونڈہتی ہین تجکو آنکہین دلمین ہی تیرا خیال
دیکہتا پھرتا ہون گہبرایا ہوا ہر اکطرف

قبر عاشق سے عیان ہے سوزش داغ جگر
دیکھئے مرجھا گئی پہولونکی چادر اکطرف

کیا ہوا کیسے طبیعت آگئی بولو طبیب
دور کیون بیٹھے ہو رکھے ہاتھ دل پر اکطرف

بے سبب کوئی اوٹھائیگا بہلا کیا تکلیف
دلکو ہوتی ہے محبت مین گوارا تکلیف

طبع آزاد کو تہے کب یہ علایق موزون
کی ہے خود اپنے لئے مینے مہیا تکلیف

ہو نہ سکتا تری بیمار محبت کا علاج
کبھی بالفرض جو کرتے بھی مسیحا تکلیف

دوستون سے کہون کیا حال پریشان اپنا
شاق ہوتا ہے کسی شخص کو دینا تکلیف

عقل جب تک نہین ہی غیر مکلف انسان
گر خدا عقل ندیتا تو نہ دیتا تکلیف

بعد سختی کے ہر ایک چیز مین ہے آسانی
دور کیا گر ہو فراغت کا وسیلہ تکلیف

ہمسے رندونکو ہے بے سود نصیحت واعظ
اب نہ فرمائیگا آپ دوبارا تکلیف

لطف آتا ہی نہین دلکو کسی صحبت مین
لوگ دیتے ہین مجھے کسلیئے بیجا تکلیف

منتقم لیتا جو ظالم سے عیوض دنیا مین
تو کوئی یون نہ کسی شخص کو دیتا تکلیف

چلدیا عیش و مسرت کا زمانہ جیسے
ایکدن یوہین گذر جائیگی ایذا تکلیف

سچے ہمدرد ہین وہ لوگ جو اورونکے لئے
بے کسی جبر کے کرتے ہین گوارا تکلیف

نہین انجام ہے مستی کا بجز رنج خمار
عیش بیجا کا نتیجہ ہے زیادہ تکلیف

ابتدا ہی سے جو عادی رہے محنت کی حبیب
ہے مساوات فراغت ہو او نہین یا تکلیف

امید جینے کی ہر لحظہ مہربان سے ضعیف
کہ بار غم تو گران جان ناتوان ہی ضعیف

کبھی اوٹھے گا نہ بار ملال عاشق سے
رہے خیال کہ یہ مشت استخوان ہی ضعیف

قضا کا پنجہ زور آزما کبھی نہ پھرا
مثال پیر اسیجا ہر اک جوان ہی ضعیف

او نہین کی طرح سے ہو رہا ہی عدم تو بہی
دل حزین مرا اے یاد رفتگان ہی ضعیف

خلاف ہے رہ مہر و وفا کی تندروی
نہ آسکیگا جو اسے اہل کاروان ہی ضعیف

وہی جوان گئے پہلے جو ہنسکے کہتے تھے
سرائے دہر مین کچھ روز میہمان ہی ضعیف

بہار آئی ہے آجائیگی توانائی
ابھی سکت نہین بلبل مین باغبان ہی ضعیف

نہ چھیڑ نغمہ ساز نشاط اے مطرب
دماغ عاشق مہجور ناتوان ہے ضعیف

حبیب نقد معانی خیال سے لیلو
نہین امید تحفظ نگاہبان ہے ضعیف

عکس رخ پڑتے ہی نامہ سی اوڑے حرف حرف
سرد مہری سے تری بنگئی کیا برف کی حرف

الف و لام تو لا کو پڑھا لا سے نفی
اوٹھے او سنے مری قسمت کیطرح صرف کی حرف

قابل دید ہے تاثیر سیہ بختی کی
ہے خبر پیر مغان کو مری ہر حالت کی

کالی ہو جاتی ہین خطا مین مری شنجرف کے حرف
آسکیگا نہ برا کہنے سے کمظرف کے حرف

لام گیسو ہین الف یار کی بینی ہی حبیب
دیدئے کاتب قدرت نے اوسے حرفکی حرف

ردیف قاف

یہ دل سپند ہی مجمر مین ناسحا بمین برق
سکون مین ہی کرہ نار اضطراب مین برق

نفس کی آمد و شد جوش سیل آتش ہے
بدن مین روح نہین بند ہے حباب مین برق

یقین ہے آب ہو آئینہ پر تو رخ سے
بنے ہر ایک نگہہ ناز آفتاب مین برق

کہلا جو تمنے حنا ملکے بند کی مٹھی
سمٹ کے رہگئی ہے طشت آفتاب مین برق

تمہارے بالون مین اولجھی جو کان کی بجلی
ہوی فلک پہ مسلسل رگ سحاب مین برق

ہماری آہ جگالائے اونکو چپکے سے
جلائے خرمن امید غیر خواب مین برق

لہو بہائین وہ عشاق چشم مسی گون کا
بنا ہین تیغ بجھا کر شراب ناب مین برق

گسستہ تار نظر ابر مردہ ہین آنکھین
کہان ہین اب وہ نگاہین جو تہین شباب مین برق

مین آہ کرتا ہون غیرون سے جب وہ ہنستی ہین
چمکتی جاتی ہے یون برق کے جواب مین برق

کبھی نہین یہہ تڑپ سوز عشق سی خالی
ہماری طرح ہے مبتلا عذاب مین برق

ملایا خاک مین ہر آرزو کو دلنے حبیب
یہ اشتعال مین آتش ہی التہاب مین برق

قتل پہر کرنا اسے پہلے پہنا زنجیر و طوق
ڈہونڈہتا ہے تیری وحشی کا گلا زنجیر و طوق

تیرے سودائی کا سر زانو سے اوٹھتا ہی نہین
زلف پر خم کا تصور بنگیا زنجیر و طوق

ملکے مہندی یار نے پہنے نہین یہ شوق سے
بنکے آئے ہین پے دزد حنا زنجیر و طوق

جب در زندان گرایا توڑ ڈالین بیڑیان
لائینگی میری جنونکی تاب کیا زنجیر و طوق

سر کو دیوارون سے ٹکرانے کی نوبت آگئی
جوش سودا پھر ہوا احداد لا زنجیر و طوق

آج ساقی تیرے بیہوشونکو ہے جنبش محال
چلتے چلتے دور ساغر بنگیا زنجیر و طوق

کیون تن کاہیدہ کی ہر سے پھڑکتی ہین رگین
کیا ہے اے شوق اسیری کہربا زنجیر و طوق

پہنین گے پھولونکا گہنا آج میٹھا سال ہے
اتری منت بڑہگئی نام خدا زنجیر و طوق

کہتے کہتے ہوگیا دیوانہ تیرا ابتلا
پا بہ جولان کر اسے اب یا پنہا زنجیر و طوق

یاد رکھیں سکو وہ اگلے سال کی وحشت مری
فصل گل آتے ہی لائے ہین نیا زنجیر و طوق

چھٹ نہین سکتی گرفتاران الفت مرکی بھی
روح کو ہے زلف پیچان کی ہوا زنجیر و طوق

دیکھیے جاؤ اسیران محبت کی طرف
بیزبان ہین پر یہ دیتے ہین صدا زنجیر و طوق

کسجگہ توڑی کہان پہنکی جلیب زار نے
چاہئین پھر ایجنون ہمدی نیا زنجیر و طوق

ردیف کاف تازی

ملا ہے اک نگار نازنین ایسا حسین نازک
فزون جس سے کوئی گل باغ امکان مین نہین نازک

یہی ڈر ہے مکدر ہو نہ جائے سیر گلشن سے
مزاج یار بوئی گل سے ہی ایدل کہین نازک

رگ جانکیطرح ہر دم حفاظت اسکی لازم ہے
زیادہ رشتہ الفت سے کوئی شی نہین نازک

گلا کٹنے کی ہو امید اے شوق شہادت کیا
مقر سخت جان ہین دست قاتل بالیقین نازک

مری نازک خیالی کا نکیون شہرہ ہو عالم مین
بندھی ہین بال سے باریک مضمون اور زمین نازک

غضب کا سامنا ہے وہ تو ہی معشوق سنگین دل
سیو اشیشہ سے بھی عاشق کا ہی قلب حزین نازک

شباب آخر ہوا اب ہمکو پاس وضع آفت ہے
کہ ہے اس پیرہن مین حال جیب آستین نازک

سخن میرا ہے یا اک خرمن جنس معانی ہی
غنی بنجائے گر ہو کچھ خیال خوشہ چین نازک

لطافت کسنے پائی اوس پریوش کے پسینہ کی
شمیم گل ہے بارد اور بوے یاسمین نازک

سبب ہے تا ہی صندل دشمنونکی سرگرانی کا
اوٹھا سکتی نہین یہ بار ہرگز ہی جبین نازک

کرون سجدے نکیونکر خشت خم پر جب میسر ہو
مے دیسالہ صحن باغ ساقی نازنین نازک

نہ ذکر ہجر چھیڑو وصل مین بنجائیگی جان پر
ستم دیدہ ہون ہی میرا دل اندوہگین نازک

خیال یار دل مین اور دل بیتاب پہلو مین
سنبھالون مین کسی یارب مکان نازک مکین نازک

حبیب رند مشرب نام حیدر نقش ہو دل پر
تجھے کیا گر ہے منزل سخت وقت واپسین نازک

صد پاش ہی دل تیغ تغافل سے جگر چاک
دیکھو جو ادہر تم تو سئے تار نظر چاک

کچھ راز ہے قاصد مرا خط غیر نہ دیکھے
اچھا ہے اسے پڑھ کی وہ فرمائین اگر چاک

پانی سے ہے اوس تیغ تبسم کے یہ طوفان
دریا مین صدف چاک صدف مین ہی گہر چاک

ہے دید کے قابل دل بسمل کا تماشا
سینہ کو مرے کیجیے بیخوف و خطر چاک

غربت مین سلامت رہین غمخوار ہمارے
خارون نے سیا ہی جو ہوا رخت سفر چاک

دیکھون تری فرقت مین جو مین جانب گلشن
ہو غنچہ نرگس کی طرح دیدۂ تر چاک

کرتا ہے کئی دن سے جنون دعوت صحرا
وحشت کا تقاضا ہے گریبان بہی کر چاک

سرشار مے الفت ساقی یہ ہوا شیخ
پیراہن احرام کیا تا بکمر چاک

پڑ جائے اگر عکس مرے داغ جنون کا
ہو صورت ملبوس کتان قرص قمر چاک

اللہ رے بوسیدگی جامہ عسرت
سیتا ہون اودہر ہین تو یہ ہوتا ہے اودہر چاک

عاشق کو بلا ہے تری زلفون کا تصور
شانے کی طرح سے ہے جگر آٹھ پہر چاک

ہے بار امانت کے لئے شرط تحمل
صرہ نہ بند ہے پہر جو ہے کیسہ زر چاک

جامہ ترے دیوانے کا آیا ہے پریوش
پہچان تو دامن ہین کہان اسکی کدہر چاک

ہے شغل رفوچارہ گری خستہ دلون کی
کرتے نہین ملبوس کہن اہل ہنر چاک

کم ہوگا کسیطرح نہ سودا ہے محبت
جراح کرے گر عیوض رگ مرا سر چاک

پہلو سے جو وہ اٹہگئے بجتے ہی گجر کے
سینے بھی گریبان کیا ہمراہ سحر چاک

اسطرح مین جوزور دکہاتے ہین وہ گویا
کاغذ کی طرح کرتے ہین چٹکی سے سپر چاک

یاد آتے ہین رہ رہ کے مضامین خط شوق
کرتا ہون لفافہ کو ادہر بند ادہر چاک

پہر ہوگیا دیوانہ حبیب جگر افگار
دیکہی جو گلستان مین قبائے گل تر چاک

بڑہا سوز نہان فرقت مین یہانتک
ہوئین سرمہ کے قابل ہڈیان تک

کہین کیا کم ہے اب فرصت یہان تک
دہن مین پہر نہین سکتی زبان تک

نہین آتی ہے مرگ ناگہانی
کراہت سے تمہاری نیمجان تک

کہان بوسہ کہان دل دیکے لیکن
نہین دیکہو نہین لاتے زبان تک

سوا تیرے نظر آیا نہ کوئی
نگاہ شوق نے دیکہا جہان تک

رقیبون پر گرا اے آہ بجلی
کمند آسا پہونچکر آسمان تک

کہان کا پیرہن اے دست وحشت
نہین باقی ہین ابتو دہجیان تک

چہٹے گی بہیڑ کب اے اہل محشر
پہونچ جائینگے اپنے مہربان تک

چھپین کسطرح اسرار محبت
وہ خود ہو جاینگے قایل وفا کے
نہو مذکور میرا اس گمان سے

بنی ہین راز جواب راز دان تک
ستم کب تک جفا آخر کہان تک
نہین سنتا تو ظالم داستان تک

حبیب اپنے کرم سے دیگا مالک
وہ آسایش نہو جسکا گمان تک

رشتہ عمر ہے اب تار نظر سے باریک
سوزش داغ ہوئی کم نہ لگی زخم کو ٹھیس
فکر مین ہون کہ پارے سے دون مین تشبیہ
چاک ہر صبح وہ ہوتا ہے یہ ہر دم صد پاش
کوچہ عشق مین اے دل نہ ڈگین پاے ثبات
شمع رخ سے وہ الٹتی نہین یہ کہکے نقاب

کہ صدا بھی ہے تپ غم کے اثر سے باریک
تیر تہا کچھ رگ برگ گل تر سے باریک
گر کوئی چیز ملے تار نظر سے باریک
دامن دل ہے گریبان سحر سے باریک
دیکھ ہی راہ یہہ ہر راہگذر سے باریک
پردے آنکھونکے ہین پروانہ کی پر سے باریک

بال وزر جسپہ لکھا تھا مری قسمت کا حبیب
غالبا تہا وہ ورق صفحۂ زر سے باریک

گذارین اے چرخ سفلہ پرور ملال مین ماہ و سال کب تک
عروج دیگا کبھی تو آخر رہیگا وقت زوال کب تک
بڑھی شب ہجر کی درازی گھٹی سکت نالہ و فغان کی
وہ دینگے ہر خط مین کیا تسلی کہونگا مین اپنا حال کب تک
بنا تہا فرعون کا جو ثانی تہا کہان ہے وہ حکمرانی
بھلا پڑیگا نہ تجھپہ ظالم ہمارے دل کا وبال کب تک

بشر کی خاقت ضعیف ٹھہری کہ تھی عمارت یہ آب و گل کی
رکیگی طوفان مین کیسی مٹی چلیگا جام سفال کب تک

کرو ترقی کی کوئی کوشش ہے اک زمانیکو تمسے کاوش
عبث ہے آپسمین لڑکے کاہش جواب تا کی سوال کب تک

سنبھالو اسوقت اپنی حالت وگرنہ انجام ہے خجالت
گئی ہے دولت چلی ہے عزت ترقیون کا خیال کب تک

کئے ہے اپنے نہین بزاحمت سر و نپہ ہاتہون سے لی ہے آفت
کرو خدارا ذرا تو عبرت ہوگی فکر مال کب تک

سمجھ نہین ہے اگر تمہین گر تو دوسرونکو بناؤ رہبر
عیوب مین اپنے مثال رہکر بنے رہوگے مثال کب تک

سخن یہ باطل ہے حرف بحرف بڑا رہی ہے سمجھ بصیرت
بتلئے دیکھی ہے کسنے قدرت ہوگی قدر کمال کب تک

ہے جسکے سرمین غرور و نخوت وہ ہے مبتلا اسی خودی کی ذلت
سوار ہر وقت ہے جسکے ندامت ہوگا پھر پائمال کب تک

ہمیشہ رحمت کا در کھلا ہے غفور تو اسکا نام ہے
خمیدہ تو نہ دیر کیا ہے یہ ظاہری انفعال کب تک

کی بہت فکر بہت رنج اوٹھایا اب تک	دلکا رولاپ یہ کسیطرح بر آیا اب تک
بے خبر جلد ٹھہرتا نہین دل عاشق کا	تیر ہے دیوانہ کو سمجھا کے بٹھایا اب تک
فکر راحت مین جوانی گئی پیری آئی	دوپہر ڈھل گئی اور نہین سایہ اب تک

بے نیاز اوس سے رہے آپ پہ مرنیوالے
گر لبین پوچھیئے جیتے ہین مسیحا ابتک

چار دن انکے لئے اوس وضع کو کیون ہاتھ سے دین
سختیان جھیل رہے کہ جسکو ہے نباہا ابتک

مجھکو مطلوب ہمیشہ سے ہے اوسکی تائید
جسنے بگڑا ہوا ہر کام بنایا ابتک

کسقدر ہے ترے کشتون کا فسانہ پُر درد
تھام لیتا ہے ہر اک سنکے کلیجا ابتک

بام مقصد سے ہے کوتاہ کمند تدبیر
نہ ملا ہمکو رسائی کا وسیلہ ابتک

وہ نہین چھوڑتی جسطرح ستم کی عادت
مجھکو ویسا ہی محبت کا ہے دعوی ابتک

دلکو پیری مین بھی ہے ذوق سیہ کاری کا
گو سحر ہوگئی لیکن ہے اندھیرا ابتک

کامیابی نہین بے خواہش تقدیر حبیب
ہمنے جو چاہا وہ مالک نے نہ چاہا ابتک

ردیف گاف فارسی

کیونکر جمیگا اسپہ کسی بادفا کا رنگ
ہر ایک سے جدا ہے ترے مبتلا کا رنگ

ہاتھون کی ضو سے ہے شفقی پشت پا کا رنگ
چھنتا ہے اوسکی جیب قبا سے حنا کا رنگ

کھویا دلون سے شوق شہادت ز خوف مرگ
ہمنے دیا نہ تیری ادا نے قضا کا رنگ

طول شب فراق بنا ہے خیال زلف
اسکی بھی ہے غضب کی رسائی بلا کا رنگ

زیور اوتار کریہ کہا رشک مہر نے
پھیکا ہے میرے رنگ سے دیکھو طلا کا رنگ

برسون کے خون پینے سے آنکھین ہوئی ہین سرخ
رخ پر ہے ان مریضون کے غالب دوا کا رنگ

منہ صبح تک پڑیگا کہان جائین دی شراب
ساقی نکل کے دیکھ تو کالی گھٹا کا رنگ

بڑھ جائینگی شباب مین بچپن کی شوخیان
لائیگا اکدن یہ تلوّن بلا کا رنگ

چمکا رہا ہے رنگ رخ یار کیف مے
گرمی سے لائے عارض سیمین طلا کا رنگ

کافور ہو گیا خط مشکین گیا شباب
وہ رنگ ابتدا تھا یہ ہے انتہا کا رنگ

الفت کی راہ سے نہ ہٹے خاک مین ملے
دل دے تو اختیار کرے نقش پا کا رنگ

دل مین بھری ہے خاک مین ملنے کی آرزو
خاکستری ہوا ہے ہماری قبا کا رنگ

صوفی کوئی ہے کوئی سیہ مست عشق ہے
نکھرا ہوا ہے صحبت اہل صفا کا رنگ

مژگان تیز و ابروے پیوستہ دیکھکر
اوڑتا ہے ڈر سے طائر قبلہ نما کا رنگ

گلگون کرین جو ہاتھ وہ عاشق کے خون سے
اوڑ جائے مثل طائر وحشی حنا کا رنگ

ہین سادگی کے ساتھ قیامت کی شوخیان
ملتا نہین کسی سے تمہاری ادا کا رنگ

مہر مہ بنا ہے نرگس مخمور یار کا
جا کر کہان جما مری آہ رسا کا رنگ

وحشت مین انس تھا خس و خاشاک راہ سے
زندان مین بھی لباس ہے کہربا کا رنگ

وحشت کی لی حبیب نے منگوا دو بیڑیان
پھر آمد بہار ہے بدلا ہوا کا رنگ

کفار سی ہین دیندار جدا تسبیح سے ہے زنار الگ
تھا ایک سے ہی جو رشتہ جسکو آخر کو ہوے سب تار الگ

ہر نوع سے ہے وہ جلوہ نما ہر شکل سے ہی قدرت پیدا
اعمال جدا افعال جدا گفتار الگ رفتار الگ

غربت مین پہنسے گہر سے نکلے احباب چہٹے ہمدم بچہڑے
وحشت نے کیا رسوا سے جہان جب دن سی ہوا دلدار الگ

کس طرح کوئی سمجھا سے اونہین اب راہ پہ کیونکر لاے
اقرار کیا احباب سے کل اور مجھ سے کیا انکار الگ

اے حضرت دل آتا ہی نہ تھا جب آئے تو آئے خوب کیا
اب لاکھ کرے وہ جور و جفا تم اوس سے ہو ہنوز نہار الگ

اے دلبر تک جا بیٹھو الو بلواؤ نہ گر اتنا تو کہو
اٹھواؤ نہ اسکو رہنے دو بیٹھا ہے پس دیوار الگ

بہلاؤں کسے ہٹ اون کے تابو میں اپنے لاؤں کسی
بیتاب ہے دل بسمل ہے جگر ہے دیدۂ تر خونبار الگ

رازوں کسی سے میں انہو وحشت میں گذاری عمر سدا
یہ جان سے کے آخر کیوں ملتا ہو جائینگے سب اکبار الگ

کس نہر لقا کا دہیان آیا اکبار مرا جی ڈوب گیا
ہے دیکھنے والونکو سکتا روتے ہیں کھڑے غمخوار الگ

ہے لطف کی جا میخانہ بھی واعظ جو ادہر جائیگا کبھی
دکھلائینگے کیف زندہ دلی بیہوش الگ ہشیار الگ

پڑہتا ہے حبیب نکتہ سرا فرلاتے ہیں سنکر اہل صفا
ہر بیت پہ دل کو وجد ہوا ہیں سب سے ترے اشعار الگ

سیلاب غم سے لگی پانی بدن میں آگ
بلبل کے سوز دل نے لگا دی چمن میں آگ
یکسان گدا و شاہ کو ہے آتش فساد
رکھو تو ہاتھ سینۂ عاشق پہ ٹک ذرا
بے لاگ سختیوں کا تحمل محال ہے

بھڑکی شرار اشک سے کب پیرہن میں آگ
خندان ہیں گل کہ بھڑکی ہے ہر پیرہن میں آگ
لیتی ہے خشک و تر کو جو لگتی ہے بن میں آگ
ہے داغ سے وہ اپنی جگہ ہی جلن میں آگ
بازی گرونکو دیکھا ہے لیتی دہن میں آگ

گرمی سخن مین لاتا ہے سوز و گداز دل
شعلہ زبان پہ ہے نہ کسیکے دہن مین آگ

آپس کے رنج سے ہوے غیرونکے دل پہ بار
غربت مین خاک اوڑائی لگائی وطن مین آگ

تسکین نہ دیگی آتش سیال ساقیا
جب تک بھڑک اوٹھی نہ مری تن بدن مین آگ

دل بجھ گیا ہے فرش ہین ہم تیری راہ مین
جز اشک شمع آے کہان سے لگن مین آگ

دیکھو شہید ناز کے لاشے پہ روشنی
وہ بہتے ہین خونکے کہ لگی ہے کفن مین آگ

پتھر کو نرم کرتی ہے سرگرمیون کی آنچ
پوشیدہ عزم کی ہے دل کوہکن مین آگ

جل جل کے خاک ہوتے ہین خرمن امید کے
پیکار کی بھڑکتی ہے جسوقت رن مین آگ

صنعت مین کیا کریگی ترقی بھلا وہ قوم
ہوگی جہان حسد کی دل اہل فن مین آگ

بجھتی نہین بجھانے سے سیلاب چشم کی
جانسوز ہے الم کی ہجوم محن مین آگ

حساد کے جلانیکو درکار تھی حبیب
بنتی نہ کیون ردیف ہمارے سخن مین آگ

ہم وہ نہین جو خوف کرین سنکے نام مرگ
یان ناگوار بات بھی ہے اک پیام مرگ

بیم و رجا مین کٹتی ہے بچپن سے تا شیب
ہر صبح زندگی کا ہے انجام شام مرگ

دل سوختہ ہین جو کسی شمع جمال کے
انکو فراق یار ہے قایم مقام مرگ

کرتا جو تلخ یون غم دنیا مذاق خضر
آب حیات چھوڑ کے پی لیتے جام مرگ

اہل جہان ہین ملزم غفلت نہین حبیب
طاری ہے جن عزیزونپہ خواب دوام مرگ

گلشن ایجاد کے ہر گل کا ہے نقشا الگ
خو الگ ہے بو الگ ہے رنگ ہے سبکا الگ

میل ہے جبتک بہت سی حاجتین ہین مشترک
اپنے بیگانے سے کر دیتی ہے استغنا الگ

مین تو اوٹھا تھا خلاف طبع صحبت دیکھکر — لطف سے ساقی نے پھر سمجھا کے بٹھلایا الگ

دیکھہ لینا روح بھی ہوگی یونہین اکدن جدا — دیکھتے ہو آج جیسے جسم سے سایا الگ

روکنے سے کب کسیکی رُک سکا ہو عودِ رزق — سب نے حصّہ تیرے خوانِ فیض سے پایا الگ

ہے جدا ہر ایک سے مسلک ترے عشاق کا — سب مین دیکھا اور پھر سب سے انہین پایا الگ

ملگیا کیا چارہ گر سے حال دل کہکر حبیب — ہم ہوے نادم اِدھر وہ دل مین شرمایا الگ

ردیف اللام

حصنِ آہن سے بھی محکم ہے پناہ عادل — رحم ہی اوسکی بندونکو ہے شعار عادل

کیا چلے دین و دیانت کے ہوس کو آگے — ہے وہ اک حاکم جابر ہے مگر گواہ عادل

حق پہ وہ راضی و شاکر ہے یہ ناحق سے خجل — کبھی جھپکے گی نہ ظالم سے نگاہ عادل

طاق کسریٰ کا ابھی نام و نشان باقی ہے — دبدبا ہوتا ہے آفاق مین جاہ عادل

چین آتا ہے ہین مظلوم نہ پاسکے گر داد — حق نہوتی ہے فقط دیکھہ رفاہ عادل

استقامت کی حقیقت ہمین ہو ثابت جو دلیل — گر زمانے مین کہین ہے تو ہے راہ عادل

جسکو ہے تاج سر قیصر و فغفور پہ فخر — دیکھیے غور سے گر ہے وہ کلاہ عادل

جبکہ آمرزش مخلوق کا محتاج ہو ہو — کیون نہ فرمائے خدا عفو گناہ عادل

دادرس شہ کے مخالف کا ہے عالم و تمام — گنج ہے ملک رعیت ہے سپاہ عادل

مالک الملک حقیقی ہے ہر اک وقت حبیب
ناصر و چارہ گر و پشت و پناہ عادل

ہو رہی ہے تیری دیوانگی کی شہرت آج کل — ہر طرف سے چلتے ہین سنگ ملامت آجکل

جو کبھی کمزور تھی ہی خوب اونکا زور شور
جو قوی تھے گہٹ رہی ہے اونکی طاقت آجکل

ہو گئی ہے سلب کچھ ایسی شرافت نفس کی
لیتی ہین عزت گوارا کرکے ذلت آجکل

سلب ہی مطلق حمیت جوش ہمدردی نہین
آتش غیرت سے زایل ہے حرارت آجکل

رنج کے بدلے خوشی ہوتی ہی اہل قوم کو
دیکھتے ہین گر کسی بہائیکی ذلت آجکل

کرتے ہین کج خلقیان مہمان نوازی کی عیوض
بدلے دعوت کی مروج ہے عداوت آجکل

غیر ہو حاکم تو اوسکی جوتیان سیدہی کرین
ننگ ہے قومی حکومت کی اطاعت آجکل

دہوکے کی ٹٹی بنا ہے لفظ قومی اتفاق
شاق ہی ہر چند لفظی بہی رعایت آجکل

راستبازی اصطلاحی نام بیرحمی کا ہے
ہے بہت محمود عیاری کی خصلت آجکل

ماہران علم و فن کی باریابی ہے محال
جاہل و انفار ہین اعیان دولت آجکل

جو ہوے ادنیٰ سے اعلیٰ وہ بھی بدلی شکر کے
کرتے ہین ناحق زمانیکی شکایت آجکل

تھی خوشامد جیسی مغلائی حکومت کو پسند
ہے عموماً ویسی ہی مرغوب رشوت آجکل

ہو رہی ہے ہند مین اسلام کی مٹی خراب
ہر جگہہ پہ ہے رواج شرک و بدعت آجکل

لالہ ہے صرف درم سے وقف سودای ملال
تہوڑی سی قربان پذیری کی بدولت آجکل

خود غرض سرکار کے بدخواہ قابوچی رذیل
کرتے ہین بے طرح دعوائے دیانت آجکل

کیون نہون آئینہ سان حیرتین اہل اقتدار
جب سے ہے کج رائی پہ اطلاق اصابت آجکل

ملک کی خدمت کو ہے درکار اک جانباز قوم
ہے کسی ہمدرد دولت کی ضرورت آجکل

تم تو ہو آزاد دینے کے لئے کیا ہی حبیب
شکر حق کرنا اگر بچ جائے عزت آجکل

سر مین ناقص کی بھرا رہتا ہے سودائے کمال
کوئی کامل کبھی کرتا نہین دعوائے کمال

مصر ہے نظم کا فن طبع رسا یوسف وقت
نوجوان کیون نہو پیری مین زلیخائے کمال

جب سما جاتی ہی ناقص کے دلون مین عظمت
داغ بنجاتا ہے نظرون مین سویدای کمال

عام افواہ کو کر لیتے ہین باور عامی
سلتے ہین کاملونکو ڈہونڈ ہکے جویائے کمال

ہونہ جبتک کوئی اعجاز بیان شکل کلیم
کہیئے ہر داغ کو کیونکر ید بیضائے کمال

نکتہ سنجون مین بہی ہے معرفت فن مفقود
چرخ چارم پہ نہ چڑہجائے مسیحائے کمال

سامری قایل کم مایہ ہے گوسالہ کلام
سخن صاف ومتین معجز موسای کمال

سب بے ہنر ہوتے ہین ممتاز یہ ہی رنگ جہان
خاک پیدا ہو کسی دل مین تمنائے کمال

چھوڑ کر مشق سخن بیٹھہ گئے اہل سخن
حق مین ناقص کے جو فیصل ہو ادعوائے کمال

بے ہنر صاحب جوہر نہین بن سکتا ہے
تاج دولت پہ لگا کر پر عنقائے کمال

خوش ہین ہر دم نہین شاہون کی بہی پروا انکو
مست رکہتی ہے ہمیشہ جنہین صہبائے کمال

حرص دولت کی ہے دلمین نہ ہوس شہرت کی
خاکساری کی صفت ہوتی ہے منشای کمال

جب نہون عیب ہنر اپنی زبان سے معلوم
تو سخن مین نہین کیونکر کوئی دکہلائے کمال

قدر ارباب سخن آج ہے جیسے مفقود
کیا عجب ہے جو یہ ہین قوم سے اوٹھ جائے کمال

ہون وہ مجنون جو کردن ترک لباس ہستی
ہو سیہ غم سے مرے محمل لیلائے کمال

ہم اوسی ناسخ مرحوم کے پیرو ہین حبیب
کعبہ سمجھے ہین جسے اہل کلیسائے کمال

دیکھہ لی خوب پایداری دل
کچھ تو دو داد جان نثاری دل

اک نہ اکدن اثر دکہائیگی
کشش شوق وبیقراری دل

سب کی سن لی نہ کچھ کہی اپنی
دیکہئے حلم وبردباری دل

چاہتا ہے غبار راہ جنون — اللہ اللہ خاکساری دل

نالے کرتا ہے صورت ناقوس — آفت جان ہے بیقراری دل

خون ہو ہو کے چشم تر سے بہا — تمنے دیکھی نہ جان نثاری دل

نہ کیا ناوک مژہ سے شہید — تمکو خوش آئی شرمساری دل

دیدۂ زخم ہو گئے ہین سپید — حد کو پہونچی ہے اشکباری دل

اُنت نہ کی لاکھ رنج و درد سہے — دیکھو دشمن سے دوستداری دل

کون ہے اے حبیب جس سے کہین
کاہش جان و بیقراری دل

پیچ پیچ کہا کے بڑہے ہے لاکھ مرجان کا کل — پا نہین سکتی ہے طول شب ہجران کا کل

سر کے دہونین ٹپکتے نہین پانی کے گہر — جان جان حال پہ پہیرے ہی یہ گریان کا کل

لیلی شب سے نہان محمل مینائی ہین — کب یہ اوس گل کے دوپٹہ مین ہی پنہان کا کل

سب کہین چاند پہاڑون مین نظر آتا ہے — اک ذرا رخ سے ہٹا دو جو مرجان کا کل

کہینچ لی مانی الفت نے تمہاری تصویر — شعلۂ آہ ہے رخ دود پریشان کا کل

مانگ اوسکی ہے صراط دل عشاق اگر — خلد رخ تار نگاہ سر عرفان کا کل

سیر تارونکی دکہا دو جو چنو تم افشان — ہنگئی ہے شب تاریک کا دامان کا کل

ہوئی سرشار تو بالون سے پسینہ ٹپکا — دیکھو ہے صورت نیسان گہر افشان کا کل

مجکو دہڑکا ہے نہانے ہین جو وہ دریا مین — بڑہ کے چھو لے نہ کہین پنجۂ مرجان کا کل

سبزۂ خط خضر ہے اور چشمۂ حیوان ہی دہن — رخ ترا صبح وطن شام غریبان کا کل

روز افزون ہے پریشانی عاشق کیطرح — سر یہ ہے صورت آہ دل سوزان کا کل

میری آنکھون سے چھپا گر رخ روشن تیرا
بنگئی چشمۂ ظلمات کا طوفان کاکل

کل نہین آج ہی ہو روز قیامت ظاہر
ہوکے برہم جو ترے رخپہ کھیہان کاکل

داغ طاوس کو ہو رشک سے سنبل شرمائے
کھولدو باغ مین اسے سرو خرامان کاکل

راتدن مصحف عارض کی بلا گردان ہے
سب پہ روشن ہو کہ ہے حافظ قران کاکل

حلقۂ دام بلا افعی و اژدر بسکہ
ہے شب و روز مری جان کی خواہان کاکل

سنبلستان یہ زمین تیری غزل کی ہی حبیب
لطف ہو یہ مین اگر باندہے سخندان کاکل

جفا جو تند خو سرکش پری پیکر حسین قاتل
مری نازک مزاجی سے ملا ہی نازنین قاتل

نظر ہی تیغ بران اور وہ چشم سرگین قاتل
جہان ہو کیون نہ برہم ہوا گر چین بر جبین قاتل

چلا دامن کشان گر تو چڑھا کر آستین قاتل
شفق گون ہوگا عالم خون او گلیگی زمین قاتل

کہلاسے ہین نئے گل جوہر تیغ تبسم سے
ابھی تک ہے مرے زخمون مین بوی یاسمین قاتل

یہ سارے لعبتان حور پیکر دشمن جان ہین
وفا کی نام سے جلتے ہین کون ایمین نہین قاتل

شہادت سے مجھے محروم رکھا ناتوانی نے
اوٹھائی تیغ جب اسنے کہا غش نی نہین قاتل

شکایت کیا بھلا ان لعبتان حور پیکر کی
وفا پیشہ بھی ہوتے ہین زمانہ مین کہین قاتل

ترے خنجر کے نیچے مجھسا عاشق اور دم مارے
یہ کوئی بات ہی ہا ہا نہین قاتل نہین قاتل

قسم کھائی ہے اوسنے خاک تک برباد کرنیکی
حبیب آئیگا پھر بھی اک نہ اکدن بالیقین قاتل

چلدیا طیش مین کیا پھیر کے خنجر قاتل
لگگیا خوبی قسمت سے ستمگر قاتل

چوم لیتا ہے اس وار لگانے پہ قدم
اوٹھنے دیتا نہین زنجیر کا لنگر قاتل

دیکھ واماندہ ترے در پہ ہین محروم نزکھ
ابتو مدت سے ہے اس راہ مین بستر قاتل

تیغ ابرو مری گردن سے کے مقابل کر لے
آزما ہاتھ لگا وار سمجھکر قاتل

پھر گیا منہ مری گردن پہ کہین خطا نہ پڑا
کھل گئے آج تری تیغ کے جوہر قاتل

قہر کیا ہوگا جوانی مین خدا خیر کرے
بچپنے مین ہین غضب کے ترے تیور قاتل

روک لی ہاتھ خدارا نہ جفا کر ایسی
دیکھ نزدیک ہے ہنگامۂ محشر قاتل

ہاتھ تو میرے جنازے کو لگایا نہ لگا
دو قدم ساتھ مرے چل مری دلبر قاتل

پھیر دے تیغ گلے پر کہ مٹے ذکر جنون
فصد لیکر نہ لگا قلب پہ نشتر قاتل

چوم لو تم بھی قدم خوب ہے قسمت سے حبیب
آج پھر گنج شہیدانکا ہے رہبر قاتل

وہ چین بجبین ہو گئے سن کر گلۂ دل
لو ایک اشارے مین ہوا فیصلۂ دل

سہہ سکے جفا پست ہوئے حوصلۂ دل
نالونکے سوا کچھ نہین اب مشغلۂ دل

کھر پوچھتے آئے ہین وہ عاشق کی گلیمین
کہتے ہین اسکو کشش کا مسئلۂ دل

آنکھین مری پھر لال ہین آنسو ہین گلابی
ہوتا ہے گمان پھوٹ گیا آبلۂ دل

زاہد کو ہوا حور کی کاکل کا تصور
دیکھو تو کہان جا کے ملا سلسلۂ دل

خون ہو کے نکل آنکھون سے ای داغ تمنا
ہو جائے کسی شکل سے طے مرحلۂ دل

نا نوک مژہ آنیکی طاقت نہین باقی
اے اشک روان تو ہی بن اب حاملۂ دل

وہ وصل مین بھی تھم سے رہتی ہین الگ یون
سینہ سے ہے جسطرح عیان فاصلۂ دل

کہتی ہی تری مانگ پہ سیندور کی سرخی
اس راہ مین لٹتا ہے سدا قافلۂ دل

اے دختر رز تیری ادا نے کئے ظاہر
پیری مین جوانی سے سوا ولولۂ دل

تسکین کو سینہ پہ ہے بس نقش محبت — وہ ہیکلے جو مکرین تو یہ ہے داخلۂ دل

افسوس جوانی گئی پیری ہوئی آغاز — قسمت نے نکالا نہ کوئی حوصلۂ دل

الفت سے ہین مجبور ترے عاشق بیتاب — پوچھے جو کوئی کرتے ہین رو کر گلۂ دل

گلزار مین ہون جمع جلیبے سے مطرب
در پردہ چہڑے دونون طرف سے گلۂ دل

عشق ابرو ہے عدو فرقت جانان قاتل — روح کی طرح مرے تن مین ہی مہمان قاتل

لیس بیداد پہ ہین ابرو مژگان قاتل — اک اشارہ ہی کی تاخیر ہے ارمان قاتل

یہ حسینون کی لگاوٹ کوئی ہم سے پوچھے — آنکھ لڑاتے ہی یہ ہین جان کی خواہان قاتل

دیدہ بینی ہے مرے ارمانون کی حالت پہ [illegible] — دلکا ہر زخم ہے اک گنج شہیدان قاتل

میری قسمت کا لکھا اور یہہ ارادہ تیرا — کیا ازل سے تہا بہم دست و گریبان قاتل

راندن ذوق شہادت مین کہلا رہتا ہے — نہین ہٹتا مرے سینہ سے گریبان قاتل

قتل سے پہلے نقاہت نے کیا کام تمام — خم شمشیر ہے گردن کو گریبان قاتل

نفس سرد کی آندہی سے جو اوڑ کر لپٹے — تاب شمشیر بنے چاک گریبان قاتل

نہ کرونگا تری شمشیر کو گردن سے جدا — ہے مرے جامۂ تن مین یہ گریبان قاتل

دیدۂ زخم لہو روئینگے پہر فرقت مین — نظر آیا ہے مجھے خواب مین خندان قاتل

خفقان دلکا ہو کم ایسی کوئی شکل نہین — شوق خنجر مین پہڑکتی ہے رگ جان قاتل

میری ثابت قدمی دیکھکے اور تیری جفا — جوہر تیغ بنے دیدۂ حیران قاتل

اس مسرت سے کسی نے بھی کیا ہی سر نذر — سچ بتا ساتہہ فقط جائیگا ایمان قاتل

بیکسی کوچۂ دلدار مین کون اپنا ہے — سگ ہے خون کے پیاسے ہین تو دربان قاتل

جان دی جنبش ابرو پہ نہ تڑپا پس ذبح | ہو مرے ضبط و تحمل کا ثنا خوان قاتل
ہمتو سمجھے تھے کہ لبریز ہے پیمانہ عمر | توڑنے آیا مگر قتل کا پیمان قاتل
آدمیت کا چلن یہ ہے کہ آنکھوں پہ بٹھلائے | نہ کرے دلشکنی گرچہ ہو مہمان قاتل
قید وحشت مین یہ چلاتے ہین مشتاق اجل | یا خدا کھولے گا کسدن در زندان قاتل

لے وفا کرکے چلا عہد محبت کو حبیب
ہے یہی تجھ سے ترا اللہ نگہبان قاتل

ردیف میم

سنبھالین دلکو یا تھامین جگر ہم | کسے سمجھائین لین کس کی خبر ہم
اونہین دیکھا ہوئے بوسہ کے طالب | گیا دل جب تو کھیلے جان پر ہم
نہ کد کر ترک میخوشی مین واعظ | سمجھ لیتے ہین خود نفع و ضرر ہم
کہین کیا کھینچ لایا شوق دیدار | حسین تم عاشق شوریدہ سر ہم
ہین بیہوش پاکے چپ ہے قاصد | کہین کس سے خبر ہین بے خبر ہم
مٹائے دل سے داغ رنج و حسرت | ترے ممنون ہین اے چشم تر ہم
گیا قاصد کو میسر گریہ ہیچ ہے | تو خود جائینگے بنکر نامہ بر ہم
یہ کھلتا تا چلے ہین آپ ورنہ | گریبان پھاڑتے وقت سحر ہم
خرام ناز سے برباد کروے | بنے ہین اب تو خاک رہگذر ہم
جگر مین درہم داغ جنون ہین | سئے جاتے ہین یہ زاد سفر ہم
نہین کوئی رفیق دشت وحشت | کہان جائین تمہین ڈھونڈین کدہر ہم

قفس ٹوٹا ہے اور صیاد غافل ۔ مگر افسوس ہین بے بال و پر ہم

حبیب نجان نے داغ کہائے
ابھی دیکھا آئے اسے رشک قمر ہم

ہوئے ہین زخمی تیغ نظر ہم ۔ عبث بخیہ ہے اور بیہودہ مرہم
رلائے جوش رحمت کو یہ شاید ۔ چلے ہین ساتھ لیکر چشم تر ہم
اجل کسکی بلا آئے گی کسپر ۔ شکن ابرو پہ ہے گیسو ہین برہم
نہ پچھتاتے جو پہلے سے نہ ہوتے ۔ زمانہ کی روش سے بیخبر ہم
لہو تھمتا نہین زخم جگر کا ۔ نہ اچھے ہونگے اب ای چارہ گر ہم
عزیز دلکی نہ ہوتی قدر دل کو ۔ اگر کرتے نہ غیرون مین بسر ہم
یہان تک اوس صنم کی راہ دیکھی ۔ کہ بالکل بنگئے تار نظر ہم
کرینگے ما بنے بید او بد خواہ ۔ خدا پر اپنے رکھتے ہین نظر ہم
پہونچ سکتا نہین وہم و گمان بھی ۔ کہان وہ حور پیکر اور کدہر ہم
ہوئے حالت پہ اپنی جبسے شاکر ۔ بڑی راحت سے کرتے ہین بسر ہم
بجاے فاتحہ خط اونکا پڑھنا ۔ لحد مین شاد ہونگے نامہ بر ہم
اگر تم امتحان الفت کا لیتے ۔ نہ ہوتا کوئی آمادہ مگر ہم
دم رخصت نہین بہتے ہین آنسو ۔ نچھاور کرتے ہین تم پہ گہر ہم

حبیب اب تا کجا فکر معیشت
تھکے پھر پھر کے ناحق دربدر ہم

ہین بے نیاز صحبت اہل صفا سے ہم ۔ کیا خاک اس خودی پہ ملینگے خدا سے ہم

کیا زرد رو اتفاق نے رکھا جہان مین
در در پھرا رہی ہے تنکفر نے ہوس
آپس کے اختلاف سے عالم مین ہین سبک
طوفان بحر کبر نے مختل کئے حواس
تحقیق نے دکھائی رہ مبدء و معاد
سمجھین گے کس طرح روشِ روزگار کو
چہرہ پہ ہے غبار تعصب جما ہوا!
کچھ حد نہین زوال کی اللہ رے انقلاب
اعمال کی بدی نے دکھایا ہے روزِ بد
چھائی ہے ظلمتِ شبِ ادبار ہر طرف

ناچیز اپنی جنس مین ہین کہربا سے ہم
ہین بیوقار کاسہ دستِ گدا سے ہم
پلہ گران ہو گر نہ جھکین اغنیا سے ہم
بیگانہ وار ملتے ہین ہر آشنا سے ہم
جب باخبر ہوئے تو ملے مبتدا سے ہم
کرتے ہین انحراف ہر اک رہنما سے ہم
ہین بے نصیب معنی خذ ما صفا سے ہم
خورشید سے سُہا ہوئے ذرہ سُہا سے ہم
محروم ہین اعانتِ بختِ رسا سے ہم
یارب وہ دن دکھا کہ چھٹین اس بلا سے ہم

پائی سزا یہ زشتی اعمال اے حلیب
ہین مثلِ مردہ ہیبتِ روزِ جزا سے ہم

فرقت مین تیرے سہتے ہین دلبر ہزار غم
اک سر ہزار طرح کا سودا ہے رات دن
راحت نصیب ہوگئی ہو جیسے گر کبھی
دل خوش ہوا وصال کے وعدہ سے جسقدر
ہمدم ہین میرے وہ کئے تمہاری فراق مین
دیتے ہین ابتو فرقتِ جانان مین رات دن
مرنیکی تھی خوشی یہ تمہارے فراق کا

اغیار اک طرف ہمین دیتے ہین یار غم
اک قلب لاکھ داغ ہین اک دل ہزار غم
اوسکے عوض فلک نے دکھائی ہزار غم
دکھلا رہا ہے اوس سے سوا انتظار غم
اندمال درد و الم انتشار غم
نوکِ مژہ کلیجہ کو تلوون کو خار غم
دل جاتا ہے تباہ جو دم احتضار غم

بلبل تجھے ہزار خوشی ہو مگر ہمین — دیتی ہے ہجر یار مین آکر بہار غم !

فکر معاش مین کبھی خوف معاد مین — رہتا ہے جن کی طرح سے سر پر سوار غم

دلسوز کون ہے کہ جو روئیگا بعد مرگ — ہان بیکسی کا رکھیگی شمع مزار غم

رہتا ہے یاد زلف و رخ گلعذار مین — خالق گواہ ہے ہمین لیل و نہار غم

عشاق سے بچا ہی مین سب اعتنائیان — دیتے ہو بات بات مین کیون بار بار غم

صحرا و گلستان و بیابان و شہر مین — پہرتا ہون مجکو کرتا ہے جب بیقرار غم

گو حال دل زبانپہ لاتا نہین حبیب

رہتا ہے اوسکے چہرہ سے پر آشکار غم

تیری ان چالون کو کب ای آسمان سمجھی تہی ہم — پیش آیا جو یہ پہلے سے کہان سمجھی تھی ہم

اک مخالف تہا جسے ہم داستان سمجھی تھے ہم — دشمن جان تھا وہ جسکو مہربان سمجھے تھی ہم

اب کہان باقی ہی چہرہ پر جوانی کی بہار — ہائے اس گلشن کو چندی بیخزان سمجھی تھی ہم

کیا بچاتا کشتی امید دامان ہوس — موج طوفان تھے وہ جسکو بادبان سمجھی تھی ہم

عالم امکان کی ہی ہر ایک حالت بے ثبات — تجربہ جبتک نہ تھا ایسا کہان سمجھے تھی ہم

عشق مین مرنے پہ بھی پیش آئے کیا کیا مرحلے — سہل نکلا جسکو مشکل امتحان سمجھے تھی ہم

میں چلی چاہا جدہر آخر کو مٹی کی کشش — وہ سر اٹھہری جسے اپنا مکان سمجھے تھی ہم

نام کو گلچین تہا پر فصل خزان کا تہا حریف — گلشن مقصد کا جسکو باغبان سمجھتے تھے ہم

وائے قسمت کر رہی ہین اب وہی مٹی خراب — جن پہ مرنیکو حیات جاودان سمجھے تھی ہم

تہا وہ بدخواہون کی اذکار مخالف کا اثر — سادگی سے جسکو نیرنگ جہان سمجھی تھی ہم

داغ دل طوفان غم سے خون ہو کر بہہ گیا — اس نشان کو یادگار رفتگان سمجھے تھی ہم

نامبارک شئے تھی اک لکڑی کے جالی کیطرح — وقت تابش جسکو سرپر سایبان سمجھے تھے ہم
ہوگئے حاسد عدو سے عافیت ناحق علیہم — راستی کو باعث امن وامان سمجھے تھے ہم

ردیف نون

رو سکتے ہین پانون کب آوارہ بن مین بیڑیان — بوئے گل کو رکھ نہین سکتین چمن مین بیڑیان
سلب آزادی کیا باعث ننگ عریانی ہوا — چارہ گر لائے چھپا کر پیرہن مین بیڑیان
بعد مردن بھی ہون دو شاہد کہ تھا صحرانورد — بیڑیون مین پانون ہون میرے کفن مین بیڑیان
مر مٹا لیکن نچھوڑا گردش قسمت نے ساتھ — پانون کی چکر بنے میرے کفن مین بیڑیان
ایک مدت تک رہا پابند افکار عیال — تھین گران قید تعلق کے وطن مین بیڑیان
قیدی ہستی پہ ہے اطلاق آزادی محال — کسنے پائی سرو کی کاٹین چمن مین بیڑیان
ہر قدم پر کرتی ہین فریاد عاشق کیطرح — ملگئین تیرے اسیرون سے چلن مین بیڑیان
جونگہہ سے بچگیا ہوگا وہ کاکل کا اسیر — تیغ کا جوہر ہین دست تیغزن مین بیڑیان
کون پھر سالک طریق عشق کا کہتا اوسے — ڈالتا خسرو جو پائے کوہکن مین بیڑیان
چاہ مین عاشق پہناتے ہین گلی مثل سبو — خوشنما ہوتی ہین تلبیس رسن مین بیڑیان
خوب دی دام ضلالت سی شریعت نے نجات — ڈالدین تقلید نے پائے سخن مین بیڑیان
وجہ حفظ روح ہے پیری مین بند احتیاط — چاہئین مضبوط زندان کہن مین بیڑیان

کچھ نہین سامان وطن مین جاکی رہنی کا جلیب
سخت ہین وجہ معیشت کی دکن مین بیڑیان

پناہ تجھسے نہ اے ناوک نظر مانگون — خدا سے روز نیا دل نیا جگر مانگون

ریاض دہر سے تخم وفا ہے جب معدوم
تو اپنے نخل تمنا سے کیا ثمر مانگون

عنایتین تری حد سے فزون ہین ایمالک
خوشی سے دیتا ہے جو چیز جسقدر مانگون

لکھون جو عارض تابان یار کی توصیف
تو آفتاب کے چشمہ سے آب زر مانگون

کسے ہی اپنی ریاضت سے منفعت کی امید
فلک گرائے گا بجلی اگر ثمر مانگون

مزا ہے اسمین کہ غمخوار خلق بنکے رہون
خدا سے مین دل محزون و چشم تر مانگون

یہی کہون کہ ملے عمر خضر قاتل کو
کوئی دعا تہہ خنجر بھی مین اگر مانگون

کریم دیتا ہے جو کچھ مرے نصیب مین ہے
گدا کی طرح سے کیون پھر کے دربدر مانگون

زکوٰۃ حسن مراحق ہے اے شہ خوبان
یہی نصاب ہے لون اوسطرف ادہر مانگون

نہ قدر جنس معانی ہو جنکو اے بلبل
بہا سمجھکے مین کیا اون گلون سی زر مانگون

بلند صورت قصر فلک ہے بام امید
ہوائے شوق محرک ہے بال و پر مانگون

یہ مدعا ہے زخود رفتگی تما وصل کی شب
جو ہون نہ مانگ سکون بنکے بے خبر مانگون

مسیح کو نہ کبھی دون دوا کے مین تکلیف
خیال یار سے دنزات دردسر مانگون

جو اب کے یہ دل مضطر کوئی حسین لے لے
تو پھر مین نام نہ لون اور نہ عمر بھر مانگون

ہین میرے واسطے آصف کے ہاتھ ابر کرم
صدف نہین ہون جو نیسان سے گہر مانگون

ق

کھلے ہین باب اجابت گئی ہی آدہی رات
ضرور دیگا جو مالک سے تا سحر مانگون

مشاعرہ مین مین جو لوگ سب کہین آمین
اوٹھا کے ہاتھ ادب سے جھکا کے سر مانگون

خلوص مانگ لون پہلی خدا سے دل کیلئے
پھر اوسکے بعد زبان کے لئے اثر مانگون

ہر ایک باب مین پھر خسرو دکن کے لئے
مدد رسول سے اللہ سے ظفر مانگون

جلیب حملہ اہل حسد سے خوف نہین
علم ہو تیغ گلے گر تو کیون سپر مانگون

کہنے سننے کا ہے کچھ لطف جو کامل بیٹھین
متحمل نہین دکھ سہنے کے ارباب صفا
باغ مین جھوم کے وصف گل عارض جو پڑہون
جوش آجاے محبت کا جو ہون چار آنکھین
دل سے رازق پہ بھروسا نہین منعم ورنہ
تیرا دل کیا ہے ستمگار لرز جائے زمین
آج مطرب بھی ہے اوٹھی ہی گھٹا بھی ساقی
عشق ابرو مین یہ کہتی ہے شہادت کی ہوس
ہے مشرف مجمع ناجنس پہ تنہائی کو
غیبت خلق خدا سنکے جو خوش ہون واعظ

ولہ

ایک ہی رنگ کے دو چار کہین مل بیٹھین
سب کے سب جان سے اوٹھ جائین اگر سول بیٹھین
چہچہے بھول کے شاخون پہ عنادل بیٹھین
آکے محفل مین جو وہ میرے مقابل بیٹھین
تجھسے بڑھ جائین جو ہوکر متوکل بیٹھین
صبر کے ساتھ جو غم کے متحمل بیٹھین
تیری مرضی ہو تو چلکر لب ساحل بیٹھین
شوق سے چلکے تہ قاتل خنجر قاتل بیٹھین
لطف صحبت ہی جو اقران و اماثل بیٹھین
آپکے پاس وہی عالم و فاضل بیٹھین

جبکہ تدبیر بھی تقدیر کو لازم ہے حبیب
فکر انجام سے ہم کسلئے غافل بیٹھین

سکہ ہمارا ملک سخن مین کہان نہین
بیٹھے ہین مطمئن کہ متاع جہان نہین
کیا بس کسی پہ بس مین جب اپنی زبان نہین
پژمردہ گل کو چھوڑ کے خارونکو دے جواب
خواہان جان زمانہ ہے بدخواہ خلق کا
بیداد کرکے شکوہ فریاد ہے ستم
ہے سالکان رفتہ کا حسن مشایعت

مالک ہین اوس زمین کے جہان آسمان نہین
ہر وقت فکر سود ہے خوف زیان نہین
افسانہ ہے وہ راز جو دل مین نہان نہین
قابل چمن مین رہنے کے وہ باغبان نہین
یوجی کے شعبدون کا کوئی قدر دان نہین
کیا یہ بھی تھا یقین مرے منہ مین زبان نہین
بیوجہ یہ غبار پس کاروان نہین

آزار رنج و غم ہے دل آزار کیلیے
ظالم کو قہر حق سے کہیں امان نہین!

مالک بدل دے یا سکو میری امید سے
بندہ پہ کوئی تیرے سوا مہربان نہین

خود اپنے خیر خواہ کو بدخواہ کر لیا
مردم شناس منعم نکتہ نشان نہین

پھیری چھری حقوق خلایق پہ بے خطا
دعوی ہے اسپہ پھر کہ ہین ایذا رسان نہین

شاہون سے کم نہین ہین گدا اوس جناب کے
جس در پہ دور باش نہین پاسبان نہین

برپا ہے تیری چال سے آشوب خلق مین
پھر کیا ہے قد جو فتنۂ آخر زمان نہین

دشوار ہو ثبوت محبت رقیب کو
کہدو جو تم جواب مین ای جان جان نہین

سہرا اوسکے سر ہے جسے چاہتی ہین وہ
دس پانچ اونکے چاہنے والے کہان نہین

پتھر سے اوسکو دیتے ہین تشبیہ اہل درد
جس دلکو لذت خلش جا و دان نہین

ہے مصلحت خموش رہو تم بہی ای حبیب
دنیا مین جب سخن کا کوئی قدردان نہین

خون عشاق ہو جب وجہ بہار دامن
کیون نہو دامن گل آئینہ دار دامن

بنگئی وان مری آنسو کی شرارت بجلی
اوڑکے لپٹا جو رگ ابر سے تار دامن

روز اوٹھتے رہین تا حشر بگولے ای چرخ
جہاڑ دون مین جو سر راہ غبار دامن

رتبہ عاشق کا بڑہا خلعت آزادی سے
کل جو تھی دل کی خلش آج ہی خار دامن

عمر رفتہ کے لیے روتی ہین آنکھین دن رات
پوچھنا اشک ندامت کا ہے کار دامن

نہین فرصت ہی گریبان سے جو فرصت ملجائے
ایجنون تو نے کیا کیا ابھی کار دامن

شمع امید رکھین گے تہ فانوس خیال
گر ہوا سے نہین ممکن ہے قرار دامن

اشک مظلوم کی تاثیر سے ڈر ای ظالم
خرمن عیش کو پھونکین نہ شرار دامن

چمن آرائے جہان سے نکرو قطع اُمید
ہوگی کثرت گل مقصود کی بار دامن

کیا بچیگی اسے وحشت مین جو پہونچا آسیب
حبیب کہتے ہین جسے ہی وہ جوار دامن

گر سے رحمت کا سبب خوف خدا سے رونا
دہوئیگا ظلمت عصیان کو فشار دامن

جنکو سمجھا ہے جہان خون جگر کے دہبے
چشم عاشق مین وہ ہین نقش و نگار دامن

درد والے تو اسے انکہون پہ رکہتے ہین حبیب
تمنے وحشت مین کیا کچھ نہ وقار دامن

بے ہنر نازان ہون کم قدر ہنر ایسی نہین
جلیسے تو سمجھا ہے دولت بیخبر ایسی نہین

تو بنے جنت کا مالک ہم رہین وقف عذاب
واعظا کوئی حدیث معتبر ایسی نہین

صبر آسان ہے پہ دل ہین درد ناکامی نہو
کوئی صورت ظاہرا اسے چارہ گر ایسی نہین

منزل مقصد قرین ہے گر ہو ہمت رہنما
جانگزا سالک کو تکلیف سفر ایسی نہین

جسمین جا تیری نہو جس مین ضیا تیری نہو
کوئی دل ایسا نہین کوئی نظر ایسی نہین

کیا مکرم ہوگا وہ جسمین نہین خلق و کرم
خوئے نیک و بد سے خلقت بیخبر ایسی نہین

ہوگی کیونکر زندگی بے رنج راحت مین بسر
رک سکے تیغ قضا جس سے سپر ایسی نہین

پہنس کے دنیا مین ہو کیا امید حسن عاقبت
اسطرف جیسی توجہ ہے ادہر ایسی نہین

عشرت و شادی کا دن ہو یا شب ادبار و غم
جو نہ خود ڈہلجائے کوئی دوپہر ایسی نہین

جو نہو غربت مین میری شاہد یاد وطن
کوئی شام ایسی نہین کوئی سحر ایسی نہین

مصلحان قوم تیری قدردان ہین اے جلیس
عیب کو سمجھین ہنر انکی نظر ایسی نہین

جوان ہین نیک سیرت ہین حسین ہین
فقط وہ آشنا پرور نہین ہین

عجب صورت سے یہ جتنے حسین ہین
ہمارے خانہ دل کے مکین ہین !

یہ کیا بات جب دیتا ہون آواز
صدا آتی ہے وہ گھر مین نہین ہین

ٹھہرا یدل خبر آسے تو چلنا
وہ ہین بہی اپنے گھر مین یا ہین ہین

بہت گل بوٹے خود رو بھی نظر آئے
زمین کے نیچے کیا کیا نازنین ہین

بشر اور حور جنت کا تصور
یہ آنکھین بھی غضب کی دوربین ہین

تو ہی ہین دست کش پیری مین ہم سے
رگین ہاتھون کی مار آستین ہین

نہ تھے ہم لایق شہر و گلستان
جو اسے تقدیر جنگل مین مکین ہین

ہے جبکا ذکر شمع بزم احباب
وہ جلسے آج کل زیر زمین ہین

جگہ پائی تھی جن یارون نے دل مین
کئی اون مین سے اب زیر زمین ہین

نہین موقوف کچھ حسن و ادا پر
بہت باتین تمہاری دلنشین ہین

حبیب رند مشرب اور توبہ
ریا کے ہم کبھی قایل نہین ہین

نئے انداز پر الفت کی ساری داستانین ہین
یہ سچ ہے منہ ہین جتنے خلق کی اوتنی زبانین ہین

ہمیشہ دشمن راحت ہین ننگ و نام کی فکرین
اسی بیم و رجا کی وجہہ سے آفت مین جانین ہین

ہی شرط عقل لینت منمان کو وہ تمکین سے
یہ لعل بے بہا سے مدعائی دلکی کانین ہین

ملیگا جھک کے ملنے سے نشان منزل مقصد
خدنگ مدعا زہ کرنیوالی یہ کمانین ہین

عیان ہے تیری تیغ نظر کی وجہہ مردم پر
ادہر دیکھو تمہاری سرگین آنکھین فسانین ہین

طبایع جنکے مایل ہین ہمیشہ خاکساری پر
ہین رتبہ اونکی اعلیٰ اور ارفع اونکی شانین ہین

ہلا دیتی ہین دل باد صبا اٹکھیلیان تیری
وہ زلفین مرکب صبر و تحمل کی عنانین ہین

وصنوز ہاد کے توڑے نکیونکر نغمہ دلکش
طبیعت سبکی پلٹا لینی والی اونکی تانین ہین

خیال ابروو مژگان مین راحت ہو تو کیونکر ہو
یہ تیغین ہین دل عشاق کو اور وہ سنانین ہین

سخن بازاریون کا کہہ رہا ہے نکتہ سنجون سے
ہین پکوان اونین پھیکی جتنی یہ اونچی دکانین ہین

نہین جھکتی گدائے کوئے الفت بادشاہون سے
حبیب ان بینواون مین غضب کی آن بانین ہین

دل سے جو نام ترا لیتے ہین
وہی طاعت کا مزا لیتے ہین

لوگ جب نام مرا لیتے ہین
تیوری کیون آپ چڑہا لیتے ہین

کیا حلاوت ہے تری باتون مین
یاد کر کر کے مزا لیتے ہین

نظر آتی ہے جب اونکی تصویر
دل کے پردے مین چھپا لیتے ہین

مانتے ہین مرے عیسیٰ کو مسیح
درد کی یان سے دوا لیتے ہین

دیکھین انجام محبت احباب
اپنے سر کیون یہ بلا لیتے ہین

عشق کرتے ہین نہین عقل جنہین
جان کو روگ لگا لیتے ہین

ہوتے ہین سحر بیان سارے حسین
دل سے وحشی کو پھنسا لیتے ہین

دو نہ سایل کو خفا ہو کے جواب
بینواؤن کی دعا لیتے ہین

دور سے آئے ہین مشتاق جمال
بیٹھے رہنے دو یہ کیا لیتے ہین

کچھ ہے صحبت کا سلیقہ جنکو
بات بگڑی بھی بنا لیتے ہین

ہین ترے خوان کرم کے مہمان
جو غذا ملتی ہے کہا لیتے ہین

داد دیتے ہین سخن فہم حبیب
نظم کا ہم بھی صلا لیتے ہین

کہتا ہے جوش عجب و خودی سبکی کان مین
تجسا تو ایک بھی نہین سارے جہان مین

فطرت کو ناپسند ہے سختی بیان مین
پیدا ہوئی نہ اسلئے ہڈی زبان مین

محمود یون ہین عجز کے جملے بیان مین
تکبیر جیسے اوّل و آخر اذان مین

سمجھو اگر تو مدح سخن آفرین ہے وہ
کہہ جاتی ہین جو کچھ شعرا اپنی شان مین

چندے اسے ثبات ہے وہ بے ثبات ہو
اتنا ضرور فرق ہے نام و نشان مین

سمجھے گی جزو مبدء فیاض بنکے روح
اچھا نہ تھا وہ قید تھی مین جس مکان مین

تقلید چھوڑ دو جو ہے رنگ اونکا ناپسند
اچھے تھے کچھ کہو نہ بزرگون کی شان مین

بیچین کر رہی ہے ہمین آج کل کی فکر
اسکی خبر نہین کہ ہو کیا ایک آن مین

کیون ہون نہ ملکے خاک مین مشہور اہل وضع
بل کا نشان جلی یہ بھی رہتا ہے بان مین

پیش آئین انقلاب جہان سے وہ صورتین
گذری نہ تھین کبھی جو ہمارے گمان مین

کچھ کرلیا ہے طرز تکلم کا انضباط
رکھا ہی کیا ہے علم بدیع و بیان مین

تن کے قوی چلے ہین جوانی کی ساتھ ساتھ
اک شور الرحیل کا ہے کاروان مین

نکلا ہجوم یاس مین بھی مطمئن حبیب
کون اسکا ساتھ دیگا بھلا امتحان مین

اب تو قابو مین ہمارا دل ناشاد نہین
جو کہا تھا مرے جان کیا وہ تمھین یاد نہین

دیکھنا ضبط کبھی شکوہ بیداد نہین
لب پہ نالہ نہین شیون نہین فریاد نہین

جان دینا ہے تو پھر کون کرے کوہ کنی
یاد کیا حالت محرومی فرہاد نہین

کوچۂ عشق مین موجود ہے دل سا رہبر
یہ وہ مکتب ہے کہ جسمین کوئی استاد نہین

ہمنے گر کی ہے محبت تو ستم جھیلین گے
دوستو فکر ہے کیون حاجت امداد نہین

بہولے بیٹھے ہین کہان ڈہونڈہنے جائین دلکو
کب دیا کسکو دیا یہ ہمین کچھہ یاد نہین

غور کیجے اگر انکار دل آزاری ہے
غیر پر لطف و کرم کیا ہے جو بیداد نہین

جان لے لیتے ہو عاشق کی کسی ڈہب سے ہہی
یہ کہی خوب ستم پیشہ ہین جلاد نہین

رنج ہین فکر و تردد کا ہے وحشت انجام
کچھہ بجز صبر دوا ے دل ناشاد نہین

ہمکو رسوا بہی کیا خود بہی جوانی نہ رہی
کیا ہے یہ باغ اگر جنت شداد نہین

شکل دکہلا کے وہ دیوانہ بنا لیتے ہین
آدمی زاد ہین کہنے کو پریزاد نہین

حسن کی گرمی بازار ہے معشوقون سے
آئین کیا قمریان گر باغ مین شمشاد نہین

ولولے دل کے گئی ساتھہ جوانی کی حبیب
اب مری طبع مین وہ قوت ایجاد نہین

ہین غنی جنکو کوئی اور سہارا ہی نہین
سر پہ لین غیر کا احسان یہ گوارا ہی نہین

ہوگیا ہون ہمہ تن وصل مین وقف حیرت
اوسکے آگے مجھے کچھ کہنے کا یارا ہی نہین

اک زمانہ تہا کہ ہم رہتے تھے قابو د پیر
اب تو یہ حال ہے گویا یہ ہمارا ہی نہین

وصل سے بحر کے وابستہ ہے قطرہ کی بقا
بے ملے اون سے کسیطرح گذارا ہی نہین

اجل آجاے کہ قربت پہ یہ دوری نہ رہے
وحشت دل کا کوئی اور تو چارا ہی نہین

آشنا کہتے ہین کیا ہوگا تمہارا انجام
سچ تو ہے بحر محبت کا کنارا ہی نہین

ہے وہ موجود مدد کے لئے غافل تو نے
دل سے مالک کو مصیبت مین پکارا ہی نہین

ہون مین مشغول اُدہر گہرتے ہین کیون احباب
شب کا مہمان اہی گہر سے سدہارا ہی نہین

ہر جگہہ اب تو ضرورت کی ملاقاتین ہین
دوستون مین روش لطف و مدارا ہی نہین

یہ اثر اون پہ ہوا میری پریشانی کا
مدتون کاکل مشکین کو سنوارا ہی نہین

جب نہ منظور ہوا کدم بھی مرے دلکی خوشی
کیوں نہو جائے یقین یہ تمہین پیدا ہی نہین

کیا کہین لطف غزل ساتھ جوانیکی گیا
رونق باغ ہو کیونکر چمن آرا ہی نہین

سنے زبان جنس محبت کی خریداری مین
لاکھ کد کیجئے اسمین کبھی وارا ہی نہین

کوششین کرتے ہین اب وہ مری بربادی کی
اپنے کوچہ سے اوٹھانے کا اشارا ہی نہین

قابل قدر تھے جو لوگ وہ نالان ہین حبیب
حال کچھ لایق افسوس تمہارا ہی نہین

اونھین رحم آگیا دیکھین جو میری اشکبار آنکھین
کدورت دہو گئی دلکی ہوئین جسوقت چار آنکھین

محرک تھین بہت شکوہ کی وقت انتظار آنکھین
مگر بت بنگئے ہم ہوگئین جب اون سی چار آنکھین

وہ آنکھوں مین رہنگی اور وقف انتظار آنکھین
نہ خواب آئیگا محشر تک نہ ہونگی اونسی چار آنکھین

ہزارون راہ تکنے والے زیر خاک پنہان ہین
نہ نقش سم رہوار ہین اسے شہسوار آنکھین

کریگی رشک کس کس کا بہلا فصل بہار مین
تماشائی ہین روئے گل کی اے نرگس ہزار آنکھین

اوٹھین لو اونگلیان پہر میری وزدیدہ نگاہون پر
نظر کرتے ہی تمپر ہوگئین بے اعتبار آنکھین

وہ بگڑے ہین سوال وصل پر کچھ بن نہین پڑتی
پریشان دل ہے جیس دست دعا مین اشکبار آنکھین

مری افسردگی اکدم مین شادابی کا خون کردے
لہو ہو کر بہی اوٹھین جو سوے لالہ زار آنکھین

خدا کیواسطے ساقی شراب روح پرور دے
گل نمدیدہ نرگس نہی ہین پر خمار آنکھین

تمہاری چشم شہلا کی اداؤن سے یہ ظاہر ہے
سمٹ کر بنگئی ہے گردش لیل و نہار آنکھین

وہ پڑہنے فاتحہ آ تو لگو اب چھپ چھپکے آتی ہین
چراغ طاق بالین کیون نہون بہر مزار آنکھین

ہر اب سیل خونین ہی سواد چشم عاشق مین
تن خاکی مین عمر رفتہ کی ہین یادگار آنکھین

نہ کیونکر خاک چہانون رات دن صحرائے وحشت کی
ہر اکدم ڈھونڈھتی ہین یار کی در کا غبار آنکھین

کیا برباد طفل اشک تو نے صبر طاقت کو
کرینگی تجھکو یونہین خشک دیدیکر فشار آنکھین

حبیب خستہ خاطر کو ذرہ صورت تو دکھلا دو
نہ ہوگا دسترس گر دور سے کرلینگی پیار آنکھین

نگاہ مہر سے وہ دلکو آئینہ بناتے ہین
ضیا ہوتی ہے پیدا داغ سودا اٹھتی جاتی ہین

کسی پر لعنت کیا ہوگی تیرے دیکھنے والی
کہ پیش از مرگ وہ بنیاد ہستی کو مٹاتی ہین

تجلی گاہ انوار حقیقت دیکھنے والے
فروغ ظاہری کو بھی کہین خاطر مین لاتی ہین

ہدایت نام ہی اسکا کہ دل خود طالب حق ہو
یہ واعظ آہکے سخت و سست وقت پناگنواتی ہین

قدم وحشت ہر اک نقش قدم ہمکو بیابان سے
جو سنجیدہ ہین وہ اجزا اسے کلیے بناتی ہین

برابر ہین جہانکی تلخ و شیرین زشت و زیبا ست
او نہین جنکو شراب ناب الفت وہ پلاتی ہین

ہوا سے جلوہ فرما کون یارب منزل دل ہین
وہ ارمان جو نہان تھی مدتون سے نکلی جاتی ہین

قیامت ہین یہ زاہد بھی خدا کی اپنے رحمت ہو
سبیل مغفرت پوچھو اگر سو کہی سناتے ہین

سمجھتے ہین مجھی دیوانہ دیکھو چارہ سازونکو
نہین سینے کو ہین وہ زخم اپنہ مسکراتی ہین

حبیب ان آنسوؤن سی دلکی سوزش کم نہین ہوتی
تعجب ہی مجھے آنکھون مین کیون بیسود آتے ہین

ذرا حسینونکی الفت بھی آزماتے ہین +
ہم اپنے مرنے کی جھوٹھی خبر اوڑاتی ہین

یہی جواب ہے پڑھ پڑھ کر خط بجائی جواب
ہمارے نام کو لکھ لکھ کے وہ مٹاتی ہین

ریاض دہر سے مہر و وفا کے گل چنکر
ہمیشہ جامۂ اصلی کو ہم بساتے ہین

ہوئے ہین شیب مین یون داغ عشق افسردہ
چراغ وقت سحر جیسی جھلملاتے ہین

وطن کے ذکر سے دیتے ہین قلب کو تسکین
جہان سفر مین کوئی غمگسار پاتے ہین

تعلقات خلایق ہین سب ودلیعت دہر
تمہاری واسطے ایمان کیطرح دل کو
سلوک وہ ہی ستو وہ جو حسب عادت ہو
نہ آ عروج سے بستی مین مثل گوہر اشک
نہین ہی یاد رخ یار دلمین ہم شب ہجر

نہ ساتھ لاتے ہین کچھ اور نہ لیکے جاتی ہین
ہر اک حسین کے ہاتھون سی زخم کہاتی ہین
کریم بھی کہین احسان زبانپہ لاتے ہین
گرے ہوئے بھی کہین آنکھہ مین سماتی ہین
چراغ خانۂ امید مین جلاتے ہین

حلبیب خاطر احباب سی ہی شغل سخن
وگرنہ ابتو خموشی مین لطف پاتے ہین

گمان یہ جسنے کیا غلط ہے جو دور ہے وہ کہان نظر مین
جو شئے نہان ہے کسیکے دل مین نہو گی کیون کر عیان نظر مین
ہوئے نہ ہم روشناس راحت طلسم غم تہا جہان نظر مین
سبک رہا نشۂ فنا سے ہمیشہ خواب گران نظر مین
شباب کے ساتھ دلسے گیا ہے شوق نظارہ بازی
کشش کا دعوی تہا ہمکو جسپر رہی وہ قوت کہان نظر مین
وہ لطف صحبت وہ پیاری باتین بہلا نہ کسطرح یاد آئین
ہمیشہ ڈہونڈ ہین گی تمکو آنکہین رہوگے ای رفتگان نظر مین
ہوئی ہے کل قوم پست ہمت نہین ہے باقی کسی مین غیرت
پکارتے ہین نفاق ونخوت ذلیل ہین میر وخان نظر مین
نہ گر لگاتے جنون کی تہمت تو تہی خموشی کی سخت زحمت
مین کس سے کہتا یہ دلکی حالت نہین کوئی رازدان نظر مین

چھدا ہے دل طعن اقربا سے نہین ہے کچھ فائدہ دوا سے

جو آنکھہ جھپکی کسی ہوا سے چمک گئین بجلیان نظر مین

قفس مین بلبل کو کب ہے راحت ہمیشہ صیاد کی ہے صحبت

جو نیند آئی تو تھی یہ آفت پھرا کیا باغبان نظر مین

عزیز فرصت گھٹا رہے ہین نشان دولت مٹا رہے ہین

متاع ہستی لٹا رہے ہین نہین ہے سود و زیان نظر مین

جو اہل اسلام آتے آتے ذرا حمیت عرب کی لاتے

تو آج اتنا ذلیل ہوتا کبھی نہ ہندوستان نظر مین

عجب جگہہ ہے سراے دنیا گیا جو آگے وہ پھر نہ پلٹا

مٹا ہے اون سب کا نام کیسا ابھی ہین جنکے نشان نظر مین

بڑا ہے کہو کسطرح طبیعت کہان سے لائی ہین خیال رفعت

دکھائین کسکو سنائین کسکو نہین کوئی قدردان نظر مین

حبیب وہ دن کریم لائے کہ مدعاے دلی بر آئے

مثال کحل بصر دکھاے اثر تمہارا بیان نظر مین

ہے یہ کیا پھیر سمجھہ مین میری آتا ہی نہین

کیا ہوا دلکو محبت مین بتون کی یارب

تیرے کوچہ مین قیامت کی کشش ہے ظالم

کیا کہون ہیچ مدانی سے ہون ایسا ناچیز

خاک امید کرون اوس سے کسی باتکی مین

وہ گیا دل سے خیال اوسکا تو جاتا ہی نہین

ایسا بھٹکا ہے کبھی راہ پہ آتا ہی نہین

جب سے آیا ہون یہان گھر مجھے بھاتا ہی نہین

مین کسی شخص کی آنکھون مین سماتا ہی نہین

اپنی خاطر مین کبھی جو مجھے لاتا ہی نہین

نوجوانو سے ستم گر نکرو قدر شباب
یہہ وہ معشوق ہے جاکر کبھی آتا ہی نہین

نیکنامی بھی وہ دولت ہے اگر غور کرو
نہ ملے خاک مین جبتک کوئی پاتا ہی نہین

دیدنی ہوتی ہین ارباب غرض کی آنکھین
جنکو مطلب کے سوا کچھ نظر آتا ہی نہین

چارہ سازونکو کسی فکر کا موقع کیا ہو
بات دلکی مین زبان پر کبھی لاتا ہی نہین

اشک خونین کی شرارت سے تعجب ہی مجھے
یہ کسیوقت لگی دل کی بجھاتا ہی نہین

کیا رقیبونپہ ملے رشک کا موقع مجکو
مُنہ وہ ایسونکو کسیوقت لگاتا ہی نہین

نالہ دلسے رسائی کی کرون خاک اُمید
یہ مرے طالع خفتہ کو جگاتا ہی نہین

گر کہین کچھ تو سنے کون حبیب میخوار
دیکھتے ہین کہ کبھی ہوش مین آتا ہی نہین

تصور زلف کا ہے اور مین ہون
قیامت سے بلا ہے اور مین ہون

مرادل جاچکا ہے اور مین ہون
غضب کا سامنا ہے اور مین ہون

کہان آسایش و آرام و راحت
غم و رنج و بلا ہے اور مین ہون

کیا گر قتل اے قاتل نہ مجھکو
تو تو روز جزا ہے اور مین ہون

پس مردن بھی آے غارت گر خلق
یہی کوچہ ترا ہے اور مین ہون

خفا مین زندگی سے ہون یہ مجھسے
بس اب شوق قضا ہے اور مین ہون

کہا دل نے شہید دست قاتل
چمن مین اک حنا ہے اور مین ہون

حبیب کبریا دونون جہان مین
تمہارا آسرا ہے اور مین ہون

جا سکے زاویہ نشین نہ کہین
دلگی چاہیئے کہین نہ کہین

ایسی باتین جو ہمنے کین نہ کہین
کہہ کے بدنام ہو تمہین نہ کہین !

کیا برباد مجھکو کیا اسے چرخ
ایک تربت کی تھی زمین نہ کہین

ترشروئی کی خو ہے بدمنعم
سرکہ بنجائے انگبین نہ کہین

جوش خون ہے رگون مین دو نشتر
ہون یہی مار آستین نہ کہین

وان رقیب نظر ہے آرایش
ہو حیا غازہ جبین نہ کہین

دیکھ قاتل سنبھل کے پھیر چھری
خون مین بھر جائے آستین نہ کہین

میرے شکوے تو تمنے سب ہی کئے
اور وفاداریان کہین نہ کہین

کیا ہے غربت مین قید اہل وطن
دیکھین صحبت کوئی یہین نہ کہین

جو جفا ہم پہ کی عیوض اوسکا
تمکو ملجائیگا کہین نہ کہین +

بیخبر ابتدا مین تھے عشاق
پھر وہ عیاریان چلین نہ کہین

خوشش بیانی کا اون کی کیا کہنا
ویسی باتین تو پھر سنین نہ کہین

دوستون کی طرف سے ڈر یہ رہا
ٹھہرین اسنکے عدو ہمین نہ کہین

اونکی بدگوئیان کبھی نہ سنین +
اپنی ناکامیان کہین نہ کہین۔

کیون علایق بڑہا رہے ہو حبیب
رنج ہو وقت واپسین نہ کہین

ادا سے رکھتے ہین اسطرح وہ حباب مین پاؤن
کہ جیسے مست رکھے نشۂ شراب مین پاؤن

تمام عمر رہے قید اضطراب مین پاؤن
جمے کبھی نہ فلک تیرے انقلاب مین پاؤن

پہن کے کفش زری راہ جب وہ چلتے ہین
دولہن کی منہ کو خجل کرتے ہین نقاب مین پاؤن

خطر ہے عالم پیری و بار عصیان سے
نہ لڑکھڑائین کہین حالت حساب مین پاؤن

مبارک اے دل پامال ذوق پامالی
رخ اسطرف کو ہے رکھتے ہین وہ رکاب مین پاؤن

نجات کیلئے کیون لطف زندگی کھوئین
رہ ثواب مین رکھتے نہین شتاب مین پاؤن

پھرے تلاش مین تیری سگئے نہ دیر و حرم
دم سوال کہین سگئے یہی جواب مین پاؤن

چھپا جو ابر مین مہر فلک نظر آیا
حنا ملی تری یاد آئے طشت آب مین پاؤن

اسی خیال مین گردون کو مین رہا نگران
عیان ہے یہ رخ خورشید یا سحاب مین پاؤن

لطافت رخ تابان یار کا کیا ذکر
نہ چشم حور نے دیکھی ہون ایسی خواب مین پاؤن

پتہ نہ پوچھئے آوارگان وحشت کا
جدھر کو اوٹھ سگئے ہنگام اضطراب مین پاؤن

نہ ٹوٹین شیشہ و ساغر سنبھل کے چل ساقی
بہک رہے ہین ترے نشۂ شراب مین پاؤن

یہ جوشش غصہ و غم تھا فراق ساقی مین
ٹپک سکے شیشہ کو مارا خم شراب مین پاؤن

رہ صراط جو باریک ہے تو خوف نہین
ہین مستقل مرے عشق بوتراب مین پاؤن

خدا کے سامنے کس منہ سے جائیگا حبیب
رہے خطا پہ نہ رکھا رہ ثواب مین پاؤن

رنگ ہستی دیکھکر خیرہ نگاہین ہوگئین
قصہ و افسانہ اگلی رسم و راہین ہوگئین

رہنما شوق نہان کی سرد آہین ہوگئین
میرے دل سے اونکی دل تک صاف راہین ہوگئین

طائر وہم بشر کا تھا گذر جن مین محال
مسکن زاغ و زغن وہ بارگاہین ہوگئین

ذوق عصیان نے کیا تاریک دل تیرہ دماغ
مسجدین افتادہ ویران خانقاہین ہوگئین

دیکھ ہر پردہ سے کشتون کے مرقع کا ورق
تیری آنکھین او ستمگر صیدگاہین ہوگئین

عجب و نخوت نے دکھایا سرکشون کو روز بد
فرش پا انداز سے بدتر کلاہین ہوگئین

منعمون نے کچھ نہ دیکھا جز ہجوم حرص و آز
پادشاہون پر مسلط یہ سپاہین ہوگئین

قافلے زیر زمین جانیلگے مشتاق دید
جانستان کس شوخ کی نیچی نگاہین ہوگئین

قشقۂ صندل جو کھینچا بعتان ہندنے
خوشنما ابرو کی تیغون پرنباہین ہوگئین

باغ مین اپنے چلی ایسی سموم اختلاف
جلگئے گلزار خاکستر گیاہین ہوگئین

شامت اعمال نے گھیرا ہی دیکھو ای حبیب
بن پڑی کچھ پھر نہ کچھ گر بند راہین ہوگئین

بہت ہم بتونکے ستائے ہوئے ہین
خدائی کی آفت اُٹھائے ہوئے ہین

یہان شوق دیدار مین دل طپان ہے
حجاب اونکو ہے سر جھکائی ہوئے ہین

تری یاد مین اے شہ ملک خوبی
فقیرون کی صورت بنائے ہوئے ہین

تو جھسے غیرونپہ اور مجھ سے نفرت
غضب کے سکھائے پڑھائی ہوئے ہین

تڑپنا نہین بے سبب اپنا ہر دم
کلیجہ پہ کچھ چوٹ کھائے ہوئے ہین

پسین کسطرح سے نہ دل عاشقونکے
وہ تلوون مین مہندی لگائے ہوئے ہین

ندامت ہوئی ہے جفا کرکے ہمپر
پشیمان ہین گردن جھکائی ہوئے ہین

بتونکو نہ پوچھو کرد اوس کو سجدہ
کہ جسکے یہ پتلے بنائے ہوئے ہین

غرض کچھ نہین ہمکو دیر و حرم سے
ترے در پہ بستر لگائے ہوئے ہین

تری یاد مین جب سے بیٹھے ہین پیارے
دو عالم سے دلکو اوٹھائے ہوئے ہین

کہین جو زبان سے یہ لازم ہے سُنلو
تمہارے ہی تو منہ لگائے ہوئے ہین

کہان جائین اوٹھکر کہ مدت سے ہم تو
ترے در پہ دھونی رمائے ہوئے ہین

جلین کیون نہ ہر شب کہ اک شمع رو سے
بہت دن ہوئے لو لگائے ہوئے ہین

وہ تکئے جو شب زیر سر تھے تمہارے
ہم اپنے گلے سے لگائے ہوئی ہین

حبیب آج کیا دل پہ گذری بتادے
کہ آنسو ترے ڈبڈبائے ہوئے ہین

ہمیشہ خوگر اندیشہ دوری منزل ہون — تحمل کش ہے وہ بار گران مین جسکا حامل ہون
سراپا یادگار حالت مایوسی دل ہون — تڑپنے کی سکت باقی نہین جسمین وہ بسمل ہون
نہین آسان چلنا راہ ناہموار الفت مین — لحد ہر گام پر کہتی ہے آمین پہلی منزل ہون
بنا کر تختہ مشق صبر ناحق خون کیا دل کا — کسیکو کیون کرون بدنام مین خود اپنا قاتل ہون
تری مرضی پہ یارب منحصر ہین خواہشین میری — زبان تک حرف مطلب لا نہین سکتا وہ سایل ہون
اسیران بلا کا ہمنشین سخت جان ٹھہرا — مین اس اندوہ سی گرم فغان مثل سلاسل ہون
جگا کر تھک گئے آخر سدہارے قافلہ والے — نہین پروا جسے شور قیامت کی وہ غافل ہون
ہر اکدم وصل کی شب کا سمان ہی چشم عاشق مین — اشارہ سب سی ہین دیکھوین کس لیلی کی محمل ہون
نہین افتادگی بحر جہان مین وجہ آشایش — ہمیشہ وقف سیلاب فنا مانند ساحل ہون
مری ہر آرزو کہتی ہی یہ دل مین گرہ ہوکر — نہ حل ہو جو وہ عقدہ ہون نہ آسان ہو وہ مشکل ہون
سدا برق حوادث جس سی دل مین لاگ رکہتی ہی — مین وہ محسود خرمن ہون مین وہ مخدوش حاصل ہون
جو نادم ہو گنہ پر رحمت حق اوس سی کہتی ہے — نہین گو بہرے قابل تو مگر مین تیری قابل ہون
تب غیرت جلاتی ہے سیہ کاری رلاتی ہے — پر پروانہ ہون داغ جگر ہون شمع محفل ہون
نہین کچھ منحصر آئینہ و تصویر پہ حیرت — دکہا دون مین یہی عالم اگر اوسکے مقابل ہون
چمن پیرائے باغ آرزو تہا اک زمانے مین — پر اب اندوہ مایوسی سے ہمصورت عنادل ہون
سر سودا زدہ کہتا ہے دیکھو لوح پیشانی — بنا ہے جو محل دردناکامی وہ منزل ہون
بساط دل مین کہتا ہی ابھر کر داغ محرومی — حبیب خستہ جان مین کشت ناکامی کا حاصل ہون

بہار آئی ہے پھر وحشت فزا نالے نکلتے ہین — جگر سے دل سے پھر آتش کی پرکالے نکلتے ہین

چمکتے ساتھ روے یار کے بلے نکلتے ہین — تماشا ہی کہ گرد اک مہ کے دو ہالے نکلتے ہین

نہین آنسو تمہاری جستجو مین روز پھرنے سے — نگاہ تیر زد کے پاؤن مین چھالے نکلتے ہین

ہماری خون کی گرمی سے آب تیغ گھٹتی ہی — جو چھو جائے لب سوفار مین چھالے نکلتے ہین

تقاضائے سفر کی حد بھی اے فکر معیشت ہے — وطن کو چھوڑتے ہین گھر سے اچھالے نکلتے ہین

زمانہ مین تلاطم ہے ترے وحشی کے مرنے سے — کف افسوس ملتے دیکھنے والے نکلتے ہین

بس اب چندے ہون مہمان زندگی کی کون صورت ہے — اوترتی جب ہین پہاہی زخم دل آلے نکلتے ہین

تماشا ہجران عشق کا جنکو خوش آتا ہے — ذرہ کوئی او نہین کوٹھے پہ بلوا لے نکلتے ہین

تمنا ہے جو صحت کی مریض عشق آ جلدی — مسیحا کو دل بیمار دکھا کے نکلتے ہین

دکھا کر مجھکو غیرون سے وہ کہتے ہین ٹھہر جاؤ — یہ جو بیٹھا ہے در کے سامنے جالے نکلتے ہین

بلائین لینگے اون زلفون کی شبکو خواب دیکھا ہی — ہمارے ہاتھون مین ڈسنی کو دو کالے نکلتے ہین

جنازہ کی رہ پہ کسکے خانہ ہاے چشم مردم سے — تصدق کو در شہوار کے مالے نکلتے ہین

حبیب ابر الم کیا تر کریگا دامن عشرت
ہوائے صبر کے چلتے ہی چھالے نکلتے ہین

نہ بھولینگے ریاضت کو ہماری خوشہ چین برسون — رہی ہے کشت زار جنس معنی ہر زمین برسون

عجب دن وہ بھی تھے جب الفتین باہم رہین برسون — جفائین تم نے کین برسون وفائین ہمنے کین برسون

خدا لائے نہ وہ دن مدتون فرقت مین روئی ہین — کف سیلاب چشم تر رہی ہے آستین برسون

کبھی سینہ پہ رکھا گاہ آنکھون پہ پئے تسکین — قبائے گل کو ہم سمجھے تمہاری آستین برسون

عجب حالت سے رکھا تھا جنون کی دستگیری نے — رہا ہی تا بدامن میرے جامہ کی آستین برسون

ستمگر ہے نشان ظلم تیرا جامۂ پر خون
سر میدان اوڑیگی سینکے پرچم آستین برسون

چڑہا لے کہنیون تک تیغ نہ ڈوبے خون ناحق مین
چہپائیگی و گرنہ جیب مین منہ آستین برسون

نہ ہو ہوتا نہین پیری مین گرکچہہ دست و بازو سے
یہ شاخین بے ثمر اب ہین مگر پہولی پہلین برسون

کہین دلبستگی ہوتی تو کیون فرقت مین سر دہنتا
رہی ہو کر جدا بہی میر آنکہون مین تہین برسون

بہار گل کی صورت تہا شباب انکا بہی مستعجل
غضب ہوتا جو رہتی ایک حالت پہ حسین برسون

مخالف ہونگے کیون عادات تحقیق و ہدایت کے
بہری ہین دل مین وہ باتین جو کانون سنین برسون

تجہی لازم نہ تہی اسطرحکی دلبستگی بلبل
ارے نادان رہا ہے موسم گل بہی کہین برسون

خجل ہے مہر عالمتاب خاک اہل باطن سے
ہر اک ذرہ رہیگا مطلع نور یقین برسون

فروغ نظم سے اس عالم تاریک مین اخوند
رہیگا نقش نام اپنا دلونپر بے نگین برسون

حبیب رند کعبہ کو چلا ہے دیکہیے کیا ہو
بتونکے سنگ در پر رہ چکے اسکی جبین برسون

کسیکے وصل کی ہمکو رہی ہے آرزو برسون
اسی امید مین روئے ہین آنکہون سی لہو برسون

سمجہ لو گر دل رنجیدہ پر بیداد کرتے ہو
وہی سے ہے یہ رہی حسین تمہاری آبرو برسون

غریق قلزم زخار ہجران کو نہ موت آئے
رہا طوفان اشک چشم خونین تا گلو برسون

وہ کہتی ہے سہی قد اور یہ نازک بدن تجکو
رہیگی بلبل و قمری مین اسکی گفتگو برسون

خم و پیمانہ توڑا محتسب نے گر تو کیا حاصل
یہ توبین توڑیگا خون دختر رز سبکے وضو برسون

جلا سکتی ہے کیا نار جہنم اوسکے پیکر کو
حریم دلمین جسکے رہ چکا ہے یار تو برسون

بجا ہے اس تصور مین جو لوٹین سانپ سینہ پر
اسے سمجہی ہی نافہ اپنا زلف مشکبو برسون

خیال اکسو ہوا جب ملگیا تہی آرزو جس کی
عبث عمر اپنی کہوئی ہمنے پہر کے چارسو برسون

نہ بہکی ہین نہ بہکینگے جو عالی ظرف ہین ساقی
کوئی چھیڑے نہ گر چھلکتے نہین جام و سبو برسون

حباب آسا یہ نقش زندگی ہے بحر ہستی مین
وہ کوشش کیجیے باقی رہے نام نکو برسون

نہ طشت از بام ہو کیونکر مری وحشت کا افسانہ
جدا ہو جب مقابل رہکے اک آئینہ رو برسون

ہر اکجا ہند مین شاہ دکن کا فیض جاری ہی
رکھینگے سبز باغ قوم کو جیسے آبجو برسون

کیے ہین خار غم نے ایسی پرزے دامن دل کے
بچا ہے گریہ قدرت نہین ممکن رفو برسون

بچے حیران کیا نرگس یہ کسکی چشم شہلا نے
رکھا سنبل سمجھکے کس لف نی ژولیدہ مو برسون

رہیگا مدتون کیف شراب وصل فرقت مین
بچائیگی ہمارے پیرہن سی تیری بو برسون

تمہاری ململی پوشاک کی خوبی نہ آئیگی
لباس گل کی شبنم گر کریگی شست و شو برسون

حبیب مبتلا سے جیتے جی ملجاؤ تم ورنہ
ہوا گر خاک یہ ذرے کرینگے جستجو برسون

عقدہ لاحل کا کھلنا اپنے امکان مین نہین
کیا ملیگی وہ جو شے تقدیر انسان مین نہین

دیکھلے طاقت یہ چشم پیر کنعان مین نہین
یاکہ نور دیدہ اوسکا چشم زندان مین نہین

حال کچھ دست جنون سے میری دامان مین نہین
تار چاک دل کے سینے کو گریبان مین نہین

پھر ہر معلول جب علت کا ثابت ہی لزوم
کیا ہے جلوہ تیرا گر مہر درخشان مین نہین

کردے جائز بت بیباک تو نے جو ستم
سختیان یہ مذہب گبر و مسلمان مین نہین

پھر چلایا سنگ تیغ اصفہان کو ترک نے
سرمہ کا ڈورا یہ چشم مست جانان مین نہین

غرق حیرت ہون تجھے انکار ہے اوج حسن
پھر کہان ڈوبا جو دل چاہ زنخدان مین نہین

بیخبر اپنی جگہ پر مطمئن بیٹھے ہین وہ +
کچھ اثر شاید ہماری آہ سوزان مین نہین

اپنے جس بندے کو چاہی دی چمن آرائی دہر
کچھ اجارہ زاہدون کا باغ رضوان مین نہین

تھا حبیب وحشی وبی خانمان کل تک وہان
آج پر اوسکا پتا گور غریبان مین نہین

نہ اوٹھائی سختی ہجر گر تو وصال کا بھی مزا نہین۔
نہ ہوا مرض مین جو مبتلا کبھی اوسکو قدر دوا نہین
یہ ہمارے تار نگہ ہین یا رگ گل سے بند قبا نہین۔
ہین شفق مین مہر چھپے ہوئے تری دست و پا مین حنا نہین
مین وہ گل ہون گلشن دہر مین جو ہمیشہ صرف خزان رہا
کھلے جس سے غنچہ آرزو چلی ایسی کوئی ہوا نہین
تپ ہجر نے ہمین کر دیا یہ ضعیف وخستہ وناتوان
کہ قضا بھی آکے پلٹ گئی نہ کھلا یہ ہی کوئی یا نہین
یہ مقام شکر کا ہے دلا کہ کشش نے تیرے اثر کیا
مجھے خوب یاد ہے آجتک وہ کسی سے اتنا کھلا نہین
وہ جفا زمانے نے ہمپہ کی کہ خیال جسکا نہ تھا کبھی
یونہین تھی مشیت ایزدی ہمین کچھ کسی سے گلہ نہین
ہے وہ زلف آفت جان تری اوسے مارا جسکے گلے لگے
پھنسے آکے زاہد ومتقی کوئی اس بلا سے بچا نہین
جو ہمیشہ مایل داغ تھا ہمین جسپہ سارا دماغ تھا
سہین کیونکر اب ستم بتان وہ ہمارا دل ہی رہا نہین
چمن جہان کی جو سیر کی تو حبیب ہمپہ کھلا یہی۔

ہین ہزار رنگ کے گل یہان پہ کسی مین بوے وفا نہین

سمجھا کوئی نشیب و فراز جہان کہان
نسبت ہے کچھ زمین کہان آسمان کہان

اے دردِ ہمکو چین نہ تہہ آسمان کہان
اے مرگ تو نہ آئیگی جبتک امان کہان

اے اضطرار صبر و سکون کالعدم ہوئے
اے انتشار عافیت جاودان کہان

اے درد سینہ کو بئے بیسود تا کجا
اے داغ چارہ ساز غم رفتگان کہان

ایدل مآل جامہ دری تہی برہنگی
سودا اسے زلف مین سر سود و زیان کہان

غمخواریان ہین حضرت واعظ کی ظاہری
چہتی ہی اہل درد کی طرز بیان کہان

سردی نفس کی کہتی ہے رخصت ہوا شباب
دل بجھگیا وہ گرمی عشق بتان کہان

اتنا بھی رہروان عدم کو نہین خیال
رہ رہ کے ہو رہا ہے یہ شور فغان کہان

کانٹے نظر مین عاشق مژگان کے خار ہین
ہے ان مین لذت خلش جاودان کہان

سب ہمصفیر راہی باغ جنان ہوئے
دل جسکو ڈہونڈہتا ہے وہ صحبت یہان کہان

ایدل جو ہو گیا وہی بہتر تہا شکر کر
دیکھی ہین تو نے چرخ کی نیرنگیان کہان

کرتا ہے دل سے میری محبت کا کب یقین
ساکت قسم پہ ہوتا ہے وہ بدگمان کہان

پوچھو نہ کچھ وفا کی بھی مٹی خراب ہے
منظور ساتھ غیر کے ہے امتحان کہان

آئی بہار توڑ قفس عندلیب زار
پہلے یہ پوچھ گل سے بنے آشیان کہان

پیتا ہون ڈرتے ڈرتے ذرا سی کہی کبھی
گذرا شباب اب وہ سیہ مستیان کہان

نااہل کے مطیع ہوئے اہل وضع کب
ممکن ہوا تتبع وضع جہان کہان

صدمہ ہے اک نہ ایک نیا روز و شب جلیب
دار عنا جہان ہے راحت یہان کہان

کیا حسین اک تمہین ہو حور نہین ‎— کون کہتا ہے اے حضور نہین

حسن پر منکسر مزاج ہین وہ — کبر و نخوت نہین غرور نہین

سایہ قصر یار بس ہے ہمین — ہوس جنت و قصور نہین

کیسے نالے ہین سب بے اثر اپنے — کچھ بھی الفت کا وان ظہور نہین

آج کیسی شراب دی ساقی — کہ ابھی تک ذرا سرور نہین

شام عشرت تھی جنکی صبح بہشت — شمع اونکے سر قبور نہین

میری زنجیر مین ہے حشر کا غل — کوئی سنتا صداے صور نہین

ہین حدف سارے بستہ فتراک — پر مرا مرغ دل حضور نہین

بخت سے یہ بعید ہے کہ وہ آئین — اور اونکے کرم سے دور نہین

اک جہان غش ہے یہان وہان تہی کلیم — کیا ہے بام اونکا پھر جو طور نہین

جب کہا مینے جان نثار کرون — بولے جھنجھلا کے کچھ ضرور نہین

عشق ہے وہ محیط بے ساحل — جس سے ممکن کبھی عبور نہین

میرے نالے ہین اہل خواب عدم — سوئے یہ شورش نشور نہین

مے کے دینے مین وعدہ کیا ساقی — یہ تو کچھ بادہ طہور نہین

گر ہے چلنا تو اوٹھیے بسم اللہ — گھر بھی میرا یہان سے دور نہین

جو سزا و سزا اسے عاشق ہین — ہم کسی وقت بے قصور نہین

خاک ہے ہمسے فکر شعر حبیب
مطمئن قلب ناصبور نہین

دل پہنسا لینے کی یہ گہاتین ہین — جاؤ صاحب تمہاری باتین ہین

نہین آتا ہے چین بستر پر
کہتی ہی سکہتے عمر کٹ جائے
ہے تماشا ہماری وحشت کا
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
مرگ عاشق کی اونکا گھبرایا
ظالمون کو اجل بھی بھولی ہے

ہجر کی کیا ڈرانی راتین ہین
اتنی فرقت کی واردانین ہین
دہوکے کی ٹٹیان قناتین ہین
جیسی ذاتین ہین ویسی باتین ہین
قابل دید دونون باتین ہین
بیحیاؤن کی کیا حیائین ہین

کہکے چہوڑین حبیب جو شعرا
بس وہی اون کی کائناتین ہین

سب مین ہون پہر کسی سے سروکار بھی نہین
قیمت اگروہ دیتے ہین تکرار بھی نہین
نسبت ہے جسم وروح کی اللہ رے اتحاد
بیٹھا ہون اوسکی یاد مین بہولا ہون غیر کو
جائین وہ قتل غیر کو ہم رشک سے مرین
آنا ہو آؤ ورنہ یہ کہدو نہ آئینگے
سودا تمام ہوگیا بازار اوٹھ گیا
طرز جفا بھی بھول گئی کیا وفا کے ساتھ
لینگے ہزار در سے پلٹ کر درِ مراد
بہیجینگے حسب حال او نہین گو نہ لکھ سکین
بلبل چمن کو دیکھ خزان کے ستم کو دیکھ

غافل اگر نہین ہون تو ہشیار بھی نہین
کچھ ہمکو دلکے دیتے ہین انکار بھی نہین
سُبحہ اگر نہین ہی تو زنار بھی نہین
زاہد اگر نہین ہون ریاکار بھی نہین
ایسی تو اپنی جان سے بیزار بھی نہین
سنلو یہ دو ہی باتین ہین طومار بھی نہین
وہ دل بھی اب نہین وہ خریدار بھی نہین
دلدار گر نہین ہو دل آزار بھی نہین
منعم نہین تو کیا تری سرکار بھی نہین
کیا دامن اور دیدہ خونبار بھی نہین
گل کا تو ذکر کیا ہے کہین خا[illegible]ی نہین

آزاد ہین شراب کے عادی نہین حبیب
احباب گر پلائین تو انکار بھی نہین

مجکو قرار ہجر مین شام و سحر نہین
بودا تمہارا عاشق شوریدہ سر نہین
خط بھیجون کسطرح سے کوئی نامہ بر نہین
جب مین نے آہ کی جگر اونکا بھی ہل گیا
آئی ہے لب پہ جان تمہارے فراق مین
اللہ رے بیخودی وہ عیادت کیو اسطے
حالت ردی ہے آج تمہارے مریض کی
وہ آبدیدہ ہو گئے عاشق کی قبر پہ
اے شعلہ رو بجا ئین تری لن ترانیان
دیر و حرم مین جا کے بنین بیوقوف کیون
مردم مین تاب و طاقت نظارہ چاہیئے
ساقی شراب صاف پلا وقت فکر ہے
پرچہ ہے میری نظم کا الماس لتراش
برسون لہو کے اشک بہا کر چلے پہرے

اور اس بیخبر کو پر مری مطلق خبر نہین
ایمانکا خوف جانکے جانیکا ڈر نہین
پیک صبا بھی جائے تو وہانتک گذر نہین
کہتا ہے کون نالۂ دلمین اثر نہین
آنا مین اب تو ہوش مین دو دو پہر نہین
کب آئے کب سگئے مجھے مطلق خبر نہین
شاید جو رات کٹ بھی گئی تو سحر نہین
بعد فنا بھی جذبۂ دل بے اثر نہین
موسیٰ کی طرح مجکو بھی تاب نظر نہین
کیا ہمکو بجز سجدۂ ترا سنگ در نہین
کسجا نہین کہان نہین تو اور کدہر نہین
سر پر سحر ہے کوچ کی زاد سفر نہین
قدر اسکی بوالہوس کو ہو کیا سیم و زر نہین
عاشق سا بھی جہان مین کوئی پر جگر نہین

دشمن سے بھی سلوک و مروت کرو حبیب
انکے پاس رہنے مین نقصان ضرر نہین

موج آتش کیطرح گو مین سراپا جوش ہون
ضبط پر دیکھو کہ شمع کشتہ سان خاموش ہون

رند میرا نام لیتی ہین لگا کر منہ سے جام
اہل صحبت یاد رکھو دل مین وہ مینوش ہون

آہ کہتی ہے حذر کر دود سوز دل ہون مین
نالہ کہتا ہے کہ ڈر مجھسے صدای جوش ہون

کی عبادت اور نہ طاعت جز خطا و معصیت
ہون بہت نادم کفن مین کیون نہ مین روپوش ہون

سوئے میدان شہادت چل یہی ہی سر کی دہن
ایک مدت سے غم فرقت مین بار دوش ہون

دیکھ ادہر کہتی ہے نرگس ہو نہین چشم منتظر
دیصدا ہے قول غنچہ کا سراپا گوش ہون

ناک مین سانس نہ دے کہتا ہی گر کر طفل اشک
مردم دیدہ کا مین پروردۂ آغوش ہون

گلشن ہستی سے جاؤنگا مثال بوئی گل
دوستونکو مرکے بھی تا مین نہ بار دوش ہون

بیخودی سے ہے یہ خیال چشم میگون مین مجھے
ہے گمان لوگونکو مست بادہ سرجوش ہون

پاس کچھ واعظ کا ہے مجھکو نہ خوف محتسب
صحبت ساقی مین صرف شغل نای و نوش ہون

جام عشق ساقی صہبائے کوثر سے حبیب
ہر گھڑی سرشار ہون ہر لحظہ مین مدہوش ہون

اپنی بنوائی ہین اب کے قفس کی تیلیان
یاد ہتین صیاد کو اگلے برس کی تیلیان

ناتوان ہون مین قفس کچھ پایدار ایسا نہین
ٹھیس سہ سکتی نہین پائے مگس کی تیلیان

رخنہ بندی کر قفس کی اسطرح اے باغبان
شاخ گل کی کوپلین ہون پیش و پس کی تیلیان

جلگیا آتش مزاجی پر مری صیاد بھی
چین آیا ہے قفس مین باکی خس کی تیلیان

عندلیب دل طپان ہے عشق گلرخسار مین
دیکھنا توڑیگا یہ طایر قفس کی تیلیان

کاروان بوئے گل آئے تو مین توڑون قفس
ہون مقابل صوت مین بانگ جرس کی تیلیان

فرقت جانان مین زور ناتوانی دیکھنا
تن پہ ظاہر ہین رگین جیسے قفس کی تیلیان

لاکھ تڑپا مین مگر جھک کر برابر آگئین
ایک بھی ٹوٹی نہ مین آفت رس کی تیلیان

مردہ ہین جو خزان سے ہم وہ بلبل ہین حبیب
گر بہار آئے تو پہر توڑین قفس کی تیلیان

عبث میرے جنون کی چارہ سازی لوگ کرتے ہین
کہو اونسے کہین اسطرح سے بگڑے سنورتے ہین

یہان خاطر پریشان ہے وہان گیسو سنورتے ہین
وہ برہم ہو نجائین منہ سے کچھ کہتے بھی ڈرتے ہین

اٹھائے ہین وہ صدمے ہمنے ملکر ان حسینون سے
جو لیتا ہے کوئی نام محبت اب تو ڈرتے ہین

ہین صدقے تمپہ جب کہتا ہون جھنجھلا کر وہ کہتے ہین
مرے سر پر سے دن مین لاکھ سو صدقے اترتے ہین

نہ پوچھو دوستو بہتر ہے مرنا ایسے جینے سے
کہین کیا تم سے فرقت مین جو کچھ صدمے گذرتے ہین

نکالینگے ہمین کیا آشنا دریاے الفت سے
ابھارے سے کہین اسطرح کے ڈوبے ابھرتے ہین

بلائین لوگر قد موپہ قسمین لاکھ دو لیکن
اوٹھے جھنجھلا کے جب پہلو سے وہ پہر کب ٹھہرتے ہین

نباہی رسم الفت اسقدر ہمنے کہ دشمن بھی
ہمارا نام جب سنتے ہین ٹھنڈی سانس بھرتے ہین

یہ کثرت کیون تعلق کی ضرورت کیا تملق کی
اگر مرنے پہ جیتے ہین تو کیون جینے پہ مرتے ہین

حبیب اکدن پکڑ لو ہاتھ پاس وضع جانے دو
یہ کہہ دو صاف اونکے کان مین ہم تمپہ مرتے ہین

رکھ نہ محروم سبک ہوگئے بہت یارون مین
ساقیا ہم بھی ہین آخر ترے میخوارون مین

وہ لگاوٹ ہے کہ دیکھی نہین عیارون مین
لطف اقرار کا ہے آپکے انکارون مین

لذت درد محبت جو مریضون سے سنین
نام لکھوائین مسیحا ترے بیمارون مین

دست وحشت نے تراشے مرے سینہ پہ وہ گل
خط ناخن کی ثنا ہوتی ہے گلزارون مین

ہم بھی کرتے تری بیداد کا شکوہ ظالم
رسم ہوتی جو شکایت کی وفادارون مین

نہ تڑپنے پہ خفا ہوکے جفا کر صیاد
طاقت صبر کہان تازہ گرفتارون مین

وہ شب ماہ مین جو وقت سلے لٹتے ہین نقاب
چاندنی شرم سے چھپ جاتی ہے دیوارون مین

آج احباب کی خاطر سے پیو تم بھی جلیب
کہتے ہین دلشکنی کفر ہے دینداروں مین

ہر اک سوال کا دیتے ہو تم جواب نہین
یہ ظلم وہ ہے کہ جس کا کوئی حساب نہین

شگفتگی مرے دل کی ہے تیرے لطف کے ساتھ
ہر ایک فصل مین پہولے یہ وہ گلاب نہین

تمام عیش کا سامان ہو تو کیا حاصل
بہار زیست نہین ہے اگر شباب نہین

تمہاری زلف مسلسل مین دل اولجھ ہی گیا
مین کتنا کہتا رہا خانمان خراب نہین

جھجھک جھجھک کے نہ اوٹھو سحر ہے دور ابھی
یہ داغ دل ہے مریجان آفتاب نہین

عجب مزا تھا ذرا سی جو پی تھی شیخ نے رات
وہ مانگتے تھے مین کہتا تھا بس شراب نہین

وہ قتل کر کے مجھے کہتے ہین مسیحا سے
جلا کے اوٹھتے نہین کی سند جناب نہین

اوسی کے اشکون سے ٹھنڈی ہوئی ہے آتش گل
یہ کون کہتا ہے بلبل کا دل کباب نہین

جگر بھی کرتا ہے اب خونفشانیون کی ہوس
فقط یہ دل ہی مریجان کا عذاب نہین

تمہارے ہجر مین ہم دیکھتے تھے موت کی راہ
اب آئے وہ کہ نہ آئے کچھ اضطراب نہین

شراب خانہ سے مسجد ہی بہن نہ جا بیٹھین
یہ بزم ہیچ ہے ساقی اگر شراب نہین

جلیب سن کے گئے غیر وان اگر اوس نے
کہا ہٹا دو یہ وہ خانمان خراب نہین

وہ یون شکل طرہ سیان کھینچتے ہین
کہ قائل کی گویا زبان کھینچتے ہین

یہ تشبیہ دیکھو سنگ کوئی دلبر
ابھی تک مری ہڈیان کھینچتے ہین

کرے گر کوئی ذکر حبا کر ہمارا
وہ تالو سے اوس کی زبان کھینچتے ہین

نہ صدمہ سے کیون خشک ہو خون بلبل / گلون کا عرق باغبان کھینچتے ہین

بڑہی ہے سفر مین وطن کی محبت / مکینون کو کیا کیا مکان کھینچتے ہین

کرے کون سودا اسے زلف مسلسل / ہمین ہین جو یہ بیڑیان کھینچتے ہین۔

پس مرگ معراج عاشق کی دیکھو / لحد کی زمین آسمان کھینچتے ہین

نشانہ بنائینگے تیر نظر کا / محبت کے دل پر نشان کھینچتے ہین

ذرا دم تو لینے دے اے موت مجھکو / ٹھہر کر نفس ناتوان کھینچتے ہین

ضعیفی مین بھی دل مین ہے یاد ابرو / کبا وہ ہین خود اور کمان کھینچتے ہین

مجھے دیکھکر جب وہ منہ موڑتے ہین / تو دل مین چھپا کر سنان کھینچتے ہین

غضب ہے حسینون کا طور تکلم / دلون کو یہ جادو بیان کھینچتے ہین

بڑہا فکر مین رنگ زردی رخ سے / یہ عطر گل زعفران کھینچتے ہین

حبیب اب زمین آسمان سر پہ لینگے
کہ نالے مرے بجلیان کھینچتے ہین

پیون وہ بادہ دہ سالہ مین یاد جوانی مین / کہ جوش تازہ دکھلا کر لگا دے آگ پانی مین

تپش کا اب یہ عالم ہے فراق یار جانی مین / سرشک گرم کہتا ہے لگی ہے آگ پانی مین

سوئی میخانہ لایا ہمکو لطف صحبت اول / مگر بے کیف آخر تک گذاری دور ثانی مین

یہ فرماتے ہین وہ اپنی جگہ سنکر مرے نالے / حرارت ہے غضب کی قلب پر اس ناتوانی مین

جو کچھ کہنا ہے خود کہدو وہ آجائین اگر قاصد / بس اتنی بات سے ہوجاے پیغام زبانی مین

نہین ہے عکس چشم یار زیب ساغر صہبا / پڑے ہین پھول نرگس کے شراب ارغوانی مین

ہوا ہے داغ سے ناسور دل مین خیر ہو یارب / تغیر کچھ نہ ہوجاے محبت کی نشانی مین

جو کہتا ہے کوئی عاشق کو مارا کیون تغافل سے
وہ کہتے ہین مرا کیا بس قضائے آسمانی مین

نہ پہونچایا ہمین اسے خضر کوئی یار تک اکدن
ہوا تمسے نہ اتنا کام عمر جاودانی مین

خیال یار مین جاری ہین آنسو شعر لکھتا ہون
مدد دیتا ہے جوش دل طبیعت کی روانی مین

ہوئی آغاز پیری داستان فرقت کی باقی ہے
نہ جھپکی آنکھہ کاٹی رات ساری اس کہانی مین

خدارا حرف مطلب بھی سنو کچھہ ہم غریبون کا
یوہین کاٹو گے ساری رات کیا قصہ کہانی مین

کیا اس بیگنہ کا خون لگا کر عشق کی تہمت
گنوایا دلکو اپنے مفت ہمنے بدگمانی مین

حبیب ناتوان بیداد فرقت سہکے جیتا ہے
بھلا کچھہ اب بھی شک باقی ہے اسکی سخت جانی مین

کیون نہ دل سے دم آخر تمہین ہم یاد کرین
قوت اب اتنی کہان ہے کہ جو فریاد کرین

دل مین ہی بھول کے سکو تجھے ہم یاد کرین
چلکے چند سے کسی ویرانہ کو آباد کرین

ہو تو ایسا ہو کسی تیغ نگہہ مین جوہر
نقد جان دیکے ہوس لینے کی جلاد کرین

تیرا دیوانہ پھرے گردم تسخیر کبھی
بیعت ان ہاتھون پہ آ آکے پریزاد کرین

بلبلین دام محبت مین پھنسین یون صیاد
کہ چھٹین بھی جو قفس سے تو تجھے یاد کرین

خوب وصف لب شیرین مین تراشین مضمون
خامہ کو رشک وہ تیشۂ فرہاد کرین

تیری تصویر جو کھینچین تو خفیف ایسے ہون
ہاتھہ غیرت سے قلم مانی و بہزاد کرین

متقاضی ہے ادہر موت ادہر خواہش دید
اس کشاکش سے وہی چاہین تو آزاد کرین

ڈھونڈھ لین عاشق رخسار اوسی بھی اکدن
دلمین گریہ ہوس جنت شداد کرین

اب تو آتا نہین اس رنگ مین کچھہ لطف حبیب
ہو الگ سب سے وہ طرز سخن ایجاد کرین

ہماری فکر سے ہے آسمان زمین سخن
نہ لینگے خرمن انجم کو خوشہ چین سخن

دماغ تازہ کرے کیون نہ یہ عرق ریزی
ہمیشہ عطر مین ڈوبی ہے آستین سخن

کہین ہو حشو و زوائد کو دخل کیا ممکن
شکن سے صاف ہے جب دیکھی جبین سخن

کہے وہ بات کہ دشمن بھی جان نثار بنے
دل و زبان مخالف ہے رہین سخن

نہین ہے کوئی حقیقت زر و جواہر کی
عجیب چیز ہے پیرایہ متین سخن

دیکھایا صدق تکلم نے میرے وہ اعجاز
کہ منکرین بھی کرنے لگے یقین سخن

اسی سے ثبت کئے نقش حکمت و توحید
بہا ہے خاتم ایجاد ہے نگین سخن

خیال غیر سے ہوتی ہے روح کو تکلیف
اگر ہو پیش نظر شاہد حسین سخن

خدا نے حضرت انسان کو یہ شرف بخشا
سوا بشر کے نہ کوئی ہوا امین سخن

سواد خط کی ہے منظور جنکو آرایش
سنوارتے ہین وہ گیسوے عنبرین سخن

میرے کلام کو سمجھین گے خاک بازاری
خواص دینگے بہائے در ثمین سخن

دکھائے قامت مضمون ادا سے آزادی
یہ حسن سے نہ ہو کوتاہ آستین سخن

چلائیگا دل حاسد پہ رات دن آرہ
حبیب فضل خدا سے صدر نشین سخن

ستائے لاکھ وہ پر مین نکچھ زبان سے کہون
عدو جو تجھسے کہتا ہے کیون تیرے پاسبان سے کہون

گلون کی جامہ دری بلبلون کا سوز و گداز
چمن مین سامنے گلچین کے باغبان سے کہون

وفائے عاشق شیدا جفائے شاہد شنگ
تمام عمر مین انداز داستان سے کہون

درازی شب ہجران ملال روز فراق
ملے تو حشر کے دن اپنے مہربان سے کہون

شب وصال مین ہے حکم ذوق آرایش
ہلال عید دکھا آج آسمان سے کہون

یہ انتہاے توکل ہے تنگدستی مین
بہاے نقد سخن بھی نہ مین زبان سے کہون

ٹھہر رہون در پیر مغان پہ کرکے سلام
جو آپ سے مجھے مے دی تو کیون زبان سے کہون

جب اعتماد نہ ہوا اپنے دیدہ و دل پر
تو راز عشق مین کسطرح رازدان سی کہون

کسیطرح نہ رکین گریہ دیدۂ خونبار
تو برق ہونیکو آہ شرر فشان سی کہون

نہ رازدان ہے کوئی اور نہ تاب خاموشی
جو دل مین آے وہ کیون کر نہ مین زبان سی کہون

حبیب دیکھکے وہ خود پکار اوٹھے گا
نکات علم بیان کیون مین نکتہ دان سی کہون

زلف سے چھیر ہے یہ زلف پرشکن مین انگلیان
ٹٹیان ہین سنبل ترکی چمن مین اونگلیان

کہولدینگے ناخن تدبیر مشکل کی گرہ
ہونگی جو سے شیر دست کوہکن مین انگلیان

ملکے مہندی پہنے ہین سونے کے چھلے یار ن
رشک سے سورج کو لپٹی ہین کرن مین اونگلیان

جوش وحشت سے پٹکتا ہون لحد مین ہاتھ پاؤن
ڈہونڈہتی ہین پھر گریبان کو کفن مین اونگلیان

خلد مین گر یاد روے ساقی مہوش رہے
پنجۂ مرجان بنین نہر لبن مین اونگلیان

وقت حیرت ہوتی ہین دندان و لب کی ہمنشین
کام دیتی ہین بہت رنج و محن مین اونگلیان

سوز فرقت سے جو زیر خاک بہڑکے داغ عشق
مشعلین بنجاینگی میرے بدن مین اونگلیان

میری وحشت کا فسانہ کوئی سن سکتا نہین
ہاتہہ کانون پر ہین لوگون کے دہن مین اونگلیان

دیکھیے کرتا ہے کسکے طایر دل کو شکار
تیر ہین یا پنجۂ ناوک فگن مین اونگلیان

ہو گئے غنچون کے دل ٹکڑے اداسی یار نے
لیکے انگڑائی جو چٹکائین چمن مین اونگلیان

ہین زبان افعی پہچان ہمارے واسطے
اوس بت کافر کی زلف پرشکن مین اونگلیان

رشک گل تھے ہاتہہ تو مہندی سی بھی رنگین ہوے
گھر کرینگی اب دل لعل یمن مین اونگلیان

لون بلائین گر ترے چہرے کی مین اے شمع رو
مثل پروانہ گرین جلکر لگن مین اونگلیان

ہر روش ہونگے اشارے باغ مین آئی جو وہ
غنچے بجا ئینگے شاخ یاسمن مین اونگلیان

کردیا مشہور تجکو خوش بیانی نے حبیب
خود بخود اوٹھنے لگین اہل سخن مین اونگلیان

نہین ہے جوش پہ صہبائے ناب شیشہ مین
روان ہے روح تن انقلاب شیشہ مین

بہت وسیع ہے اس بادہ کش کو کنج لحد
تن نحیف یہ ہوگا عذاب شیشہ مین

او نہین قران مہ و مہر آج دکھلا دین
بہرین ملا کے شراب و گلاب شیشہ مین

نہین ہے جام تو مینا کی توڑ کر گردن
اوٹھا کے ڈالدو سارے کباب شیشہ مین

ق ۲

نیا مزا ہو کہ دور گزک سے کیف بڑہے
رہے نہ نام کو باقی شراب شیشہ مین

سفید بال ہوے جب سے طاق بالین پر
بجاے بادہ دہرلے ہے خضاب شیشہ مین

صفائے گردن گلرنگ یار سے ہے عیان
کہ بہر دیا ہے کسینے شہاب شیشہ مین

پری کو بنت عنب سے بہلا ہی کیا نسبت
سے بند ایک جہان خراب شیشہ مین

اداسے کہتا ہے ساقی ہلا کے گردن کو
ہر اک سوال کا ہے یہان جواب شیشہ مین

سیاہ رکہتا ہے پیری مین دلکو ذوق گناہ
بہرا ہے کاٹ کے رنگ شباب شیشہ مین

طبیب توبہ شکن ہے یہ صحبت احباب
پلیٹ مین ہین کباب اور شراب شیشہ مین

بہار آئی ہے صہبا سے لالہ رنگ نہین
دم صلاح ہے ساقی سے وقت جنگ نہین

ہزار طرح کے دہبے ہین ایک دامن پر
ہمارے جامہ اصلی کا کوئی رنگ نہین

ہم اپنے دلکو کدورت سے پاک رکہتے ہین
یہ آئینہ وہ ہے جو آشنائے زنگ نہین

وہ لاکھ مرتبہ خالی ہو یہ کبھی نہ بھرے
ہمارا دل خم صہبا کی طرح تنگ نہین

لگا کے دل مجھے کیا ہو گیا خدا جانے
خیال وضع نہین پاس نام و ننگ نہین

ہے اونکی باتون سے بو بے مخالفت پیدا
وہ چال ڈھال نہین اب وہ رنگ ڈھنگ نہین

نہ درد ہجر ہے پیری مین اور نہ لطف وصال
وہ ذوق شوق نہین دلمین وہ امنگ نہین

بچاے جان کوئی کسطرح سے کہان چھپ جاے
نگاہ یار ہے ناوک نہین خدنگ نہین

حبیب ہوش مین آؤ ٹھہر کے پیو
شراب درجہ اوّل کی ہے یہ بھنگ نہین

لکھا تھا کاتب قدرت نے جو تقدیر بسمل مین
رہا محفوظ جوہر بنکے وہ شمشیر قاتل مین

ہر ایک نعمت ہے لاشئے واعظا مے کے مقابل مین
کہا اللہ نے نافع اسی قران نازل مین

نہین ممکن مقدر سے زیادہ رزق کا ملنا
کھلا جب کھو چکے سب عمر ہم تحصیل حاصل مین

دکھاتے گر جھلک وہ پردہ ہاے چشم عاشق سے
گریبان پھاڑتی لیلی بھی مجنون بنکے محمل مین

تمہاری زلف کو افعی واژدر خواب مین سمجھا
خدا جانے مین تھا اوسوقت کس سوداے باطل مین

تنک ظرفون کو دولت سے تمتع ہو نہین سکتا
سدا با وصف قرب بحر خاک اوڑتی ہی ساحل مین

مری آنکھون مین بعد مرگ بھی اوس شوخکی صورت
رہیگی جیسے ملنے کی تمنا رہگئی دل مین

کرون وصف گل رخسار جانان اس تکلف سے
رہین چرچے مری رنگین بیانی کی عنادل مین

مع داغ تمنا خاک کردے کشور دل کو
لگادے آگ اسے برق نگاہ یار حاصل مین

کشایش جب مقدر مین نہو بیسود ہے محنت
ہوا کب دخل ناخن کو بھلا عقد انامل مین

حبیب اسطرح تم کہدو مطلب پیکے مے تھوڑی
کہ مطلق امتیاز اونکو نہو ہشیار و غافل مین

بہار آئی ہے پہر وحشت کی سامان ہوتی جاتی ہین
مرے داغ کہن گلہاے خندان ہوتی جاتی ہین

خفا بہی ہین وہ اور دل سو مری الفت کی قایل بہی
جفائین کرتی جاتی ہین پشیمان ہوتی جاتی ہین

حریص لذت زخم جگر ہین عاشق ابرو
نثار برش شمشیر عریان ہوتے جاتے ہین

بہت دن ہو گئے اب کوچہ دلدار ہین ہمکو
تعارف بڑہ چلا ہموار دربان ہوتے جاتی ہین

بشارت دے نہ کیون دست جنونکو میری عریانی
خراش ناخن وحشت گریبان ہوتے جاتی ہین

ہمین شوق شہادت ہے رگ گردن سے مل ملکر
جدا اب دمبدم تار گریبان ہوتے جاتی ہین

تماشا ہے حسین آتے ہین اونکو دیکہنے لیکن
مثال پیکر تصویر حیران ہوتے جاتی ہین

برا کیا ہے عوض ہین دشمنی کے نیکیان کرنا
مخالف دمبدم مرہون احسان ہوتی جاتی ہین

نمود خط سے پوشیدہ ہے خال مصحف عارض
نئی صورت سے اب ہندو مسلمان ہوتی جاتی ہین

ق

چلی ہیم ورجا ضبط و تحمل حرص و استغنا
دیار تن کی ویرانی کے سامان ہوتی جاتی ہین

قوای منتشر ملک عدم کو روح جاتی ہے
گلے مل ملکے رخصت ساری مہمان ہوتی جاتی ہین

جلیسہ مبتلا نے دل دیا جنکو وہی کافر
غضب ہے جان و ایمان کی بہی خواہان ہوتے جاتی ہین

اعتبار بت عیار کرون یا نہ کرون
اوسکو دل دینے کا اقرار کرون یا نکرون

دیجئے بوسہ عناب لب و سیب ذقن
کچھ دوا ے دل بیمار کرون یا نکرون

اوسکی الفت سے نہان ہر رگ و پے ہین لیکن
گفتگو امین سے اظہار کرون یا نکرون

تہی مری دلشکنی شاق تو پوچھا ہوتا
رنج ہو جس سے وہ گفتار کرون یا کرون

نہ ہوا کام کوئی مفت گئی عمر عزیز
سوچتا ہی رہا ہر بار کرون یا نکرون

پہلی صحبت ہے وہ آئے ہین مری گہر اے دل
آج رہجائے ہین اصرار کرون یا نکرون

کچھہ دکھایا نہ مجھے اس نے سیوا گردش کے
شکوۂ چرخ ستمگار کرون یا نکرون

ہوگیا ہے او نہین ایسا مری الفت کا یقین
مبتلا جانتے ہین پیار کرون یا نکرون

شکر نعمت سے ہون قاصر مگر اے رب غفور
معذرت انکے گنہگار کرون یا نکرون

رنج د بیتابی و وحشت ہے عیان چہرہ سے
اون کی الفت کا مین اقرار کرون یا نکرون

فوت مقصد سے ہو جب آنکھہ مین تاریک جہان
چشم امید کو خونبار کرون یا نکرون

رکھہ کے محفوظ روابط کو بتا اے واعظ
دور تسبیح سے زنار کرون یا نکرون

خون امید کیا توڑ کے پیمان وفا
تجھکو بدنام جفا کار کرون یا نکرون

اون سے پوچھون گا ثنا سے رخ رنگین لکھکر
یوہین مشق خط گلزار کرون یا نکرون

سنکے تقریر مخالف یہ تردد ہے حبیب
مین بھی اسطور یہ گفتار کرون یا نکرون

دل خون ہے الفت ذقن رشک ماہ مین
صدمے ہین رات دن مرے یوسف پہ چاہ مین

الفت کرے تو شرط ہے کوشش نباہ مین
ہے وضع کے خلاف کمی رسم وراہ مین

ایدل ثبوت درد کا پہلو ہو آہ مین
لغزش نہین ہے خوب بیان گواہ مین

رندونکو وعظ پند نکر فصل گل مین شیخ
ایسا نہو شراب اوڑے خانقاہ مین

پہلو سے اپنے وہ نہ اوٹھائین تو لطف ہے
پٹھون ملال جنکے دل کینہ خواہ مین

دل پائمال ہوتے ہین مانند نقش پا
ہے باطنی کشش تری نیچی نگاہ مین

محفل سے گر اوٹھائین تو مین جان سے اٹھون
مٹ جاؤن مثل نقش قدم اونکی راہ مین

کیا پوچھتے ہو ہجر کی راتون کا ماجرا
پیش آیا تھا جو کچھہ مرے بخت سیاہ مین

احباب ہمکو زیر زمین کیا ملین وہان
مشکل ہے امتیاز گدا اور شاہ مین

انسان وہ ہے جو آپ اوٹھا کر مصیبتین ۔۔۔ کوشش کرے جہانکی فلاح و رفاہ مین
رہتا ہے دوستون سے وہ سفاک بدگمان ۔۔۔ ناحق کیے ہین سیکڑون خون اشتباہ مین
دیتے ہین نکتہ سنج سمجھکر سخن کی داد ۔۔۔ کیون ہمزبان عوام کے ہون واہ واہ مین

سونپا خدا کو خیر سے آنا نصیب ہو
رکھو قدم حبیب محبت کی راہ مین

جو سادگی مین ادا ہے وہ بانکپن مین نہین ۔۔۔ بہار لالۂ خودروکسی چمن مین نہین
وہ بات جس سے ہو تسکین دل سخن مین نہین ۔۔۔ ستم ہے میری زبان یار کے دہن مین نہین
اوٹھانہ لطف کبھی سیر باغ ہستی سے ۔۔۔ ہمارے رنگ کا ایک پہول اس چمن مین نہین
کریگی شہر خموشان مین حشر چال تری ۔۔۔ اوٹھیگا شور کہ مردہ کوئی کفن مین نہین
سبب ہوئی غم غربت کا بہائیون کی جفا ۔۔۔ عزیز یوسف بے کاروان وطن مین نہین
لطیف کرتا ہے سرمایہ سرور کو صبر ۔۔۔ شراب تازہ کی حدت مے کہن مین نہین
مٹا ہوا ہون حقیقت یہ صاف کہتا ہون ۔۔۔ کسی طرحکی بناوٹ مرے سخن مین نہین
نظیر ہو تو کہلے حال دل کی اولجھن کا ۔۔۔ یہ پیچ و تاب کسی زلف پر شکن مین نہین
بگڑ کے ہمسے بگاڑو نہ پیاری صورت کو ۔۔۔ جبین صاف مین ہے لطف پر شکن مین نہین
دلیل غم ہے پراگندگی ساز نشاط ۔۔۔ شریک حال کسی کا کوئی محن مین نہین
لطیف وصاف ہے اہل کمال کی صحبت ۔۔۔ دہوان چراغ کا انجم کی انجمن مین نہین
جہان مین ضبط سے ہم سرخرو ہین صورت زخم ۔۔۔ پکارتی ہے خموشی زبان دہن مین نہین
سوا جفا کے نہین اور کوئی شغل اونہین ۔۔۔ وفا کی بو مرے یوسف کے پیرہن مین نہین
رسول کا ہے جو عاشق وہ آل کا ہے محب ۔۔۔ دوئی کا دخل تولائے پنجتن مین نہین

بنا ہے مرجع اہل کمال ملک نظام
حبیب کونسی دلبستگی دکن مین نہین

جوش وحشت کے سوا کچھ دل نالان مین نہین
خار صحرا کے سوا خاک بھی دامان مین نہین

حسن انسان کی ادا کا کبھی حیوان مین نہین
دیکھ لو عشوہ گری چشم غزالان مین نہین

ساز جمعیت دل کا سر و سامان مین نہین
بے نیازی جو ہے درویش مین سلطان مین نہین

جسطرح آج مری جامہ دری کا غل ہے
لوگ چلائینگے کل یو ہین کہ زندان مین نہین

ہے وہ آرایش ظاہر یہ فروغ باطن
سوز پروانہ دل سر و چراغان مین نہین

روشنی رہتی ہے کہتے ہین دئی کی تا حشر
ظلمت شب کا گذر خانۂ احسان مین نہین

آہ نالے بھی یہ تنگ آ کے نکل جاتے ہین
کوئی عشاق کا ساتھی شب ہجران مین نہین

غم سیہ بختی عاشق کا سراسر ہے لئے
رنگ جمعیت دل زلف پریشان مین نہین

سر جھکا لیتے ہو جب سامنے آتا ہون مین
بخیہ کچھ تار نظر کا تو گریبان مین نہین

ہے عدالت کا بڑا ڈر تری رحمت کی قسم
کچھ بجز یاس مرے قلب پشیمان مین نہین

ہے زمانے کے ہر ایک رنگ مین جلوہ انکا
کونسی بات ہے جو حضرت انسان مین نہین

ہوتی ہے صحبت نا اہل سے دلکو وحشت
میل ہو جائے ناجنس یہ امکان مین نہین

شاق ہو یاس تو اے دل کوئی امید نہ کر
خواہش اوس بات کی آفت ہے جو امکان مین نہین

سخن صاف ہے مرآت جمال فطرت
کوئی مضمون خیالی مرے دیوان مین نہین

صادق القول ہو انسان تو ہے آسان مشکل
بدلسی وان سے ہے کہ مضرت جہان ہا مین نہین

ہے خرف جبکہ سخن مین نہ متانت ہو حبیب
لطف بزم حکما صحبت رندان مین نہین

سر پہ جو وقت قضا آتی ہے ٹلتی ہی نہین
نفس رکجاتی ہے اسطرح کہ چلتی ہی نہین

اپنا معشوق ہے وہ شاہد رعنائے سخن
جسکی ہمشکل جوانی کبھی ڈھلتی ہی نہین

آنیوالا ہے سر شام جو وہ رشک قمر
دوپہر آج کسی طرح سے ڈھلتی ہی نہین

کیا کہون حال مسیحا مرض عشق کا مین
ایسی بگڑی ہے طبیعت کہ سنبھلتی ہی نہین

کب غریبون کو تری زلف سے پہونچا آسیب
یہ چھلاوے کی ہوا اور کو چھلتی ہی نہین

سحر ہے اوس بت بیمہر کی بزم آرائی
شمع غیرت سے کٹی جاتی ہے جلتی ہی نہین

عرق شرم کا کاکل سے ٹپکنا ہے غضب
کوئی ناگن کبھی یون زہر اوگلتی ہی نہین

کرکے پامال دکھا پھر مجھے انداز خرام
آرزو خاک مین ملنے کی نکلتی ہی نہین

کب ہوا حسن طبیعت کو بناوٹ کا خیال
فصل گل پاؤن مین مہندی کبھی ملتی ہی نہین

جام جمشید ہے خلوتین ہمین شکر سخن
اب طبیعت کسی صحبت مین بہلتی ہی نہین

گر سبب رحمت فیاض ازل ہو نہ حبیب
شاخ امید کسی فصل مین پھلتی ہی نہین

رہے آفاق مین شیر و شکر ہوکر بہم دونون
ہین اک جان و دو قالب ناامیدی اور ہم دونون

مساوی ہون نکیون کر رنج و راحت اے صنم دونون
تمہاری ہر ادا سے ہین عیان مہر و ستم دونون

بتون کے عشق اور یاد خدا کے مشغلے برسون
کیے ہین ایک ہی حالت سے ہمنے بیش و کم دونون

وہ بھولے جو کہا تھا کل خدا کو درمیان دیکر
قدم لیتا ہون دیکھے آپکے قول و قسم دونون

ادھر بھی لوگ جھکتے ہین ادھر بھی لوگ جھکتے ہین
خم محراب طاعت ہین تری ابرو کے خم دونون

فنا جسکو نہین ہم سب اوسی دریا کے قطرے ہین
حباب قلزم وحدت ہین ہستی و عدم دونون

نئی طرز بیان سے فکر مین ہین اپنی بیگانے
خطاب یاری ہوتے ہین پیدا مدح و ذم دونون

الوہیت تری کیونکر کوئی محدود کر سکتا — محل انقیاد نفس ہین دیر وحرم دونون

کبھی جان بخش گاہی جانستان ہین یار کی آنکھین — یہ مردم مٹھیون مین رکھتے ہین تریاک وسم دونون

قناعت ایک پیمانہ پہ کر لی فاقہ مستون نے — یہ وہ حالت ہی ہین جس سے نمایان کیف وکم دونون

عدیل خوش بیان کیا راحت جان ہی حلیب اپنا — مزا ہے مطمئن ہو کر رہین اکجا جو ہم دونون

ردیف واؤ

آئین وہ گھبرا کے اے دل بیقرار اتنا تو ہو — اس تڑپنے کا اثر انجام کار اتنا تو ہو

جان نکلے پھر استقبال دا ہو چشم شوق — اونکو بھی ہو جائے حیرت انتظار اتنا تو ہو

دین اگر دست گدا مین لوگ سمجھین کیمیا — چاہیئے نقد سخن کامل عیار اتنا تو ہو

پی ہی جائے سنکے واعظ لاکھ کچھ کہتا رہے — نشہ مین بہکے نہ ظرف بادہ خوار اتنا تو ہو

روح پرور تھی شراب وصل جانان شام ہی — صبح فرقت دم نکلجائے خمار اتنا تو ہو

اشک پونچھین اپنے دامن سے وہ ہو کر مہربان — فائدہ رونے سے چشم اشکبار اتنا تو ہو

سنکے حال نزع وہ آئین ذرا مین دیکھلون — لے نکالون حسرت دیدار یار اتنا تو ہو

حسرتین ہی کچھ نکل جائین دل بیتاب سے — میری میت پہ شب اول فشار اتنا تو ہو

ہون ہمارے خاک کے ذرے سواد چشم شوق — جستجو مین تیری سرگردان غبار اتنا تو ہو

نکلے پامالی کی حسرت کچھ دل بیتاب سے — خاکسارون پر کرم اے شہسوار اتنا تو ہو

جب دل بیتاب تڑپا ساتھ ہی چرکا دیا — خنجر ابروے قاتل آبدار اتنا تو ہو

ہو ہجوم فکر مین فکر سخن کیونکر حلیب
دو گھڑی بیٹھین کہین جگر قرار اتنا تو ہو

کبھی نہ غیر سے راس آئی التجا مجھکو — ملا جو کچھ ملا تری سرکار سے ملا مجھکو

جو سنگ راہ بنے بت تو خوف کیا مجھکو — دیا ہے حق نے مرے دل سا رہنما مجھکو

نکل کے سنگ سے دیتا ہے ہر شرر یہ صدا — زبانہ بلور کے شعلے کا جاننا مجھکو

ہمیشہ سر پہ ہے کافی ترا سحاب کرم — نہین ہے کچھ ہوس سایۂ ہما مجھکو

زمانہ بن گیا ناحق عدوے آسایش — ملا نہ چین سے غربت مین بیٹھنا مجھکو

بہت سہے ہین ستم انقلاب کے بلبل — فسانہ جور خزانکا نہ تو سنا مجھکو

ہوا کرین جو ہوے بند باب عیش و سرور — دکھائیگا وہ کوئی اور راستا مجھکو

ہمیشہ عیش مین بھولا کیا ملال مین یاد — حجاب آتا ہے یارب دم دعا مجھکو

ہر ایک کام مین ہر وقت کی ہے خود رائی — خیال تیری رضا کا کہان رہا مجھکو

جلے نہ کیون مری تاب بیان کو دیکھ کے شمع — سنا سکے نہ شب غم کا ماجرا مجھکو

مہیب ہین یہ زمانہ کی پر خطر راہین — رفیق غربت و کربت سنبھالنا مجھکو

کچھ آجکل ہے بہت التفات غیر سپہر — چھپاو لاکھ خبر ہے ذرا ذرا مجھکو

قلق سے ہے دل پہ طبیعت اچاٹ رہتی ہے — الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجھکو

برا ہے نام بھی مشکل کا چارہ ساز و کفیل — کوئی نظر نہین آتا ترے سوا مجھکو

حبیب کیون نہ رہے دل مین انتہا کی امید
تمام یاد ہو جب اپنی ابتدا مجھکو

اوسکے کوچہ مین مجھے چارہ گرو جانیدو — اور جو کچھ ابھی ہونا ہے وہ ہو جانے دو

جانتے ہین تمہین ای شیخ خرابات نشین — بس بہت اسنے مشیخت کی نہ لو جانے دو

کچھ فرشتہ نہین قاصد ہے سنا حضرت دل — راز اس سے بھی زیادہ نہ کہو جانے دو

چھیڑکر پوچھا تہا حال شب فرقت تمنے ‏/ خود ہی بس کہتے ہو اچھا نہ سنو جانیدو

آج بھی سامنے عادل کے نہ مکرے قاتل ‏/ اہل محشر مجھے جلدی ہے ہٹو جانے دو

دل کو پابوس کرو ہجر مین خون رُلوا کے ‏/ ہے غلط لفظ محبت اسے دہو جانیدو

شام غم کی سحر آجائے گی اے صبر و قرار ‏/ بخت بدخواہ ہے فتنہ اسے سو جانےدو

یاخدا زور خودی لائے خدائی کب تک ‏/ قصد کعبہ کا ہے روکو نہ تہو جانے دو

دل نادان کا تقاضا ہے بہت ساتھی ہین ‏/ راہ الفت کے خطر سے نہ ڈرو جانے دو

فوت مقصد کا گذرگاہ جہان مین کیا غم ‏/ ق ‏/ نکل آئیگی کوئی راہ چلو جانے دو

پاس جو شے نہ بہی اوسکا تاسف کیا ہے ‏/ ڈہونڈہ لو اور کہیں جو اوسے کہو جانے دو

اب نہ پلٹے گی جوانی نہ ملین گے احباب ‏/ کچھ دلون اور یوہین صبر کرو جانے دو

چار دن گلشن ہستی کی کرو سیر حبیب
تم بھی کس سوچ مین بیٹھے ہو اوٹھو جانے دو

جو جی مین آئے وہ کہلو برا بھلا ہمکو ‏/ جفائین سہ کے بھی منظور ہے وفا ہمکو

عروج پاتا ہے انسان خاکساری سے ‏/ جو بن سکے تو ہی حاصل یہ کیمیا ہمکو

نگاہ قہر سے تنکے گرائی حب بجلی ‏/ دل و جگر یہ پکارے جلادیا ہمکو

اوسی سے کام ہے ہر وقت جسکی بندی ہین ‏/ خفا ہوا کوئی خوش ہو پہر اس سے کیا ہمکو

کبھی نہ دیکھی تہین یہ کج ادائیان پہلے ‏/ ستارہے ہین سمجھہ کر وہ مبتلا ہمکو

کرین جفائین وہ بہولے ہین جو حکومت پر ‏/ ق ‏/ ہم اسپہ خوش ہین کہ بہولا نہین خدا ہمکو

ہمیشہ نام ہے اوسکا بجائے جوشن غفط ‏/ اگر قوی ہے مخالف تو خوف کیا ہمکو

جو چار دن ہے مسرت تو چار دن تشویش ‏/ لگی ہے کسکی الہی یہ بد دعا ہمکو

بہار بختگی رنگ طبع دکہلا دین
جو چند روز ابھی چہوڑدے قضا ہمکو
سنے گا کون کرین عرض مدعا کس سے
کوئی نظر نہین آتا تیرے سوا ہمکو
تمام عمر رہی دل کی آرزو دل مین
جفا کشی کا نہ ابتک ملا صلہ ہمکو
نہ ہو جو یار موافق تو خوب ہے عزلت
نہین پسند ہر اک سے خلا ملا ہمکو
یہ کیا ہوا کہ یکایک وہ کہینچ کے بیٹھ رہے
جو ایک لحظہ بہی رکہتے نہ تھے جدا ہمکو
جفائین سہکے کرین کس سے شکوہ بیداد
بہت بچہڑ ہے نہ کوئی دادرس بلا ہمکو

عجیب جسکی ہے مدت سے آرزو دل مین
وہ وقت لائے جب اللہ دیکہنا ہمکو

خدا جانے کیا یاد آیا ہے مجہکو
یہ درپردہ کس نے ستایا ہی مجکو
زمانہ نے بہی ساتھ دیکر عدو کا
ہنسایا ہے اوسکو رولایا ہے مجکو
اوٹھاؤنگا دلپر تعب عاشقی کا
ہمیشہ یہ غم راس آیا ہے مجکو
مکرتے ہین وہ وعدہ وصل کرکی
رقیبون مین جہوٹا بنایا ہے مجکو
رنجو ورفتہ ہون کیا کہون اپنی حالت
سمجہتا ہے وہ جسنے پایا ہے مجکو
یہ وحشت ہے یا عشق کی بدگمانی
جو اپنا تہا وہ بہی پرایا ہے مجکو
بتون نے دیئے عشق مین ایسے صدمے
کہ اپنا خدا یاد آیا ہے مجکو
نہ پروانہ ہون مین نہ ہون شمع محفل
جگر کی تپش نے جلایا ہے مجکو
بڑہی ہے یہ فرقت مین دل کی حرارت
خیال چمن جنکا سایا ہے مجکو
قدم کیون نہ لون بڑہ کے پیک قضا کی
کہ مالک نے میرے بلایا ہے مجکو
کبہی حال دل گر کہا ہنس کے بولے
یہ قصہ تو اکثر سنایا ہے مجکو

الہی وہ کیا آج کہتے ہین دیکھون
اوٹھایا ہے سبکو بٹھایا ہے مجکو

معلم نے الفت کی فرقت مین تیری
سبق بیخودی کا پڑہایا ہے مجکو

رہا اب کسی سے نہ ملنے کے قابل
محبت نے وحشی بنایا ہے مجکو

عجب کیا حبیب اب بنے بخت رہبر
نیا راستہ اک دکھایا ہے مجکو

خوش رہے اف بھی نہ کی سہگئے بیدادونکو
ہمنے یون کرلیا قابو مین پری زادونکو

راحت ورنج ہین یکسان ترے آزادونکو
کہیل سمجہا کئے ہرطرح کی افتادونکو

فخر ہے وضع پہ اسلاف کی اولادون کو
دور اندیش نہین چھوڑتے اون جادونکو

جب وہ ساجد نہ ہے شان مساجد نرہی
معتقد نام کے چوما کرین سجادونکو

متبذل کردیا کیا جلد زمانہ نے وہ رنگ
جس پہ شاگرد تہے خوش ناز تہا اوستادونکو

قید ہستی سے چہٹا آپ کی کاکل کا اسیر
بیڑیان کاٹ دین بلواسے حدادونکو

کبھی کرتے نہین آرایش حسن باطن
ذوق ظاہر کے تکلف سے ہے جن سادونکو

آہ مظلوم کا ڈر ہے نہ انہین خوف خدا
راتدن ناز ہے بیداد پہ جلادون کو

آپکو ساتہہ رقیبوں کے مبارک ہو خوشی
بزم عشرت مین نہ بلوائیے ناشادون کو

جذب دل سے ہے عمل حب سہی مجرب زاہد
دیکھیو یون کرتے ہین تسخیر پری زادونکو

اب کرے کس سے کوئی دادرسی کی امید
حکمران جو ہین وہ سنتے نہین فریادونکو

موںہہ پہ باتین ہین لگاوٹ کی دلون مین ہے بدی
شرم آتی نہین اللہ سے کیا دونکو

فکر سے نام بھی جمعیت دل کا نہ رہا
غم نے مسمار کیا عیش کی بنیادونکو

کیون نہ سمجہین نہین استاد خود آرائی مین
متحیر ہین حسین دیکھکے ایجادون کو

کاٹ دو رنج کے ایّام اوسی طرح حبیب
جیسے محبوس ہبگت لیتے ہین میعادونکو

آپ ہون ہم ہون مے ناب کا چرچا کچھہ ہو
غیر کوئی نہو پہر دیکھئے کیا کیا کچھہ ہو

جانگسل ہوگئی ہے بیم و رجا کی حالت
آج کہنا ہے جو کچھہ اونسے کہون گا کچھہ ہو

لطف سے ایسی ملاقات ہین صاحب کوئی
مدعا میرا ہو کچھہ آپ کا منشا کچھہ ہو

یہ دو رنگی نہین واعظ کبہی رندونکو پسند
کہ زبان پر تو ہو کچھہ دل مین تمنا کچھہ ہو

عشق مین جان پہ کہیلے ہوے ہم بیٹھے ہین
اوٹھہ سکیگا نہ ترے ہجر کا صدمہ کچھہ ہو

دل کی بازار محبت مین نہ قیمت اوٹھی
ہمنے چاہا تہا کہ اس جنس کا سودا کچھہ ہو

اپنے جانبازون کا دیکہا نہ تماشا تمنے
منتظر سب تھے اسی کے کہ اشارا کچھہ ہو

قلب بیتاب کو تسکین عطا کر مالک
زندگی کے لئے لازم ہے سہارا کچھہ ہو

زور مجبور کا مختار سے چلتا ہے کہین
اپنی کرتا ہے وہ بندونکا ارادہ کچھہ ہو

ایک منت نہ سنی میری یہ کہہ کر وہ اوٹھے
ابتو گہر جاتے ہین ہم حال تمہارا کچھہ ہو

نہ بجہی دلکی لگی چپٹیون سے تیری ناصح
ہم بہی گہر پہونککے دیکہینگے تماشا کچھہ ہو

آنکہین حیرت مین ہین کیون دیکھہ کے نیرنگ جہان
نہین معلوم زمانے مین ابہی کیا کچھہ ہو

ایکدن موت کا آنا تو ہے برحق یارب
چند ارمان ہین نکل جائین وہ ایسا کچھہ ہو

قدردان کون ہے ایسا جو حکم بنکے کہے
آئے وہ جسکو فن نظم مین دعوی کچھہ ہو

ہے فقط اونسے تغافل کا گلہ ہمکو حبیب
صاف کہدیجئے آپ انہین جو بہیجا کچھہ ہو

دل مین وہ درد ہے جسکا نہ دوا سے کچھہ ہو
ہان اگر ہو تو کبہی فضل خدا سے کچھہ ہو

کہدیا ہے جوزبان سی وہ بنا ہین سگے ضرور
داور روز جزا کا بہی نہین ڈر ظالم
سختی راہ طلب کا نہین شکوہ سبکو
کو سنے دوا نہین کیون ڈرتے ہو تم میخوار
حسرت اوس کشتۂ اندوہ کی مایوسی پر
ہے وہ جا خلد ترے زلف کے سودائیکو
دیکھہ کر حالت اغیار سنبھل جاین یہہ
اپنے محسن کے دل وجان سی رہینگی مشکور
حشر ہونیکو ہے سب کہتے ہین بتا کیا ہی جواب
طالب نقد توکل ہون عطا کر یارب
صحبت نیک سے بہرہ نہین بد گوہر کو
مظہر قدرت خالق ہے صفائے عارض
اضطراب دل مایوس کا چارا ہی نہین

بات رہجائے زمانے مین بلا سے کچھ ہو
باز آتا نہین تو جور و جفا سے کچھ ہو
بالیقین ہو تو اوسے آبلہ پا سے کچھ ہو
گر کبہی حضرت واعظ کی دعا سے کچھ ہو
جسکی کوشش سے نہ کچھ ہو نہ دعا سی کچھ ہو
فرق وحشت مین جہان آب و ہوا سی کچھ ہو
مس حریفون کو اگر شرم و حیا سے کچھ ہو
بیوفائی تو نہو گی شرفا سے کچھ ہو
پرسش حال جو تیرے شہدا سے کچھ ہو
نہ پہرون مین رہ تسلیم و رضا سے کچھ ہو
ہو اگر جوہر قابل تو جلا سے کچھ ہو
تم مری جان عنایات خدا سے کچھ ہو
ہو اگر درد کسیکا تو دوا سے کچھ ہو

جان پژمردہ خیالات مین آجائی حبیب
نسبت اس نظم کو تب آب بقا سے کچھ ہو

شب جو یاد آگئی وہ زلف پریشان مجکو
قیس کا نام مٹادونگا وہ دیوانہ ہون
تیغ ابرو کے تصور مین کٹے شب کیونکر
اون سے کہدو نہین تاب غم فرقت باقی

صبح تک نیند نہ آئی کسی عنوان مجکو
وحشت دل نے دکہایا جو بیابان مجکو
تار بستر ہے ہر اک خنجر بران مجکو
ایسے جینے سے ہی مرنا کہین آسان مجکو

مردم دیدہ ہین مشتاق دکہا دو دیدار
بام پر چڑہ کے کرو ہو رہو احسان مجکو

تیغ قاتل سے لپٹ کر رگ جان نی یہ کہا
مدتون سے تہا ترے ملنے کا ارمان مجکو

کوہ صحرا ہین پہرا ہین ترے غم ہین پیارے
گہر نظر آنے لگا گوشۂ زندان مجکو

بت پرستی نہ چہٹی ہے نہ چھٹے گی ناصح
جائے محراب ہین ابروے حسینان مجکو

یاد ہین اوس رخ روشن کی ہوا ہون مجنون
شجر طور ہے ہر نخل بیابان مجکو

فرقت یار ہین ہاتہو نپہ جو گل کہائے ہین
ملگیا مرتبہ موسیٰ عمران مجکو

بندۂ زلف و رخ یار ہون زیبا ہے اگر
کوئی ہندو کہے اور کوئی مسلمان مجکو

کسطرح لایق تشبیہ رخ یار رکہون
خال و خط پہلے دکہائے مہ تابان مجکو

شیشۂ دل مے خون جگر و ساغر چشم
تیری فرقت ہین میسر ہے یہ سامان مجکو

گوش گل وا ہوئے سننے کو کلام رنگین
بلبلین چپ ہوئین دیکہا جو غزلخوان مجکو

کر دعا سوئے نجف ہاتہہ اوٹہا کر یہ حبیب
حشر کے روز بچا ناشہ مردان مجکو

ملایا خاک ہین برق نگاہ یار نے تن کو
بگولا بنگیا لیکن نچہوڑا اوسکے دامن کو

ملامت کرنے آیا تہا مگر ساکت رہا واعظ
ہماری خاکساری نے کیا ہموار دشمن کو

رہ دور و دراز عشق ہین پائے سبکدوشی
مرا حلق بریدہ کیون دعائین دی نہ رہزن کو

یہ بلبل کہہ رہی ہے جہوم کر فصل بہاری سے
ترے صدقے بنایا ہے دلہن شاخ نشیمن کو

بلا کچھ اور آئیگی اولٹ دیگا صف محشر
خدا کے واسطے صاحب سمیٹو اپنے دامن کو

پڑا چکر ہین رہکر پاس اس برگشتہ قسمت کی
لئے جاتے ہین دیکہو آسیا گر سنگ مدفن کو

وہ بلبل ہون مرا جو حسرت فصل بہاری ہین
نہ گاڑو پہینکدو لللہ کانٹون ہین مری تن کو

ہین جہگڑے ہر قدم پر کیسے طی ہو وادی ہستی
او لجہنے کا ابہی کانٹون مین ہی ارمان دامن کو

لیا بوسہ لب عاشق نی بڑہکر تیغ قاتل کا
حیا سے کٹ گئی خود آئی ایسی شرم گردنکو

فروغ صاحب جوہر کو حاجت کیا اعانت کی
ہوئی پروائے روغن کب چراغ روئی روشن کو

حبیب خوش بیان ہی یادگار حضرت ناسخ
خدا بخشے جناب عشق سے سیکہا ہی اس فنکو

جو گذرے وادی تحقیق بین دیکہہ اونکے جادونکو
شرف ہے رہنمائی کا سوارونکی پیادونکو

کسی نے بہی جوان ہوتے نہ طفل اشک کو دیکہا
ملا کب لطف ہستی رنج و غم کے خانہ زادونکو

علامت ابتذال نفس کی ہے ہر ادا انکی
وہ خود کامی تہا ننگ اپنا ہے جسپر فخر سادونکو

ہوئین محرومیان اکثر محرک عرق غیرت کی
کیا ناکامیون نے مستقل میری ارادون کو

شیوع حکمت و تہذیب گر چاہے تو ممکن ہی
مٹا سکتا نہین انسان طینت کے فسادونکو

بدلتا ہے زمانہ کیطرح رنگ اہل دنیا کا
سبق دیتے ہین یہ شاگرد اپنے اوستادونکو

رہین شامت اعمال ہے تقدیر کی خوبی
لئے ہین گود مین مایوسیان میری مرادونکو

وہ کیون اعزاز کہوتے ہین لباس زہد و تقوی کا
تخالف ہے رہ ہموار سے جن کج نہادونکو

رفاہ عام کی فکرین ہر اک سے ہو نہین سکتین
جہاد نفس پر بہی ہے فضیلت ان جہادونکو

جو عاقل ہین وہ حل کرتے ہین آسانی سی مشکل
کمانین باندہتے ہین کہینچکر برسون کہادونکو

حبیب مبتلا خوگر ہے الطاف احبا کا
ترقی دے ہمیشہ اے خدا ان اتحادونکو

دل جگر اے جانجان اہل وفا کے دیکہلو
جتنا جی چاہے انہین ہر دم ستا کے دیکہلو

جان و یدونگا اگر غیرون سے آنکہین چار کین
میری غیرت بہی اونہین صورت دکہا کے دیکہلو

اب نہین طاقت ہے اوٹھنے کی زمین سی مثل اشک
پہر نہ ہاتہہ آوینگا نظرون سے گرا کے دیکھلو

تم جگاؤ گے تو چونک اوٹھونگا خواب مرگ سی
مین اگر مر جاؤن تو شانہ ہلا کے دیکھلو

گو بگڑ کر کچھ نہین سنتے وہ پر کہتا ہی دل
پہر قدم پر رکھکے سر آنسو بہا کے دیکھلو

تیغ ابرو کے اشارے کہہ رہے ہین دمبدم
جان نثار و کاٹ شمشیر قضا کے دیکھلو

دل ہے افسردہ نکل آئینگے آنسو دوستو
اب نہ آئیگی ہنسی تم گدگدا کے دیکھلو

رنج و حیرت اوسکے اوٹھ جانے سی دامنگیر ہی
رکھی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کے دیکھ لو

کچھ نہ کچھ حسرت نکل جاے دل صد چاک کی
چلتے چلتے اک نظر مسکرا کے دیکھلو

ای طبیب خستہ جان ہی درد فرقت لا علاج
کچھ نہ ہوگا کہدیا آنسو بہا کے دیکھلو

سچ کہو چاہنے والونکو گلا ہو کہ نہو
وعدہ کر لیتے ہو تم سب سے وفا ہو کہ نہو

دل ٹھہرتا نہین ملے راہ وفا ہو کہ نہو
تمپہ ہم مرتے ہین در ذات قضا ہو کہ نہو

اب نہین ہے کوئی حد عشق مین رسوائی کی
حال وحشت کا مری تم نے سنا ہو کہ نہو

آپ نے کون سی بیداد اوٹھا رکھی ہے
اسکا کیا ذکر ہے عاشق کو گلا ہو کہ نہو

دل تو دل جان بھی الفت مین نہین تمسی عزیز
اب لکھی دیتے ہین لو پہلے کہا ہو کہ نہو

مارنا دل کا ہے مرجانے سے عاشق کی مراد
چھوڑ دنیا کو محبت مین قضا ہو کہ نہو

دیکھہ لینا جو لگایا ہے دل ای غنچہ دہن
اپنی کر جائینگے ہم تجھہ سے وفا ہو کہ نہو

طبع رنگین سے ہے مری جھوٹ بناوٹ سی نفور
راستی چاہیے باتون مین مزا ہو کہ نہو

پختہ ہو جائیگا یہ رنگ سیہ کاری کا
وسمہ پیری مین بہا ہے بیسود حنا ہو کہ نہو

تھا کبھی چاہنے والون مین ہمارا بھی شمار
دن بہت گذرے تمہین یاد رہا ہو کہ نہو

فائدہ آنے سے جب وقت عیادت نرہا
فوت ہے اصل غرض رسم ادا ہو کہ نہو

نام رہجاتا ہے آفاق مین ہر کامل کا
اور کچھہ اوسکا نشان بعد فنا ہو کہ نہو

اپنی ہستی کو مٹادونگا تری الفت مین
سر سے اونچا مرے سیلاب فنا ہو کہ نہو

نہ چھپی سنگدلی اونکی مرے ضبط سی بھی
ہوگیا شیشہ دل چور صدا ہو کہ نہو

گر کسی نے کہا دنیا مین نہین آج حبیب
ہنس کے فرمایا ہمین کام ہے کیا ہو کہ نہو

دردل تجھسے کہون یہ ہے زبان کی آرزو
تجھکو دیکھون اہی یہ چشم خون فشان کی آرزو

خاک مین ملجاؤن یا کدن عمر بھر گردش ہون
یہ زمین کی آرزو وہ آسمان کی آرزو

ملگئی دستار واعظ آج حسن اتفاق
ایک مدت سے تھی یہ پیر مغان کی آرزو

جد وکد بالیدہ ہو کر خوب کی اے چرخ پیر
پر نہ نکلی کچھہ مرے عزم جوان کی آرزو

فصل گل مین فوت ہے ان نامرادون کی خوشی
کیون ہوئی قید عنادل باغبان کی آرزو

حرف رکھا عاقلون نے ہو گئے بے اعتبار
کرگئی ہمکو سُبک رطل گران کی آرزو

ناخن وحشت رضا ہے سینہ کاوی دی تجھے
میزبان کیون بر نہ لائے میہمان کی آرزو

کب گمان تھا ہجر ہے انجام اوس آغاز کا
تمسے ملنے کی عبث اے جانجان کی آرزو

ہو یقین کیونکر نہین جب کوشش کسب کمال
شاعری ہے آجکل ہر بادخوان کی آرزو

فرش ہوجا نقش پا کی طرح راہ عجز مین
تا قیامت ہے اگر نام ونشان کی آرزو

جھیلکر خفت اوٹھا جو تیری صحبت سی حبیب
کیا کرے گا وہ سخن مین امتحان کی آرزو

دمبدم شور ہے جدھر دیکھو
رشک عیسی پھر ایک نظر دیکھو

دو ہی باتین ہین اے قمر دیکھو
ذبح کر ڈالو یا ادھر دیکھو

سیر ہو چاندنی مین تارون کی
یہ جھلکے افشان جبین پر دیکھو

وقت ہی کون گھر کے جانیکا
رات آئی ہے دوپہر دیکھو

دور ہے زلف کا زمانہ مین
آفت تازہ ہے جدہر دیکھو

ہین کفن مین بھی نیم باز آنکھین
شوق دیدار نامہ بر دیکھو

فیض پایا ہے کس نے اونسے
نہ جھکے نخل بے ثمر دیکھو

لے کے دل کی نہ تم نے دلداری
بنگئی میری جان پر دیکھو

ذکر فرقت سے دل دہڑکتا ہے
میرا سینہ تو اے قمر دیکھو

چشم انصاف چاہیئے صاحب
ہم تمہین دیکھین تم ادہر دیکھو

وصل کی شب ہے باتون باتونمین
ہو نہ جائے کہین سحر دیکھو

وصف اون کا دہان جہان پہ سنو
اونکا شہرہ ادہر جدہر دیکھو

لب پہ ہے جان منتظر بولو
بند ہوتی ہے چشم تر دیکھو

ابھی وسعت ہے اس زمین مین حبیب
اور کچھ دیر فکر کر دیکھو

لالہ زار اب نہ اے قمر دیکھو
آؤ زخم دل و جگر دیکھو

چاک پہلو ہے تا کمر دیکھو
زور بیتابیٔ جگر دیکھو

دل کی قیمت ہے ایک نظر دیکھو
چشم انصاف سے مگر دیکھو

کیون نہ تڑپون رہون نہ کیون بیتاب
سیکڑون داغ اک جگر دیکھو

شب فرقت مین خون رو یا ہون
آستین ہے لہو سے تر دیکھو

سوز تن کا بیان یہان پہ سنو
درد دل کا گلہ جدہر دیکہو

رحم آجائے چہوڑ دو بیداد
میری حالت کو تم اگر دیکھو

طوطے ہاتہون کے یہ اوڑاتا ہے
شوخئی مرغ نامہ بر دیکہو

طرفہ ہی انقلاب لیل و نہار
عیب سب ہو گئے ہنر دیکہو

امتحان لین اگر وہ الفت کا
پہر ہمارا دل و جگر دیکھو

حق بجانب ہے لاکہ عاشق ہین
تم اکیلے کدہر کدہر دیکہو

بل کی لیگی کمال نازک ہے
آگئی زلف تا کمر دیکہو

رنج و ایذا ملال و محرومی
نخل الفت کے ہین ثمر دیکہو

چہوڑ دوائے حبیب عشق بتان
جان و ایمان کا ہے ضرر دیکہو

شرمائے گی گنہ کی سیاہی خضاب کو
چندے رہا قیام جو عہد شباب کو

فرقت کی رات روز قیامت سے کم نہین
اللہ ٹال سر سے میرے اس عذاب کو

ہونٹو نہ جان مردم مشتاق دید ہے
اللہ خدا کے واسطے رخ سے نقاب کو

ہو کیون نہ آتش غم حسرت سے دل کباب
ہم موسم بہار مین ترسین شراب کو

رندی ہی بہتر ہے زہد ریائی سی خوب ہے
واعظ نہ چہیڑ بحث عذاب و ثواب کو

لکہا ہے اشتیاق ہی آنے کا قصد بہی
آنکہون سے کیون لگاون نہ خط کی جواب کو

دنیا کے اکل و شرب مین ای شیخ پارسا
ہمنے کیا پسند شراب و کباب کو

وہ کیا گئے کہ دولت آرام لٹ گئی
آنکہین سیاہ پوش ہین روتی ہین خواب کو

سچ یون ہی اے حبیب وہ باطل پسند ہین
حق سے جدا سمجہتے ہین جو بو تراب کو

جان دین کس طرح جب خواہان جان کوئی نہو / دشمن جان چاہیئے گر مہربان کوئی نہو

(ق) رخصت اے اہل وطن تخفیف زحمت چاہیئے / جا ئینگے اب روشناس اپنا جہان کوئی نہو

بے نشانی نامہ و پیغام کی ہو سد راہ / نیک و بد سُن سُن کے پھر یون بدگمان کوئی نہو

گریۂ خندہ نما کیون ہو نمک پاش جگر / ہر طرف مستفسر راز نہان کوئی نہو

مبتلا گر ہون مرض مین موت کے خواہان رہین / چارہ گر کوئی نہو راحت رسان کوئی نہو

کروٹین بدلین نہو پہلو مین کوئی وقت نزع / غیر آواز نفس نوحہ خوان کوئی نہو

ایسی آفت سر پہ آ پڑی ہی کہ دنیا و حبیب / رنج کیسا بس ہے یہ گر شادمان کوئی نہو

بہار آئی پھرین مے سے آبگینون کو / پلا پلا کے لگائین گلے حسینون کو

ہمین تو ہجر کا ہر ایک دن ہے ایک برس / وہ اپنے دل مین سمجھتے ہین پل مہینونکو

خفا ہوے تھے تو خنجر بھی پھیر دینا تھا / چڑھا کے رہ گئے کیون آپ آستینونکو

شب فراق مین طوفان اشک روک لیا / نہ رکھون آنکھونپہ کیون کر مین آستینونکو

ثبات جامۂ ہستی کا گر گمان ہوتا / تو چاک رکھتے نہ احباب آستینونکو

سپہ چلے جہان سے تہیدست مونھ چھپائی ہوے / کفن مین ہاتھ ہین محتاج آستینونکو

لپیٹے ساعد و بازو پہ ہار پھولون کے / پہنا نہین ہے مری جان آستینونکو

بتون سے جب ہوے بدظن جھکے خدا کی طرف / ہمیشہ سجدہ کی عادت ہے ان جبینونکو

زمین شعر مین ملتے ہین ہمکو یون مضمون / سکھا دیا ہے کوئی جس طرح دفینون کو

اڑے ہین یار ابھی فسخ عہد و پیمان پر / کہان گیا ہے کدورت سے صاف سینونکو

فلک پہ ہے مدد علم سے خیال اپنا / عروج پایا ہے طے کر کے ساری زینونکو

نہ کیسے چار حد خلق مین رہے مطعون | ستائے گر کوئی ہم زاویہ نشینونکو

کسی سے ہو نہ تو آزردہ خیال بٹتا ہے
حبیب چھوڑ دو روندی ہوئی زمینون کو

جان جانے کا محبت مین اگر ڈر ہے تو ہو | آگیا دل اوس پریوش پر ستمگر ہے تو ہو
یان قلمرو مین رہیگی تا ابد اقلیم نظم | اپنے ملک و مال پر نازان تونگر ہے تو ہو
ہے مخالف راستی کے سر بسر جسکا کلام | صاف کہدون مین نہین قائل سخنور ہی تو ہو
شخص بے جوہر سمجھ لو پیکر بے حسن کو | کیا تکلف سر سے پا تک غرق زیور ہی تو ہو
مین بہی کچھ پوچھون گا واعظ سے طریق عشق مین | رہنما میرا جو اس کوچہ کا رہبر ہے تو ہو
جس سے مین الفت مین کوئی شئی نہین سمجھا بتر | بے سبب ناراض مجھسے وہ ستمگر ہے تو ہو
خاک مین وہ بہی ملے جنکا رہا چندے عروج | اے فلک تجھسے ڈرین کیون کینہ پرور ہی تو ہو
چاہیے افزایش دولت سے پہلے یہ دعا | یا آلہی گر یہ میرے حق مین بہتر ہے تو ہو
جاہ و منصب سے کمال علم و فن بڑہتا نہین | بے ہنر خوبی طالع مین سکندر ہے تو ہو
دیکہا دل مین جگہہ تیری نگاہ ناز کو | ہر مژہ بہر رگ جان نوک نشتر ہے تو ہو

حافظ مطلق ترا غربت مین ہمدم ہی حبیب
درپئے آزار بدخواہ ستمگر ہے تو ہو

جادہ فرما ہو جو وہ مہر منور شبکو | غیرت صبح حلب ہو مرا سب گہر شبکو
خود بہی بدنام ہوا گہر مرے آکر شبکو | مجکو رسوا کیا بلوا کے ستمگر شبکو
کچھ قصور جو ترے قشقۂ صندل کا رہا | درد سر مین ہوئی تخفیف نہ دم بہر شبکو
جنکے افشان شہ لب بام جو آکر بیٹھے | سب نگے دیدۂ حیرت مہ و اختر شبکو

کیا سبب دیر کا ہے آج خدا خیر کرے
ورنہ تشریف وہ لاتے تھے برابر شب کو

دید لی ہے میرے قسمت کے ستارے کی چمک
اپنے جلوہ سے وہ دن کرتے ہین آ کر شبکو

ظلمت جہل ہو گیا شعلہ مصباح علوم
کوئی بینا کبھی دن کرتا ہے باور شبکو

ہول اوٹھتی ہے جو دل مین تو نظر آتے ہین
در کے روزن دہن افعی و اژدر شب کو

آپ کی یاد مین بیتاب تہا قلب مایوس
چہوٹے تھے یا مرے پہلو مین کبوتر شبکو

بر مین عاشق کے اگر شاہد مقصود رہے
کیون نہ سمجھے سحر عید سے بہتر شب کو

زلف کا وصف لکھا ذہن رسا نے تا صبح
کر گیا طے رہ ظلمات سکندر شبکو

کاٹنے والا ہے ایدل وہی ادبار کی رات
فضل سے اپنے سحر کرتا ہے جو ہر شبکو

اک گل شمع کو محتاج ہے آج اون کی لحد
کل میسر تہا جنہین پہولون کا بستر شبکو

رہے گلچین بہار چمن نظم حبیب
تہا سوا گل سے دماغ اپنا معطر شب کو

ردیف ہائے ہوز

ڈرتے نہین ہم فتنۂ محشر سے زیادہ
ہرگز وہ نہو گا تری ٹہوکر سے زیادہ

ابرو مین ترے کاٹ ہے خنجر سے زیادہ
ہر نوک مژہ تیز ہے نشتر سے زیادہ

اب کثرت سودا ہے مرے سر سے زیادہ
ہنگامہ ہے یان عرصہ محشر سے زیادہ

دکھلا رخ پر نور شب ہجر مین آ کر
بڑہ جاے نہ یہ زلف معنبر سے زیادہ

اک لاگ ہے ظالم مرے دلسے ترے دلکو
شیشہ سے سوا یہ ہے وہ پتہر سے زیادہ

ہر دم طلب رزق مین بے سود ہی کوشش
ملتا نہین انسان کو مقدر سے زیادہ

دل تیرے مزے لیتا ہی لے گرمی الفت
قیمت مین ہر اک اشک ہے گوہر سے زیادہ

رحمت پہ تری ناز ہے ہو جائے گا مجھکو — آغوش لحد دامن مادر سے زیادہ

صیاد طلسمات محبت مین پہنسے گا — تڑپیگا خط شوق کبوتر سے زیادہ

تم دیکھ لو سیماب کو بھی آگ پہ رکھ کے — بیتاب نہ ہوگا دل مضطر سے زیادہ

کیا خوب گذرتی ہے کرم سے ترے ساقی — میخانہ ہے واللہ مجھے گھر سے زیادہ

رلوائے نہ کیون خون غم ابرو و مژگان — ہر پھانس رگ جان مین ہے نشتر سے زیادہ

غربت مین نہ پہلتا جو حبیب جگرافگار
ہوتی اسے الفت نہ کبھی گھر سے زیادہ

شب فرقت مین ایدل کر فغان آہستہ آہستہ — ظہور راز محبت تا عیان آہستہ آہستہ

شروع عالم پیری سے اتمام جوانی ہے — ضعیفی اپنی ہوتی ہے جوان آہستہ آہستہ

گمان ہے تختہ سنبل کا بچا میرے مرقد پر — جگر جلتا ہے اوٹھتا ہے دہوان آہستہ آہستہ

کلیجہ جلگیا اور پہک چکا دل آتش غم سے — بس اب سلگینگی اپنی ہڈیان آہستہ آہستہ

نہ خون اوڑ اوڑ کے آلودہ کرے دامان قاتل کو — تڑپ اے مرغ روح نیمجان آہستہ آہستہ

خفا ہوتے ہو کیون رہنے دو اسکو اپنی کوچہ مین — گرا ہے گا تمہارا نیمجان آہستہ آہستہ

دعا کی ہے تو ظاہر ہوگی تاثیر اجابت بھی — پلٹتا ہے سفر سے کاروان آہستہ آہستہ

محل صبر و تحمل کا ہے یہ مضطر نہوا ایدل — وہ لیتے ہین ہمارا امتحان آہستہ آہستہ

ٹھہرنے دو طبیعت ہے بڑی روداد فرقت کی — سنا دینگے یہ ساری داستان آہستہ آہستہ

کہان ہین دل مین درد و داغ جذب عشق ای پری — مکین سب کر گئے خالی مکان آہستہ آہستہ

حبیب اتنا بھی تو مضطر نہو فکر علایق سے
کریگا مطمئن روزی رسان آہستہ آہستہ

ہوسے کیون سامنے منظور نہا مجہسی اگر پردہ
یہ چہپنا قہر ہے صاحب ستم کرتے ہو در پردہ

خدا کی شان دیکہو سات پردون مین ہی بینائی
خلاف وضع ہے عصمت کا گر ہباڑی نظر پردہ

نہان وہ دلکی پردہ مین ہی نور آنکہون کے پردہ مین
نظر کیا آسے مردم کو ادہر پردہ اودہر پردہ

بہے شرم گنہ سے اشک رحمت جوش مین آئی
خطا کارون کا تونے رکہہ لیا اے چشم تر پردہ

مری حالت بیان کرنا نہو جب کوئی پاس اونکی
ہوا جب رازدان ہی تجہہ سی کیا اے نامہ بر پردہ

یہ ہے رازِ نیازِ عشق کوئی غیر کیا جانے
سمجہ لیتے ہین ہم سب کچہہ وہ کہہ جاتی ہین در پردہ

جہان گزشتہ نیلے سے عیان ہون شان ستاری
حجاب لامکان ہے حکمت بالغ کا ہر پردہ

ہوے ہم غرض حاجت ہی سنگ سبکی نگاہون مین
ہوس نے جامۂ غیرت کا پہاڑا تا کمر پردہ

جو صند دربان کو سے ہے تو اسکو میری سا یہی
ہی سدِ راہ اوسکا بنکے خنجر و سنگ و در پردہ

خدا کی یاد اور عشق صنم کیونکر رہے دل مین
نبھے اس ایک گہر مین کسطرح آٹہون پہر پردہ

حبیب بادہ کش چہپ کے پیا کر گر نہین چہٹتی
نہ اسے ڈر ذرا رکہہ شرع کا اسے بیخبر پردہ

آج یہان ہو گیا ساقی دریا دل سے کے ساتھ
کل اگر چاہا خدا نے پھر پئین گے ملکے ساتھ

صاف کیا ہو نفس سرکش سا ہو دشمن دلکی ساتھ
مس طلا ہوتا نہین جبتک ہو نہ قلب کے ساتھ

کج ادائی اک ذرا کی تونے جس بسمل کے ساتھ
جان دی اوس نیمجان نے کس مشکل کے ساتھ

مین ملا کیا اونکو گویا داد وحشت مل گئی
آہوان دشت سب رہنے لگے ہل کے ساتھ

شمع خود پہلے جلی بعد اوسکے پروانہ چلا
لاگ ہے رخسار جانان کو یہ کسکی دل کے ساتھ

گر نہین دیتے ہو بوسہ بات تو سیدہی کرو
جانجان زیبا نہین کج بحثیان سایل کے ساتھ

روح پرور ہوگئے عناب لب سیب ذقن
اب ترے بیمار کو دق ہوگئی تہی سل کے ساتھ

ہو گئی خود خوشہ چین خرمن سوز و گداز
برق پھر چشمک کر گئی تو مری حاصل کیساتھ

لوٹتے انگاروں پہ وہ برسوں یہہ دم بھر خاک پر
کیا کسی مذبوح کو نسبت ترے بسمل کیساتھ

ہوتی جلدی کیوں شب فرقت میں ای ہوش خرد
ٹھہر و چلتی ہیں عدم کو آج ہم تم مل کے ساتھ

کسنے دیکھا آجتک اوس رشک لیلیٰ کا جمال
ہوش اوڑ جاتے ہیں سب کی پردۂ محمل کیساتھ

مے پرستی ہے مری واعظ دلیل بیخودی
کرلے بحث حرمت و حلت کسی عاقل کیساتھ

گردش چرخ ستمگر سے نہیں اک جا قرار
مثل مجنوں پھرتے ہیں اس نیلگوں محمل کیساتھ

ہو گیا پژمردہ دل رخصت ہوا جیسے شباب
جو صلے سب چل بسے اوس عہد مستعجل کیساتھ

زخم دامن داراہیں رخت شہادت جسم پر
روز محشر اوٹھہ کھڑا ہونگا یو ہیں قاتل کیساتھ

میکدہ میں دعوت اسلام کرتا ہے حبیب
ہوتے ہیں ہندو مسلمان پی کر اس غافل کیساتھ

نہ کرتا میں واعظ سے لینت زیادہ
ادب جھتے اگر آج حضرت زیادہ

نہ کی میری حاجت روائی تو ں نے
خدا سے بھی کی انکی طاعت زیادہ

غنی ہے وہی میر و سلطان سی بڑھ کی
طمع سے ہے جبکی قناعت زیادہ

ستایا بہت ہمکو نا کامیوں نے
مگر ہوتی جاتی ہے ہمت زیادہ

لگے ہاتھہ نا اہل کو لاکھ دولت
جہاں میں ہے کامل کی وقعت زیادہ

تہہ خاک سوتے ہیں مخمل میں جنکی
سدا شور تہا عمر و دولت زیادہ

او نہیں خون رولاتا ہے اکثر زمانہ
جو ہیں خوگر عیش و عشرت زیادہ

جو کچھ ہو پلا دے حریفوں کو ساقی
نہیں ہے مجھے مے کی عادت زیادہ

نہیں وضع کا پاس رہتا ہے اکثر
پڑے گر کسی پر مصیبت زیادہ

گئے ہم تو وہ بزم سے اوٹھ رہے تھے
نہین آئی باتون کی نوبت زیادہ

مثل سے ہے طمع کے ہین سب حرف خالی
قناعت سے ہوتی ہے عزت زیادہ

خدا پر بھروسے جو شاکر تو کرتے
فلک تیری ہم بہی شکایت زیادہ

اوٹھا شہر سے دل حبیب حزین کا
ہوا دفعتاً جوش وحشت زیادہ

لیا دل اگر کی عنایت زیادہ
نہ رکھیئے عبث مجھپہ منت زیادہ

ہر اکدن سے ہے جانکاہ فرقت زیادہ
مدارہ کے ہوتی ہے الفت زیادہ

پلادے یہی ہے جو موجود ساقی
نہین کچھ تکلف کی حاجت زیادہ

حسینونکا جوہر ہے جب بے نیازی
کرین کیون وہ اے دل مروت زیادہ

مرا دل بنا مقتدا ہو گئی جب
ہوا و ہوس کی جماعت زیادہ

جگایا فرشتون نے خواب لحد سے
ہم اس گھر مین سمجھے تھے راحت زیادہ

خیالات ہون پاک اوصاف بندش
تو ہوگی سخن مین لطافت زیادہ

دل ناتوان میرا یہ کہکے بیٹھا
جہان مین اوٹھائی اذیت زیادہ

ذرا دیکھئے لیکے تصویر یوسف
نہ تھے آپ سے خوبصورت زیادہ

جنہین ناز ہے اونکی الفت پہ دیکھین
کبھی ہم پہ بھی تھی عنایت زیادہ

کہون اونسے کیا مدعا اپنے دل کا
نہین جن سے صاحب سلامت زیادہ

مخاطب نہین رند واعظ سے کہدو
اوٹھاتے ہین کیون آپ زحمت زیادہ

ہوا خاتمہ اپنا اے ناامیدی
مناسب نہین اب رفاقت زیادہ

وہ کہتے ہین دیدیجئے بے تکلف
اگر دے کوئی دلکی قیمت زیادہ

حبیب سیہ مست نے کی نہ توبہ
ہوئی ضد کا باعث نصیحت زیادہ

عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ
دیکھئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ

کنگھی کرتا ہے حنائی ہاتھ سے وہ شعلہ رو
مہر کے پنجہ مین ہے زنجیر پشت آئینہ

تمسے آنکھین چار ہوتے ہی اوڑگی پائے ثبات
پشت بر دیوار ہے تصویر پشت آئینہ

سامنے اونکے رخ روشن کے ہے مثل نقاب
بڑہگئی ہے آجکل تنویر پشت آئینہ

تاب نظارہ ہو کسکو جب صباحت صبح کی
ہوتی ہے حیرت سے وان جاگیر پشت آئینہ

چہچہے جب سن لی تیری تقریر او شیرین بیان
کیون نہ پہر طوطی ہو دامنگیر پشت آئینہ

اولٹا آئینہ دیکہاتے ہی وہ پہر آئے ادہر
آج ثابت ہوگئی تاثیر پشت آئینہ

صاف ہین سینے نہ پوچھو عاشقون کے دلکا حال
چھپ نہین سکتی کبھی تحریر پشت آئینہ

عکس زلف یار ہے رخسار روشن سے عیان
دیکھلو آئینہ مین زنجیر پشت آئینہ

عشق ابرو ہو گیا تصویر جانان دیکھکر
دل کے ٹکڑے کرگئی شمشیر پشت آئینہ

سچ ہے منہ دیکھی کی ہین ساری یہ ظاہرداریان
کوئی بہی کرتا نہین توقیر پشت آئینہ

آج وہ آغوش مین منہ پہیرے بیٹھی ہین حبیب
بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

دل مین ہے سواحد سے تمنائے مدینہ
ہے وقت مدد اے شہ والائے مدینہ

اوس خاک سے روشن ہے نگاہ ملک و حور
کسطرح سے آنکھون مین نہ ہو جائے مدینہ

گلزار جہان وان کی ہوا سے ہے معطر
سو جان سے فدا ہے چمن آرائی مدینہ

تسکین نہین اسے حجر اسود کعبہ
سر مین ہے ازل سے مرے سودای مدینہ

ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لو — اے زینب دہ مسند مولائے مدینہ
چھپ جاتی ہین وان سارے گنہگارون کی عصیان — ستار کا دامن ہے کہ صحرائے مدینہ
ہر دم ہے ہمین شوق طواف لحد پاک — کیا دور ہے اللہ جو دکھلائے مدینہ
مرجاؤن تمنائے زیارت مین تو لکھنا — تربت پہ میری عاشق شیدائے مدینہ
دل یاد محمدؐ مین جو بہتا ہے ہو میرا — کس طرح سے آنکھون مین نہ پھر جائے مدینہ
کب دفن ہے وان احمد مرسل سا شہنشاہ — کیونکر کہون فردوس کو ہمتائے مدینہ
پوچھین جو ملک کونسی جا ہے تجھے مرغوب — بیساختہ لب پر مرے آجائے مدینہ

جب خلد مین پہونچے گا **حبیب** سخن آرا
آئے گی صدا دل سے یہی ہائے مدینہ

جو پڑا رہتا ہے کوچہ مین نظر آئے نہ وہ — شکل اپنی جو کبھی پردے سے دکھلائے نہ وہ
دل مایوس کا کیا حال بتاؤن جس دم — جاؤن مین دور سے اور پاس بھی بلوائے نہ وہ
گھر مین دم گھٹتا ہے دیدار کی میرا لیکن — کہین جاؤن تو یہ کھٹکا ہے کہ آجائے نہ وہ
وہی فرسودہ خیالات ہین واعظ کے ہنوز — خود ہی کیا سمجھا ہے اکدن مجھے سمجھائے نہ وہ
کیا کہون فوت سے اس خوف مین وعدہ کی خوشی — حسب عادت کہین پھر کہہ کے مکر جائے نہ وہ
آپ سے جاتے ہین گھر اوسکے بلانا کیسا — یہ غنیمت ہے کہ محفل سے نکلوائے نہ وہ
عشق کا جسکے تغافل سے ہو وحشت انجام — کیون سر اپنا تیری چوکھٹ ہی سے ٹکرائے نہ وہ
بے نیازی کی کوئی حد بھی ہے اللہ رے غرور — آگئی جان لبون پر میری پر آئے نہ وہ
آج گو شاد ہے ظالم ہمین ممکن یہ مگر — ایکدن ہنس کی مکافات مین پچھتائے نہ وہ
جسکی اُمید پہ ہر حال مین شاکر ہے **حبیب** — کون پوچھے نظر مہر جو فرمائے نہ وہ

ردیف یائے مثناۃ تحتانی

مری خوشی دل حاسد پہ ایسی شاق ہوئی
کہ چشم بد کی سیاہی شب فراق ہوئی

زبان کی کام نہ آئی کبھی حلاوت صبر
غذائے غم سبب تلخی مذاق ہوئی

ہر ایک سر مین بتون کی جمال کی شہرت
ہوائے عشق بنی برق اشتیاق ہوئی

رہے زمانہ سے مجبور صاحب جوہر
ہنر کو سختئ اہل دول سماق ہوئی

نہین ہے لطف مئے ناب بحر ساقی مین
بڑہا جو کیف عیان حالت مراق ہوئی

رفاہ قوم کا باعث تھے مشترک اغراض
بلائے خود غرضی مورث نفاق ہوئی

خلاف شرع پیمبر ہماری طرز عمل
عدو سے دبدبہ و شان و طمطراق ہوئی

اُمید جنسے بنی جب دم وہ سرپرست اوٹھے
تمام طاقت دل ایکبار طاق ہوئی

بلا مین پہنس کے نکلتا ہے صاف کم کوئی
رخ قمر مین کلف ظلمت محاق ہوئی

عروس دہر خلایق فریب تھی ہرچند
حضور نفس بنی لایق طلاق ہوئی

حبیب ہو گئے پیری مین جب قوی کمزور
سپاہ آز بھی بے ساز و بے یراق ہوئی

ہزارون صورتین پیدا ہین اک آشفتہ حالی سے
نئی دنیا بسی ہر دل مین اشکال خیالی سے

ثبوت ذات واجب کب ہو تشبیہ خیالی سے
طلسم وہم جب ٹوٹا تو نقش بیمثالی سے

مُدبر کرتے ہین ہمراز عالی ظرف کو اکثر
نئی کیفیت صہبا نہ کچھ مینا سے خالی سے

ہمیشہ راستی جنکی ہے باعث سرفرازی کا
او نہین کیا غم کہ جہک جائے گر پیرانہ سالی سے

چھپانے سے چھپے کیونکر مسرت کامیابی کی
بدلجاتا ہے اضمحلال چہرے کی بحالی سے

اسی تن کی بقا تک حصہ ہے لذات عالم کا
سبب ہوگی متانت حسن انجام محبت کا
چھپایا تھا زمین نے سینۂ پر داغ عاشق کا
خواص اکسیر کی رکھتی ہے طینت خاکساروں کی
گلون کے لب نہ ہوتے آشنائے خندۂ بیجا
کہان مال غنیمت اور کہان سرمایۂ ذاتی
پڑے تھے نقش پا بنکے نہ سنگ راہ تھی ظالم

دوبارا کون آیا خلق مین جسم مثالی سے
حسین با وضع کب ملتے ہین رند لاابالی سے
کھلے گل چھنکے نکلا عکس جب تربت کی جالی سے
سمجھتے ہین یہ جام جم کو کم جام سفالی سے
جو آتی کچھ بھی شرم انکو خزان کی گوشمالی سے
ہمیشہ شاخ گل ممتاز ہے گلچین کی ڈالی سے
سبب کیا مل گیا آخر ہماری پایمالی سے

یہی اُردو مین دکھلاتا ہی رنگ صائب و حافظ
حبیب خوش بیان کی قدر پوچھے کوئی حالی سے

وفا کے جسمین سو پہلو ہون کی اُسنے جفا ایسی
ہجوم نا امیدی مین اُمیدین ہوگئین پیدا
جواب صاف سنکر پھر کہون کچھ غیر ممکن ہے
جوانی اور شب فرقت کی بیتابی نہ بھولے گی
ملا ابتک ہین گاہک نہ کوئی جنس معنی کا
اسے پہنے ہوئی دیکھا ہے اکثر ہمنے زاہد کو
ہمیشہ بھولتے رہتے ہین وہ روز آنیوالون کو
ثمر ہے انکی ہر بے اعتنائی میری اُلفت کا
نہین واقف وہ دلداری سے ہم دل دیکے بیٹھے ہین
ہین ارمان آتی جاتے رات دن ہی کشمکش دلمین

مری اس نارسائی پر بھی ہے قسمت رسا ایسی
خدا کے فضل سے پیش آئین شکلین بارہا ایسی
کسی سے آج تک مینے نہین کی التجا ایسی
کرے پھر دل کی وہ حالت نہین کوئی بلا ایسی
رسا گو ہے طبیعت پر ہی قسمت نارسا ایسی
بھلا لایا کہان سے محترم ساقی عبا ایسی
نہین دیکھی طبیعت آج تک دیر آشنا ایسی
عموماً ملنے چلنے مین نہین ہرگز ادا ایسی
ہے اونکی ابتدا ایسی ہماری انتہا ایسی
زمانہ مین نہین دیکھی کوئی مہمانسرا ایسی

مرین یا جانبری ہو جای فرقت کی کشاکش سی
بتا دے کوئی صورت ہمکو بہی ای پر جفا ایسی

نشانہ بنگئے آفاق مین تیر ملامت کا
بہلا کہئے تو کچہ ہمسے ہوئی تہی کیا خطا ایسی

گل خندان سے چلے نمدیدہ ہو کر بچہگئے کانٹے
زمانہ کی یکایک دیکہئے پلٹی ہوا ایسی

الم کی طرح عشرت بہی تعجب خیز ہوتی ہے
کہان تہین غم کی شکلین ای دل صبر آزما ایسی

حبیب اک روز تم دیکہو گی انجام اپنی محنت کا
گمان جسکا نہین ہے ہوگی تائید خدا ایسی

چہٹون دنیا کے جہگڑونسی اجل آجائی جان نکلے
کہین دل سے مری اندیشۂ سود و زیان نکلے

تمہارے ابرو و مژگان کو ہم ایسا نسمجہے تہے
یہ تیغین جانستان نکلین یہ ناوک بی امان نکلے

دعائین دین نہ کیونکر تجہکو جان و دل سی اے ساقی
ہم آئی میکدے مین پیر اور بنکر جوان نکلے

نہ ٹہرا ایک اونمین سی جو دم الفت کا بہرتی تہے
ہمین ثابت قدم آخر کو وقت امتحان نکلے

عدم کی راہ سے ہوش و خرد کا قافلہ گذرا
یہ نالی صورت بانگ درای کاروان نکلے

ہوا دشوار بے تقلید چلنا راہ ہستی مین
ہمارے رہنما سب نقش پای رفتگان نکلے

بتون کے عشق مین پیش آئین کیا کیا دقتین ہمکو
ادائین آفت جان اور اشاری جانستان نکلے

عجب غواص ہوتے ہین شناور بحر الفت کے
نہین ڈرتے نہنگ آسا یہان ڈوبی وہان نکلے

خدا آباد رکہے تیری میخانے کو اے ساقی
یہان جب آئی ہم آشفتہ خاطر شادمان نکلے

لگی طاعت کی دہن جب کچہ نہ ہاتہہ آیا اطاعت سے
ہوس طوفان مین تیری ہم کہان ڈوبی کہان نکلے

جنہین سمجہے تہے ہم بیدین وہ ٹہری دین کی حامی
وہ رہرو جن پہ تہی رہزن کے دہوکی پاسبان نکلے

ستم پر ہی ستم اس ضبط کی تاکید بسمل پر
وہ دین جر کی پہ جر کا ورنہ یان لب سے فغان نکلے

حبیب اکدن سخن کی داد ملجائیگی غم کیا ہے

جو حالی کی طرح دو چار تیرے ہم زبان نکلے

فروغ مہر سے یکتا جگر کے داغ بنے		تمام پارۂ دل لعل شبچراغ بنے
یہ انقلاب ہے بلبل سیاہ زاغ بنے		وہ باغ خلد کا جن پر گمان تھا راغ بنے
نہال و سبزہ و گل تو نے جب سے کئے پیدا		تو کین ہر اک نے چمن بندیان یہ باغ بنے
خدا کی دین ہے ہر چند مال ہو کہ جمال		خوشامدونکی بدولت وہ بد دماغ بنے
تمام عمر رہی جنکو فکر نام و نمود	ق ۱	یہ سب بے نشان ہوئے اور وہ بے سراغ بنے
جہان نہوتی تھی گل دن کو شمع کافوری	۲	وہ گھر ہوا کے پلٹنے سے بے چراغ بنے
زمین کے نیچے وہ سوتی ہین جنکی تھی یہ خیال	۳	ادھر مکان ہوا اس رخ کو خانہ باغ بنے
چمن پہ عکس پڑا چشم مست کا کس کی		کہ سارے غنچہ گل کھلتے ہی ایاغ بنے

حبیب لاے خدا وہ بھی دن کہ تجھسا رند
فرید کر کے علایق سے انفراغ بنے

مقتضاے وقت ہو جو کچھ وہ کرنا چاہیئے		اختلاف اچھا نہین فتنہ سے ڈرنا چاہیئے
قول "دیر آید درست آید" مین پنہان ہی یہ رمز		کر کے کوشش کے مدارج طی ٹھہرنا چاہیئے
رنج و راحت ہین نتیجے انقلاب دہر کے		پر نہ اپنی حد سے انسان کو گذرنا چاہیئے
ہے تلون طبع کا رنگ صداقت کی خلاف		کہدیا جو کچھ نہ اوس سی پھر مکرنا چاہیئے
زندگی سے فائدہ کیا جب ہوئے بے اعتبار		بات ہی وہ شے ہے صاحب جسپہ مرنا چاہیئے
سادہ لوحی سے نہین چلتا ہی کار حل و عقد		ڈوب کر بحر تفکر مین ابھرنا چاہیئے
ترک دنیا کے فوائد کہہ رہی ہے حب جاہ		پہلے سر سے اس پریوش کو اترنا چاہیئے
سنکے وحشت بڑھتی ہے دیوانگان عشق کی		کوشش اصلاح چپکے چپکے کرنا چاہیئے

یہ زمین روندی ہوئی ہی شاعرونکی ای حبیب
ڈہیہ کو مضمون کے پودونسی نہ بہرنا چاہیے

اوسنے بگڑی تہی مگر کچہہ ایسی صورت بن گئی
غازہ روی امل گرد کدورت بن گئی

رنج کی تخفیف ناچاری مین راحت بنگئی
بدلی حالت جیسی ویسی ہی طبیعت بنگئی

لو شباب آیا ہوئین دلچسپ باتین دلفریب
طبع کی جودت وہ بچپن کی شرارت بنگئی

توبہ کرتے ہین مگر واعظ کبہی نبہتی نہین
عادتِ رندی بہی اب جزوِ طبیعت بنگئی

کوئی چارہ تہا نہ مجبوریمین کوشش کے سوا
رہنماے منزل مقصد ضرورت بنگئی

دوستونمین جب ہوئین باتین توقع کی خلاف
باہمی الفت سمجہہ لیجیے عداوت بنگئی

ضبط مشکل تہا مگر جب پی گئے خون جگر
رفتہ رفتہ صبر کی تلخی حلاوت بنگئی

گہٹ گیا اقبال یا زشتی اعمال قبیح
منعمون کے حق مین طالع کی نحوست بنگئی

مشکلین آسان ہوئین جسدم ہوئی نیت بخیر
دل کی استغنا کلید باب دولت بنگئی

بے تردد حل نہین ہوتے ہین قدرت کے نکات
عادت تحقیق کشاف حقیقت بنگئی

وعدہ رحمت ترا دل نے دلایا مجکو یاد
فکر آمرزش اگر ہول قیامت بنگئی

دیکہکر اس بے نیازی کو ہزارون سر جہکے
کج ادائی یار کی محراب طاعت بنگئی

فکر ایذا کی عدو نے لاکہہ لیکن اے رحیم
تیغ آفت کی سپر تیری حفاظت بنگئی

کوششین کر کے تہکی نکلا نہ ارمان ایک بہی
تنگئی دل قلۂ قاف قناعت بنگئی

کردیا مایوس بندون نے تو رحم آیا اُسے
نااُمیدی کامیابی کی علامت بنگئی

دل سے ہے مالک فدا اس کارسازی پر حبیب
بات بگڑی جب کبہی تیری بدولت بن گئی

بہار آئی بنی ہر میکدہ کا سائبان بدلی — ہر اک میخوار کی پھر چال بگڑی پھر زبان بدلی

نفاق و خود پسندی عام ہی دیکھو جدھر مڑ کر — کدھر تہذیب پہلی قوم کی حالت کہان بدلی

ہوا جاتا ہی بیخود دشمن کے ذکر دلفریب اونکا — یہ کیا حالت ہی کچھ یہ تیری بھی نیت رازدان بدلی

چلا پورا فسون نرگس مخمور زاہد پر — ابھی تسبیح مرجان سے شراب ارغوان بدلی

مجھے زک دیکے شادان کرنا ای بدعہد دشمن کو — ترا وعدہ ہی سچا پہ مینے شرط جان بدلی

کرم نے تیری یارب دور کردین کلفتین ساری — امید سود سے دم بھر مین تشویش زیان بدلی

مدار رنج و راحت ہی عتاب و لطف پر اونکے — ہمارا رنگ رخ بدلا اگر تیوری وہان بدلی

جرس ہین کاروان گل کو منقارین عنادل کی — خزان سے پھر بہار جانفزا ای باغبان بدلی

ابھی لایا نہ تھا لب تک مین حرف مدعا صاحب — کہین ابرو کی شمشیرین نگاہ جانستان بدلی

بہت اچھا رہا وہ عاشق جانباز دنیا مین — دو روزہ عمر سے جسنی حیات جاودان بدلی

ملاقاتین غرض کی بو سے یکرنگی سی خالی ہین — گیا لطف و لحاظ طرز سلوک دوستان بدلی

حبیب مبتلا جب نوکری وجہ معیشت ہے
تو شہر اپنا اوسی بستی کو سمجھو ہو جہان بدلی

دیدۂ دل کس طرف محو تماشا ہو گئے — جس قدر ارمان بھی تھے اوسمین عنقا ہو گئے

نیکنامی کی نہ کی جب قدر رسوا ہو گئے — ننگ جن کا مونس تھا آخر گوارا ہو گئے

جائے عبرت ہی جہان کتنی ہی بزم آرائی عیش — اک چراغ عمر کے بجھتے ہی تنہا ہو گئے

بنے ہر اک نقش قدم آئینہ روئے مراد — جلوہ گاہ یار سے سو لطف پیدا ہو گئے

دیکھنا جب ہوگا وصل یوسف مقصد نصیب — نوجوان پیری مین ہم مثل زلیخا ہو گئے

عشق تھا وحشت کی پردہ مین بھی معنی آفرین — داغ سودا قلب پر حرف تولا ہو گئے

تشنہ لب اک مین بہی ہون اسکی زلال لطف کا
سیکڑون قطرے کرم سے جسکے دریا ہو گئے

ہمنے کین برباد ساری کوششین اسلاف کی
فائدے جالکاہیون کے خوان یغما ہو گئے

ہوتی ہے ناکامیابی کی خجالت لاعلاج
خودستائی مین بہت سے راز افشا ہو گئے

حسن سیرت آپکی صورت کا ہے اصلی جواب
غیرت یوسف سبہی رشک مسیحا ہو گئے

بحر زخار کرم ہے جسکے ہین امیدوار
اک نظر مین دیکھنا ہم کیا تہے اور کیا ہو گئے

نقد جان دیکر خریداری پہ عاشق تل گئے
جنس بازار محبت ناز بیجا ہو گئے

سختیان سہہ سہکے عاشق بنگیا عالی نظر
داغ سودا دیدہ دل مین سویدا ہو گئے

نکتہ چینی سے عدو کی ہو گیا حصر عیوب
تہے فضائل جتنے مخفی آشکارا ہو گئے

وجہ آمرزش ہوا بڑہ بڑہ کی جوش انفعال
رنج سے سامان راحت کے مہیا ہو گئے

کی جسارت ہمنے عرض مدعا کی جب حبیب
دل کے مقصد زیب دامان تمنا ہو گئے

یہی امید ہی ہر دم خدایا تیری رحمت سے
غنی کر دیگا اکرم مین سبہی اپنی عنایت سے

بہت آسان ہوا یہ دل رہائی قید کلفت سے
جو استقلال کا دامن نچہوٹے دست ہمت سے

ملا سب کچہہ چہٹے جب حرص کی بیہودہ زحمت سے
بجے کتنی ہین استغنا ہوے حاصل قناعت سے

بدی کا بدنتیجہ ہوگیا گمراہ کا ہادی
خمار بادہ نے بدلا ہی رغبت کو نفرت سے

وہی ہے مستند جسکو جہان کے اہل فن مانین
نہو گر یہ تو کیا حاصل سخن کی عام شہرت سے

یوہین خوی کرم سے ہوتی ہے توقیر دولت کی
ہوا کرتی ہے جیسے عزم کی تائید جرات سے

شرافت نفس کی وہ جوہر قابل ہو انسانمین
محاسن اخذ کرلین ہے جو ہر قوم و ملت سے

دکہا کر دوستونکے دلکو وہ نادم بہی ہوتی ہین
مگر مجبور ہو جاتے ہین پہر اپنی طبیعت سے

توکل ہی جنہین دل سے تری رحمت پہ ای مالک / نہین پروا کسیکی اونکو بیٹھے ہین فراغت سے

طبیعت کا تغیر نقش رفتار زمانہ سے / یہ صورت خود بدل جائیگی آنیوالی حالت سے

سلامت رو بسر کرتے ہین اپنی عمر بل چل کے / نکل جاتے ہین کام اکثر فقط صاحب سلامت سے

حقوق خلق پر تو نے نظر رکھی نہ اے منعم / مبدل ہوگئی آخر بداعمالی فلاکت سے

بقا انسان کی ہی دوستی مین نوع انسانکی / ابھی تک نام ابراہیم کا زندہ ہے خلت سے

زمانہ بتنزل رکھتا ہے بدخواہ خلایق کو / بجز کاہش نہین ملتا ہی کچھہ حاسد کو غیبت سے

مناسب ہی غزلین ہون حبیب اخلاق کے مضمون
سخن کی منزلت بڑھتی نہین لفظی رعایت سے

کوئی باتون سے عیان دلمین ہے پنہان کوئی / آرزو کا نہین میری حد و پایان کوئی

نظر آتا ہے یہ عالم مجھے بیہوشی مین / کھینچتا ہے طرف کوچہ جانان کوئی

ایکسان ہین تری درگاہ مین سب شاہ و گدا / مگر اس شان پہ حاجب ہے نہ دربان کوئی

اپنے دیوانونکی حالت کا تماشا دیکھو / کوئی بیخود ہے تو ہے سر بگریبان کوئی

میری دلمین ہے ترے مصحف عارض کا خیال / یا ہی مابین حرم حافظ قرآن کوئی

لیجیے چھوڑ کے مرقد مین چلے یار و عزیز / آج کہتا نہین اللہ نگہبان کوئی

عاشق زلف کی سودے مین سرمو نہین فرق / ہے پس پردہ دل سلسلہ جنبان کوئی

پوچھیے اس راہ مین کون آبلہ پا کو جس مین / جان بلب ہے کوئی بسمل کوئی بیجان کوئی

کچھہ نہ کچھہ ہی خلش نیش الم ہر دل مین / بچ سکا خار حوادث سے نہ دامان کوئی

بزم کو آئینہ خانہ کیا جلوہ نے ترے / کوئی حیران ہے تو انگشت بدندان کوئی

شمع مرقد کو بجھانا ٹھہر اے باد صبا / شاید آئے طرف گور غریبان کوئی

فاتحہ کو کبھی بھولے سے بھی ہاتھہ اوٹھے ہین
مرنیوالون پہ کیا آپ نے احسان کوئی

کیا کہین کس سے کہین جب یہ تمنا ہو حبیب
کچہہ سناتے کہین ملتا جو سخندان کوئی

ہزار شکر کہ نالے نہ بے اثر نکلے
ہماری حالت دل سے وہ با خبر نکلے

بڑا فسانہ ہے گھر چھوڑنے کا کوچۂ یار
تری تلاش ہین ہم قصہ مختصر نکلے

خیال زلف بندہا اور ٹپک پڑے آنسو
اندھیری رات مین یہ طفل بے خطر نکلے

جگر کو توڑ کے گذرے ہین دل سے تیر نگاہ
گھر اپنا جان کے آئے ادہر اودہر نکلے

گناہ لاے ہین مجرم بنا کے تیرے حضور
جو راہزن تھے ہمارے وہ راہبر نکلے

خیال تک نہوا بیوسیلگی کا کبھی
ہم اپنے گھر سے خدا کی امید پر نکلے

رفیق راہ عدم کے بنے ہین کچہہ ارمان
بڑی تلاش سے دو چار ہم سفر نکلے

نصیب دیکھئے تھی جنسے جانبری کی امید
وہ میرے قتل پہ باندھے ہوئے کمر نکلے

دہن پہ قفل تھا وعدہ کسیکے آنے کا
ہجوم یاس مین نالے دم سحر نکلے

ستا کے آج ہمین شاد کیون ہوا ہے دشمن
عجب نہین جو کہین اسکی کل کسر نکلے

ہمیشہ خلق مین گذری ہے ایکسان کس کی
اونہین کا شکر ہے ارمان جسقدر نکلے

وہ کہتے ہین مری جامہ دری کا غل سنکر
نشان سوت سے ہے لو چیونٹیو نکے پر نکلے

حبیب پہنس کے بلا مین نہ ڈر عجب کیا ہے
کوئی نجات کی صورت یہین سے گر نکلے

کرون دل ہی نہ اپنا کرکے کوئی دم فغان خالی
سوال وصل سی کیا ہوگا جائے گی زبان خالی

کشاکش کا تحمل تہا کہان روح مجرد کو
گئی سوے عدم کرکے عناصر کا مکان خالی

رہیگا یوہین اک پتلا ہوس کا بنکے ہر انسان
ہوا سے ہوگا جسدن تنگ جوف آسمان خالی

نہین ارمان کوئی دلمین وحشت کسکے پاس آئے
پلٹ جاتا ہے ازخود دیکہکر گہر میہمان خالی

نہین کمظرف مین اک رند دریا نوش ہون ساقی
کہانتک دیگا تو ہوجائیگی آخر دکان خالی

جسے سمجہی تہے سب لیلی وہ شاید روح مجنون تہی
مرادہ پہر رہا ہے لیکے ناقہ ساربان خالی

تعلق سے کجی کے راستی ممتاز ہوتی ہے
نہ تنہا تیر مصرف کا نہ کار آمد کمان خالی

حریف اوٹہکر چلے جب بزم سے اُسوقت ہم پہونچے
ملے اولٹے خم وساغر گزک کی کشتیان خالی

حبیب اس رنگ مین سرسبز ہو کوئی تو ہم جانین
تکلف کیا ہوئی بہی ہمانے گر آرزو زبان خالی

مین نے کہا بصد نیاز جرم سے اعتراف ہے
رحمت حق نے دی صدا تیری خطا معاف ہے

سنتے نہین وہ دردِ دل اسمین بہی کچہہ خلاف ہے
ہے کہو نہ بار بار یہ بہی جواب صاف ہے

دل اگر ایک سو رہے مسجد و خانقاہ کیا
کوئی مقام کیون نہو حالت اعتکاف ہے

عمر گنوا کیا ہے اعتبار ہیچ ہین اپنے اقتدار
سب ہے اوسی کو اختیار ہم جو کہین وہ لاف ہے

خود غرضی ہے گمرہی کہو دنہ پت رہی سہی
دوستو خلق مین یہی باعث انحراف ہے

صحبت اتقیا مین تہا ذکر حبیب مے پرست
ذات مین اتحاد ہے وضع مین اختلاف ہے

ہر داغ آرزو کا کوئی چارہ چاہیئے
پہلو مین شور ہے دل صد پارہ چاہیئے

کب ہے بہار حسن کا دل مین خزان کو دخل
ہر دم دراز دامن نظارہ چاہیئے

گردش زمین کی خواب اجل کیون نہ جلد لائی
سونے کے وقت جنبش گہوارہ چاہیئے

بیحد مرے گناہ ہین کر عفو اے رحیم
اک عمر دیکھنے کو یہ پشتارہ چاہیئے

فرقت مین میرے حال سے وہ بے خبر نہین
حاجت ہے قاصدونکی نہ ہرکارہ چاہیے

غربت مین ہمنشین ہے وہ مونس ملال مین
کیا اور تجھکو اے دل آوارہ چاہیے

سمجھے ہین تاج آبلۂ پا کو خار دشت
یون پاس خاطر وطن آوارہ چاہیے

زیبا ہین بعد عیش کے چند سے مصیبتین
تھوڑا تو ہر گناہ کا کفارہ چاہیے

وقت سخن ہو کیون نہ دُر افشان زبان یار
چشمہ کی زیب کے لئے فوارہ چاہیے

اے ضبط دیکھہ آنکھونکی ساغر چھلک نجائین
مچلے ہین طفل جنبش گہوارہ چاہیے

ساقی ہے صحن باغ ہے دور شراب ہے
پہلو مین ایک شاہد مہ پارہ چاہیے

ہون لاکھہ سد راہ نشیب و فراز دہر
کوشش کشود کار مین ہموارہ چاہیے

صورت گر خیال سے ہے قدرت نما حبیب
اسکو نہ عکس اور نہ انگارہ چاہیے

عمر بھر بیخود خیال چشم قاتل مین رہے
پھول نرگس کے ہمیشہ دامن دل مین رہے

شکل مجنون جستجوے مقصد دل مین رہے
چند ارمان تھے جو لیلی بنکے محمل مین رہے

عمر بھر دوڑے مگر پہلی ہی منزل مین رہے
پاونکے چھالونپہ رشک آنکو ہی جو دلمین رہے

غیر ممکن ہے نہو مطلب مین اپنے کامیاب
صرف گر ثابت قدم انسان مشکل مین رہے

کی نہ مطلق کوشش سرسبزی کشت عمل
حرص کے بندے تھے ناحق فکر باطل مین رہے

تم بھی دیکھو آج کیون حیرت سے اہل بزم کو
اسطرح بیٹھو کہ آئینہ مقابل مین رہے

کیون کرے دل پا اثر ہمجنس کی نالے کیطرح
درد کا پہلو نہ گر صوت عنادل مین رہے

ہین امید و بیم مین وابستۂ اہل دول
کسطرح بیخوف طوفان کوئی ساحل مین رہے

سرپرست ایسے ملے جنکو نہ تھی [illegible] رہبر
نو شناور تھے مگر ہم دست غافل مین رہے

دیکھ لے بتیس[۳۲] دانتون مین زبان کی احتیاط
بنکے جو محسود اقران و اماثل مین رہے

سر کو تھی نہ فکر علایق ابتداے عمر مین
پاسے ہمت نوجوانی سے سلاسل مین رہے

شور بیجا ہوگا وہ کمظرف ملجاینگے جب
غل نہو گر قفس افراد جلاجل مین رہے

ہے کمال فن شرافت کیطرح مضمون حبیب
رہنے دو گر منصب اعلیٰ ارادل مین رہے

سمجھ مین کچھ نہین آتا کہے ہزار کوئی
ستم ہے جب نرہے دلپہ اختیار کوئی

بچا نہ تیر نظر سے ترے شکار کوئی
جگر کے پار ہے کوئی تو دل کے پار کوئی

نچھوڑ نیک عمل تا بہ اختیار کوئی
جہا نہین آئے گا غافل نہ بار بار کوئی

برا ہے دلپہ بہی ہوتا ہے اختیار کوئی
نچاہے وہ تو کرے کیا کسیکو پیار کوئی

یہ فکر کر کہ زبان زد ہو تیر احسن سلوک
نہین زمانے کی حالت کا اعتبار کوئی

کوئی تو خلق سے ہر دلعزیز خلق مین ہے
ستم کی خو سے ہے سبکی نظر مین خوار کوئی

ہر اک سخن مین تمہارے بلا کی شوخی ہے
بنا نہو دل عاشق مین اضطرار کوئی

سناؤن حال دل زار کسکو فرقت مین
مجھے نظر نہین آتا ہے راز دار کوئی

تم آکے سامنے بیٹھو تو دل رہے یکسو
خیال اور نہو وقت احتضار کوئی

بجا ہے وعدہ کے دن کو کہین جو روز شمار
تمہارے وعدونکا ابتک نہین شمار کوئی

نہ اس کا وقت ٹلے اور نہ آئے قبل از وقت
قضا کے حصن سے محکم نہین حصار کوئی

بشر کو چاہیئے یون عمر رفتہ کا افسوس
کسیکے غم مین ہو جس طرح سوگوار کوئی

رہے خدا پہ نظر شان بندگی ہے یہی
جو پیش آئے کبھی امر ناگوار کوئی

نہ ہوتی خلق مین ممتاز گر شرافت نفس
کبھی فقیر سے جھکتا نہ تاجدار کوئی

ہٹا و جادۂ عجز و نیاز سے نہ قدم
حبیب تم کو خدا دے جو اقتدار کوئی

وہ کرتے ہین ضد اپنی حاصل یہی ہے
سمجھتے نہین بات مشکل یہی ہے

بشر کو کبھی رنج ہے گاہ راحت
زمانے کی رفتار یا دل یہی ہے

سر شام جب تم لب بام آئے
ہر اک نے کہا ماہ کامل یہی ہے

کہلا ہمپہ جب دم لب گور پہونچے
محبت کے دریا کا ساحل یہی ہے

مرے دل مین آ بیٹھہ ای رشک لیلی
رہ ناز مین تیرا محمل یہی ہے

ملے داد دن حشر کا آئے ظالم
خدا سے کہون میرا قاتل یہی ہے

نہ پوچھی کسی دن مرے دل کی حالت
ذرا دیکھہ لے تیرا بسمل یہی ہے

کدہر کا ہے رخ اے مہ چرخ خوبی
مرے گہر مین آ تیری منزل یہی ہے

نہین تجہسا گل باغ ہستی مین کوئی
گلستان مین شور عنادل یہی ہے

نہین بڑہنے دیتی ہے قید تعلق
مرے پاؤن مین بس سلاسل یہی ہے

بہلا دو حبیب اب جوانی کی باتین
نہ سمجھو جو پہلے تہا وہ دل یہی ہے

پا کر در امید پہ جگمگہٹ جو اس کے
اوڑنے لگین ہوائیان چہرہ پہ یاس کے

کیا آگیا زبان پہ عالم مین یاس کے
سن سنکے لوگ جمع ہوئے آس پاس کے

ہین جسکے ساتہہ ہمکو ہی اس رہنما سے کام
پابند ہین خبر کے نہ پیرو قیاس کے

دل تیرے اعتماد پر ہر دم قوی رہا
سامان بارہا ہوے بیم و ہراس کے

کب کشف تن ہی کا شف اسرار معرفت
اسباب ہین کچہہ اور ہی ترک لباس کے

اہل سخن مین قوت ایجاد شرط ہے ۔۔۔ کیا لطف سیکھ لینے مین ڈھنگ اقتباس کے
پایا ہے بعد مشق ریاضت کے حظ وصل ۔۔۔ تار نفس پہ دھو گئے ہین خط ماس کے
جو بات جی مین آئے وہی کیجیے مگر ۔۔۔ سُننے مین حرج کیا ہی مری التماس کے
مایوس ہر طرف سے ہون اب جلد لے خبر ۔۔۔ راحت رسان ملول کے ہمدم اداس کے
دکھہ درد اپنا بہول کے غم اوسکا ساتھہ لائی ۔۔۔ بیٹھے جو پاس جا کے کسی روشناس کے
اک ساغر زلال کرم اور چاہیے ۔۔۔ دے جلد لے کفیل مری بہوک پیاس کے
میخانہ مین مچائی ہے رندون نے دھوم دہام ۔۔۔ ساقی کرشمے ہین یہ ترے اک گلاس کے
زینت سے تیرے بادیہ پیما کو کام کیا ۔۔۔ ہین جامۂ حریر یہ پتے پلاس کے
نعمت کا شکر اہل تنعم پہ فرض ہے ۔۔۔ دولت رہی نہ پاس کبھی ناسپاس کے

کیا غم پھرا جو اک بت بیمہری حبیب
گاہک ہزار ہین دل خلت اساس کے

کہتی ہے اجل آ مرے آغوش کے پالے ۔۔۔ سب کر چکا دنیا سے بس اب دلکو اٹھا لے
گھر سے ہمین یون گردش قسمت نے نکالا ۔۔۔ تلوے سے کوئی کانٹے کو جسطرح نکالے
کیون چھیڑتے ہین بادۂ راحت کے قدح نوش ۔۔۔ چُپ بیٹھے ہین اک گوشے مین ہم دلکو سنبھالے
رحم آئیگا ان سے نہ مرض کو نہ قضا کو ۔۔۔ ق ۔۔۔ بیسود ہین آہین تری بیکار ہین نالے
کر صبر ہر اک دکھہ مین خدا سے یہ دعا کر ۔۔۔ ۲ ۔۔۔ مالک مرے اس درد سے تو جان بچا لے
کھلتی ہے جبھی اپنے مصائب کی حقیقت ۔۔۔ پڑتا ہے جب انسان کسی غیر کے پالے
اسلام کی دنیا مین ہر اک سمت ہے اندھیر ۔۔۔ ق ۔۔۔ یارون نے ہین جسوقت سے یہ تفرقے ڈالے
ایک ایک کو کہتا ہے برا حاضر و غائب ۔۔۔ ۲ ۔۔۔ کون انکو نصیحت کرے کون انکو سنبھالے

اس دور دِلے پن مین نہین بنتا ہی کوئی کام	۳	پڑہ آتے ہین جب غیر تو ٹلتے نہین ٹالے
کچھہ زور نفاق وحسد وکینہ تو گھٹتا	۴	ہوتے اگر اچھے یہ نئی روشنی والے
آفت تو یہ ہے یہان بہی وہی خود غرضی ہے	۵	ہمدردی مین چہاپا کرین لکھہ لکھکے رسالے
بر آنے کا تیرے کوئی اسلوب نہین		اے دل کی تمنا تجھے اللہ نکالے
کہوٹا نہین ہے عیب ہے نقد دل عاشق		ظالم تجھے شک ہو تو جہان چاہی دکہا لے
سمجھے تہی ہم اک مشغلہ الفت کو بتون کی		معلوم نہ تہا جان کے پڑ جائینگے لالے

رہتا ہی سر اک وقت حبیب اپنی ہی دہن مین
اسکے تو خیالات ہین دنیا سے نرالے

نا امیدی مین تحمل کے مزے پائے ہوئے	رہتے ہین غم سے دل مضطر کو بہلائے ہوئے
وجہ سرتابی ہین قصر اپنے ہی بنوائے ہوئے	مخرب اہل دول آخر کو سر مائے ہوئے
کچھہ نہ پوچھو ہے جو باغ دہر مین دلبستگی	آپ سے آئے تہے ہم جاتے ہین بلوائے ہوئے
کہتے ہین وہ ٹال کر عشاق کی گستاخیان	یون نمانوگے کبھی تم بے سزا پائے ہوئے
چاہتے تہے تذکرہ پر غیر کے داد سخن	میری خاموشی سے بیٹھے ہین وہ جھنجھلائے ہوئے
دل کی قیمت بہی نہین کرتے لئے جاتے ہین آپ	کہئے کیا سمجھو نہین ہے کچھہ مونہہ سی فرمائے ہوئے
راستی جسمین نہو ہی وہ ستائش مبتذل	ہین یہ اگلی صحبتون کے راگ سب گائے ہوئے
دوستونکی جور بہی اہل وفا کو ہین عزیز	آؤ صاحب دور کیون بیٹھے ہو شرمائے ہوئے
نیک و بد افعال یان ہوتی ہین یون اکدن عیان	حشر مین اوٹھینگے مردے جیسے دفنائے ہوئے
خوبئے آغاز پر عاقل نہین کرتے ہین ناز	خوف سے انجام کے رہتے ہین گہبرائے ہوئے
میری اخلاقی سلوک اور اونکے اغراض وسیع	خود نمائی کیلئے دلچسپ پیرائے ہوئے

خاک جسم نازنین ہی بوے خوش ہی خوی نیک
کہہ رہے ہین یہ حقیقت پہول مرجہاے ہوئے

دینگے ارباب حقیقت داد اکدن ای حبیب
لطف سے گرہون بیان حالات پیش آئی ہوئے

ہین تمناؤنکی بادل دلپہ پہر چہاے ہوئے
دم نہ لے سوز جگر بے انکو برسائے ہوئے

کچہہ تلافی ہہسے ہوسکتی نہین مافات کی
ہین امید مغفرت سے دلکو بہلائی ہوئے

چار دنمین بوالہوس لوگونکی حالت کہل گئی
آئینگے پہر اونکی محفل مین نکلوائی ہوئے

صحبت ناجنس نے کہویا زمانہ سی ہمین
جن کے سائے سے سیوا موذی یہ ہمسائے ہوئی

فصل گل ہی ہر طرف جہونکی ہوا ی صبح کے
عطر مین ڈوبی ہوئی پہرتے ہین اترائے ہوئے

سلسلے ایسے تعلق کی جہانمین ہین وسیع
زندگی پہر رکہتی ہین انسان کو الجہائی ہوئے

ہوگا جو اوسکی مشیت مین وہ خود ہوجائیگا
ہم بہی چپ بیٹہی ہین اپنے دلکو سمجہائے ہوئے

میکدہ ہے شیخ صاحب یہ کوئی مسجد نہین
آپ شاید آئی ہین رندونکے بہکائی ہوئے

گرکری وہ رشک گل تکلیف گلگشت چمن
تازگی آجائی ہنس دین پہول مرجہائی ہوئے

آکے وہ تاب وتوان آرام وراحت لیگئے
ہمسے کچہہ بنتی نہین بیٹہی ہین غم کہائی ہوئے

ہاتہہ کیا اوٹہے گا ذرہ بہی نہین ہلتا حبیب
کچہہ نہ لیگا کوئی بے مالک کے دلوائے ہوئے

گل کی بہائی مجہے ہنسی نہ کبہی
چاہیئے بے محل خوشی نہ کبہی

تم سے کہتا ہون میرا دل لے لو
کام آجائے گا کبہی نہ کبہی

ابر غم چہا گیا جو دل پہ مرے
آنسوونکی جہڑی تہمی نہ کبہی

دیکہہ لو آکے تم طپان مجکو
دیکہی ہوگی یہ دلگی نہ کبہی

جب سے ہمنے کیا ہے ترک لباس
ہوا کوئی بھی ہمدمی نہ کبھی

اس طرح سے گئی بضاعت صبر
پاس گویا ہمارے تھی نہ کبھی

ہو نہ کیونکر غرور یکتائی
دیکھی اوس گل نے آرسی نہ کبھی

مثل گل ہے وہ شوخ سادہ مزاج
ملی بہولے سے بھی مسی نہ کبھی

بعد مردن بھی تھا وہی عالم
کم ہوئی اپنی بیخودی نہ کبھی

گوش گل رہتے ہین سدا مشتاق
اوس کی آواز پر سُنی نہ کبھی

خود ہی الفت بتونکی اے ناصح
ترک ہوجائے گی کبھی نہ کبھی

ہاے تسکین ہو کسطرح دل کی
اوسنے تو پوچھی بات بھی نہ کبھی

لب جان بخش یار کے آگے
چلا اعجاز عیسوی نہ کبھی

کی قناعت تو اوس ستمگر سے
ہوے بوسہ کے ملتجی نہ کبھی

تھے نظر مین جبیب عارض یار
دیکھا دیوان مصحفی نہ کبھی

اسیری مین بلا نازل ہوئی وحشت کے پر نکلے
چلے صحرا کو زندانسے گریبان پہاڑ کر نکلے

برابر آرہی ہین لخت دل ہمراہ اشکون کے
مزا ہی منہ سے بھی جب ساتھہ نالونکی جگر نکلے

جو کچھہ گذری وہ گذری دم خموشی مین نکلجاے
کہے تا پھر نہ یہ کوئی کہ نالے بے اثر نکلے

جگر ہی تھا نہ دل تھا آپکے عاشق کی پہلو مین
یہی باعث تھا جو ناوک ادہر آئے اودہر نکلے

ہمارے سامنے لازم نہین چرچے رقیبونکے
کوئی ذکر اور چھیڑو باتون باتونمین نہ شر نکلے

ہوئی تسکین جنہونمین مشغلہ سی خار و دامن کے
جنہین بیداد گر سمجھے تھے ہم وہ چارہ گر نکلے

ہماری ساتھہ جاتے ہین عدم کو حسرت و ارمان
یہ حُسن اتفاق اسوقت اچھے ہمسفر نکلے

کرے گر بخیہ میرے زخم دل پہ سوزن قمرگان
رگ گل بنکے ہر دم یار کا تار نفس نکلے

بتان سرو قامت کی محبت مین نہ پھل پایا
ریاضت جن پہ کی برسون وہ نخل بے ثمر نکلے

جگر پر اپنے ہاتھہ رکھہ لو اہل محشر تم
یقین ہو اس طرف سے اب حبیب نوحہ گر نکلے

شکر کے بدلے زبان صرف شکایت ہوگئی
محبت دولت موجب کفران نعمت ہوگئی

سختیان کرلین گوارا جب تو آسایش ملی
جو صعوبت پیش آئی وجہ راحت ہوگئی

کامیابی دیکھکر ہر سفلہ و نا اہل کی
سچ تو یہ ہے ہمکو ناکامی غنیمت ہوگئی

کیا کہین جو انقلاب دہر سے صدمے سہے
ایک دم مین رائگان برسونکی محنت ہوگئی

کردیا روشن حریم دل کو نور عشق نے
گھر مین اس مہمان کے آجانیسے زینت ہوگئی

ہوگیا خود خاتمہ نام آوری کی فکر کا
اپنی گمنامی پہ جب ہمکو قناعت ہوگئی

تھی خطاے فاش گویا عرض حرف مدعا
ترک اتنی بات پر صاحب سلامت ہوگئی

جلوت و خلوت کجا ملتے ہین وہ بیگانہ وار
راہ مین بھی گر کہین صاحب سلامت ہوگئی

چاہیئے وہ فکر جس کی داد دین اہل کمال
فخر کیا ہے عام لوگون مین جو شہرت ہوگئی

عرض مطلب کی سزا دیدی جواب صاف نے
ناامیدی پر بھی کچھہ فایق خجالت ہوگئی

دربدر پھرنا چھٹا شاکر ہوئی قسمت پہ جب
آنکھہ مین شاہ و گدا کی ایک حالت ہوگئی

پوچھتے کیا ہو حبیب مبتلا کا حال زار
کہہ رہا ہی اب سکوت اوسکا کہ وحشت ہوگئی

بتون کے عشق مین سودا ہوا ہے
خدا شاہد خدا بھولا ہوا ہے

نہین سب بے وجہ ہچکی آرہی ہے
مرا وان ہو نہو چرچا ہوا ہے

پلا ساقی شراب ارغوانی
ہوا ٹھنڈی ہے ابر اوٹھا ہوا ہی

دکھا صورت مجھے اور شک عیسیٰ
کہ آب آنکھون مین دم اٹکا ہوا ہے

دل نالان کی ان بیتابیون سے
ہمارا راز کیا افشا ہوا ہے

دوا بیکار ہے میری طبیبو
کہین بیمار عشق اچھا ہوا ہے

برہمن دیر بھولا شیخ مسجد
ترے در کا ہر اک بندہ ہوا ہے

دلایا یاد جس دم وعدۂ وصل
کہا کچھہ خبط ہے سودا ہوا ہے

نہین سنتا کوئی مجنون کا قصہ
مری وحشت کا یہ شہرہ ہوا ہے

بٹھا کر مجھکو غیرون سے تکلم
یہ باب بے حجابی وا ہوا ہے

حبیب خستہ جان بیتاب کیون ہی
بتا کس حور کا شیدا ہوا ہے

بدنامیون کا میری بھلا کیا حساب ہے
وحشی لقب ہے عشق مین مجنون خطاب ہے

پیدا دیار تن مین عجب انقلاب ہے
آتا ہے شیب رخصت عہد شباب ہے

آئے نہ کیون وہ دل مین خیال رقیب کو
نا اتفاقیون کا یہی سد باب ہے

پیری مین دل فریب ہوئی گرمے سخن
خوش کیف کیون نہو یہ پرانی شراب ہے

ہم کو تو کر دیا تری رحمت نے مطمئن
دوزخ کا خوف ہے نہ خیال عذاب ہے

ہر بحر مین نمود ہے ساقی کے فیض کی
گرداب دور مے ہے تو ساغر حباب ہے

کیونکر نہ اپنا نامۂ اعمال ہو سیاہ
ذوق گنہ باعث شغل خضاب ہے

ہر بات پر نہین کے سیوا اور کچھہ نہین
صاحب مرے سخن کا یہی اک جواب ہے

بحر جہان مین کشتی تن کا ثبات کا
لنگر نہین حیات مثال حباب ہے

برسون ہی رہ چکی ہے یہ دستار رہن مے
واعظ بڑا کہان کا مشیخت مآب ہے

شاہد حدیث لحمک لحمی ہے ای حبیب
حب علیؑ ولاے رسالت مآب ہے

ندامت یہ ہی کیون کی ہمنے امید وفا تجھسے
جہانمین یون تو دیکھے تہے بہت ناآشنا تجھسے

تحمل دلکو ہی دشوار غیرون کے اشارون کا
نہین تو اب بہی آتے گہر پہ ملتے بارہا تجھسے

نہ کیون مایوس پہرتا تیرے دروازسے اے منعم
خدا کو بہولکر مانگا تہا مین نے مدعا تجھسے

رہو تم شاد و خورم خیر ہم ناکام ہی بیٹھین
کہین یہ اپنی محرومی پہ کیون سمجہے خدا تجھسے

دم مہر و وفا بہرتے ہین سب جور و جفا سہکر
ادائین تیری کہتی ہین نہونگے دلربا تجھسے

رکہون الزام کیون مین چارہ سازون پر کیا کرتے
یہ ہمدردی تہی آکر کہگئے جو کچہہ سنا تجھسے

یہ راہین چل اگر فکر بقاے نام سے ہے غافل
نظر کر کہہ رہے ہین سالکو نکے نقش پا تجھسے

امارت پر نہ کر تکیہ یہ دنیا چند روزہ ہے
غنیمت جان گر کچہہ ہوسکے کار خدا تجھسے

سمجہہ دلمین ذرا لیکر چلا ہے درد مایوسی
وہ بیمار غرض جو مانگنے آیا دوا تجھسے

جہانتک ہوسکا تدبیر کی اپنے تمتع کی
نہ پہونچا اہل استحقاق کو کچہہ فائدہ تجھسے

بتا کوئی سبب کس بات پر اتنا کشیدہ ہی
سنا کیا میری جانب سے کسینے کیا کہا تجھسے

زمانے کا تغیر خضر وحشت کامیابی سے
جو آنکھین ہون تو چہپ سکتا نہین یہ رہنما تجھسے

اعانت کی عیوض مین گر کسیکی کچہہ رعایت کی
تو اسپر یہ گمان کرنا غلط ہی خوش ہوا تجھسے

حبیب اچہا ہی گر کرلے قناعت نقد معنی پر
کوئی دن وہ بہی ہوگا خود جہکین گے اغنیا تجھسے

گردش سے ہی لحد مین یقین امان مجہے
زیر زمین دبائے گا کیا آسمان مجہے

اے رشک حور خلد ہے تیرا مکان مجھے
رضوان سے کم نہین ہے کوئی پاسبان مجھے

ساقی ہو اب نہ دور مے لالہ رنگ سے
گردش دکھارہا ہے نئی آسمان مجھے

افسوس ہے پہونچ گئے منزل پہ ہمسفر
چھوڑا مثال گرد پس کاروان مجھے

مرنے پہ بھی جو گرم تقاضا ہوا اے جنون
لیجائے گا لحد سے اوٹھا کر کہان مجھے

وحشت مین سوے وادی غربت جو رخ کیا
لینے کو آئے دور سے ریگ روان مجھے

کھلتا نہین ہے سیر چمن سے دل حزین
فرقت مین تیری خندہ گل ہے فغان مجھے

فصل بہار مین نہ اجاڑ آشیان مرا
دو چار دن تو رہنے دے ای باغبان مجھے

امید پاے بوس صنم مین ہوا ہون خاک
کر اے صبا نہ بہر خدا رائگان مجھے

ایسا کیا ہے کاہش غم نے نحیف و زار
ہے ناگوار جنبش نبض روان مجھے

لیکر عصاے آہ جو بستر سے مین اوٹھا
آواز دی یہ درد نے چھوڑا کہان مجھے

اشکون کے ساتھ روح ہوئی راہی عدم
تھا نالہ حزین جرس کاروان مجھے

ہنستی چمک چمک کے نہ گردون پہ اسقدر
بجلی نے اضطراب مین دیکھا کہان مجھے

قاتل کی باتین سنکے یہ کہتا ہے دل مرا
ناحق لگا رہا ہے کوئی برچھیان مجھے

پہنے کفن وہان جو سبکدوش ہون رقیب
ہو کسطرح نہ جامۂ ہستی گران مجھے

دیکھون تو کیسے داغ سہے ای دل و جگر
تم دونون کا ہے مد نظر امتحان مجھے

افکار کے ہجوم مین کیا فکر ہو حبیب
کچھ کہہ لیا ہے نظم کی فرصت کہان مجھے

برآئی ہے کہین خود کام کے دل کی تمنا بھی
ہر اس کشت عمل سے تجھکو حاصل کی تمنا بھی

عیان ہو نکتہ سنجون پر کہ ہے پلہ گران کسکا
تلے نقد سخن نکلے مقابل کی تمنا بھی

جمے ہین پای استقلال جب سے سطح ہمت پر
نظر آتی ہے آسان کار مشکل کی تمنا بھی

ہے مرنا ایک دن کیون مفت کا احسان لیکہ جاؤن
چہٹون جہگڑونسے مین بر آئے قاتل کی تمنا بھی

طلب بے سود ہے گر ہو تقرب اہل دولت کا
دم طوفان نکلجاتی ہے ساحل کی تمنا بھی

بسر کر ہوشیاری سے اگر فکر ترقی ہے
سمجھہ دل مین کہین نکلی ہی غافل کی تمنا بھی

نقاب اُلٹو رخ روشن سے دکہلاؤ جمال اپنا
بیاض چشم شب ہو شمع محفل کی تمنا بھی

سناتے ہین مآل اندیش کب ما فی الضمیر اپنا
کہین ظاہر ہوئی ہے مرد عاقل کی تمنا بھی

زمانہ گر دکہا دیتا جمال شاہد مقصد
نکل جاتی ہمارے دیدہ دل کی تمنا بھی

دکہاتی ہے تجلی ثبت ہو کر لوح ہستی پر
ہلال آسا قمر بنتی ہے کامل کی تمنا بھی

ہی نا پرسان زمانہ اور حبیب رند لا پروا
کیا جو اسنے ابتک تہی یہی دل کی تمنا بھی

نگاہ گر نہین محو جمال رہتی ہے
تو روح میری اسیر خیال رہتی ہے

تمہاری شکل نظر مین ہی جیسے آنکھہ مین نور
ہمیشہ سر مین یہ بنکر خیال رہتی ہے

کمال وہ ہے پڑے جسپہ مدعی کی نگاہ
مخالفت مین غضب دیکھہ بہال رہتی ہے

گیا شباب ڈہلی دوپہر جوانی کی
ہوے ضعیف طبیعت نڈہال رہتی ہی

ہماری کشتیٔ اعمال بار عصیان سے
غریق بحر غم و انفعال رہتی ہے

وفور شوق سے ممکن نہین گلہ شب وصل
غلط ہے کس کو سخن کی مجال رہتی ہے

بنا ہے قاف قناعت ہمارا قفل دہن
ہمیشہ بند زبان سوال رہتی ہے

مثال سبزہ ہے نشو و نما طبیعت کی
کسی روش پہ ہو یہ پائمال رہتی ہے

نہ کیون سبب ہو مری انزوا کا حسن بیان
اسیر بلبل رنگین مقال رہتی ہے

نہین وہ راہ پر آتے کہے سے ہزار کوئی
ہر ایک بات مین در پردہ چال رہتی ہے

ہمین عذوبت و تلخی مے سے ہے راحت و رنج
ہین خوش مذاق طبیعت بحال رہتی ہے

مرے مسیح دوا کر تپ جدائی کی
یہہ کچھہ دنون سے علی الاتصال رہتی ہے

حبیب موجب تسکین دل ہے نقش فنا
نہ فکر ملک نہ پرواے مال رہتی ہے

میری حالت نہ ہرگز اس قدر تغییر ہوسکتی
اگر ان چارہ سازون سے کوئی تدبیر ہوسکتی

مسیحا بہی یہ کہتے دیکھتے گر تیرے کشتہ کو
قضا آئی تہی اسکی مجہسے کیا تدبیر ہوسکتی

امیدین جنسے کین ٹہری وہ ہر امید کے دشمن
خلاف خواہش تقدیر کیا تدبیر ہوسکتی

نہوتا صانع مطلق کا قایل دلسے صورتگر
کسی صورت سے بہی گویا اگر تصویر ہوسکتی

عوض جوشن کے نقش بوریائی فقر ہو تن پر
عدو کی فکر سامان سوز کیا شمشیر ہوسکتی

نہ پہنستا دیدہ و دانستہ گر قید علایق مین
تو آزادی ہی پاے حرص کی زنجیر ہوسکتی

جگہہ پائی نہین ابتک خیال غیر نے دلمین
صنم خانہ کی اس کعبہ مین کیا تعمیر ہوسکتی

مقرر کالعدم ہوتا جہان سے درد ناکامی
اگر ظاہر ہماری آہ کی تاثیر ہوسکتی

نکلتا قید مین جمعیت خاطر کا اک پہلو
پریشانی مسلسل ہو کے گر زنجیر ہوسکتی

تخالف گر نہوتا تیرے قول و فعل مین واعظ
تو اتنی بے اثر ہرگز نہ یہ تقریر ہوسکتی

ادا پر مرنیوالے بات کرنے کی قسم کہاتے
اشارو نہین ہمیشہ تم سے گر تقریر ہوسکتی

تغافل آپ کا مانع رہا مجکو حضوری سے
کبہی گر یاد فرماتے بہلا تاخیر ہوسکتی

کہین کیا سرگذشت اپنی کسی سی مختصر یہ ہی
عجائب داستان ہوتی اگر تحریر ہوسکتی

وفور شوق عرض مدعا کہتا ہے لکہہ دیتا
لفافہ پر عبارت خط کی گر تحریر ہوسکتی

تعلق کچھ نہ تھا جب جائیے تن روح نے چھوڑا
شمیم گل کی کیونکر خاک دامن گیر ہو سکتی

حبیب رند مشرب تھا محب ساقی کوثر
نہ کرتا گر یہ توبہ بھی تو کیا تعذیر ہو سکتی

سیکدے کو جاکے دیکھ آؤن یہ حسرت دل مین ہے
زاہدا اوس مٹی کی الفت میری آب و گل مین ہے

ارمغان ای دل کہ پھر ترکش سے تیر ونسے بھرا
مژدہ اے گردن کہ پھر خنجر کف قاتل مین ہے

کرکے الفت جان لو گے اور مکر جاؤ گے پھر
مجھسے سن لو صفا کہدون جو تمہارے دل مین ہے

مردم دیدہ کو اب تو دولت دیدار دو
چشم کا حلقہ نہین کاسہ کف سایل مین ہے

واہ وا کہنے کو ناموزن ہین بہتیرے مگر
جو مبصر ہے وہ تفتیش حق و باطل مین ہے

عیش مین دشمن بہی ملجاتی ہین ہو کر مہربان
امتحان الفت و مہر و وفا مشکل مین ہے

گو شمائل مین تمہارا سامہ گردون ہے پر
فرق اتنا ہی کہ جتنا ناقص و کامل مین ہے

مجھپہ کیا اے نوح طوفان بلا خود آکے تم
ناخدا جسکے بنو کشتی وہی ساحل مین ہے

سنگ مین لعل اُس سے پیدا ہو جگر ہوا ہے خون
ضو ہی کب وہ مہر مین جو عارض قاتل مین ہے

غیر ممکن ہی ہین تڑپون اور یہ فرمائین نہ وہ
دل پھڑکتا ہی وہ عالم جنبش بسمل مین ہے

ناقصونکی شہرتین ہین غور سے دیکھو حبیب
خلعت اعزاز دست خالق عادل مین ہے

یاس بیمار محبت کو ہے صحت کیسی
پوچھتے بھی نہین وہ اب ہے طبیعت کیسی

دیکھتے رہئے فقط مین ہون وفادار کہ وہ
امتحان گر ہے تو غیرونکی حمایت کیسی

جو مقدر مین ہے ہو جائیگا اکدن اے دل
دیکھ کیا کرتا ہے اللہ یہ عجلت کیسی

جو ہوا مجھپہ وہ سب آپکی الفت مین ہوا
پھر مرے حال کو سنکر ہے یہ حیرت کیسی

جب نہین خواہش تقدیر مین تدبیر کو دخل
پھر یہ ہر بات مین قسمت کی شکایت کیسی

کوئی شے کیون نہو امکان مین ہی ترک و قبول
جب طبیعت ہوئی قابو مین تو عادت کیسی

خاکسارون کی روش دیکھکے سب کہتے ہین
نام نخوت کا نہین پاک ہی طینت کیسی

نام لیتا ہون اگر ہوتی ہے وحشت دل کو
کچھہ نہ پوچھو میری جان تہی شب فرقت کیسی

گرچہ مین خاک نشین ہون مگر اے اہل نظر
یہ تو دیکھو ہے خیالات مین رفعت کیسی

پسگئے کتنے ہی دل چال پہ او فتنہ خرام
دیکھہ منہ پھیر کے برپا ہے قیامت کیسی

کس تردد مین رہے کچھہ نہ کہا تمنے حبیب
اس زمین مین ابہی دیکھو تو ہی وسعت کیسی

تن بہ تقدیر جو ہو عشق مین راحت کیسی
طالب وصل کو فرقت کی شکایت کیسی

کبھی جاتا ہی نہین ہوتی ہے راحت کیسی
ایکسان عمر کٹی تہی میری قسمت کیسی

ہاتھہ کھینچا تو بڑہی خلق مین عزت کیسی
کام آئی ہے فلاکت مین قناعت کیسی

دیکھہ آئے ہین عیادت کو وہ اے دیدۂ شوق
دل بیمار سنبہل کیا ہے یہ غفلت کیسی

حرمت روزہ کجا صحبت میخانہ کجا
یہ ادہر آتے ہی بدلی میری نیت کیسی

نہ امارت کو بقا ہے نہ فقیری کو ثبات
امتحان ہوتا ہی دونون کی ہی نیت کیسی

کرتے رہتے ہین قیامت سے ہی آگی کا حساب
جنکی عقبےٰ پہ نظر ہے اونہین فرصت کیسی

ایسے مرتا ہون کہ پوچھین وہ سمجھہ کر بیمار
کیا ہوا خیر تو ہے اب ہے طبیعت کیسی

کہتے ہین جو مجھے بدخواہ ملون کیا اونسے
حرف جب وضع پہ آیا تو مروت کیسی

اب کہلا شیب کی آمد ہے تعجب تہا مجھے
روز افزون نظر آتی ہے نقاہت کیسی

اونسے پوچھے کوئی کچھہ بہی جنہین اسکا ہے مذاق
سچی باتون کے بیان مین ہی حلاوت کیسی

مبتذل آج وہ ہے علم و ہنر حسبین نہین
پاس نام آب وجد کس کا شرافت کیسی

مال رہتا نہ کبھی نام رہا حاتم کا
آج تک سب کی لگا ہو نہین ہی وقعت کیسی

رشک فردوس ہو گلزار سخن کیون نہ حبیب
کی ہے تمنے بھی شب و روز ریاضت کیسی

عمر گذری کسکو روداد اسیری یاد ہے
اب قفس گھر ہے ہمارا ہمنشین صیاد ہے

رات دن کی دلگی وہ ہر گھڑی کی چھیڑ چھاڑ
خیر تم بھولے تو بھولے مجھکو ابتک یاد ہے

آج ہی تیری حقیقت کھل گئی اے جوش جنون
خشک خار آسا زبان نشتر فصاد ہے

صبح محشر ایک کروٹ مین ہوئی شام لحد
آگیا وعدہ کا دن اب کہئے کیا ارشاد ہے

حاجت ناخن نہین سینہ کو میرے ای جنون
پشت خار دست وحشت پنجۂ فولاد ہے

سیکڑون پیکان پگھلکر بنگئے ہین خون دل
اے ستمگر خاک میری کشتۂ فولاد ہے

وصل مین مے ہی مغنی تھا شب مہتاب تھی
ہجر مین دل خون ہوا اندھیر ہے فریاد ہے

آؤ یا کہدو نہ آئین گے جئین ہم یا مرین
یہ بھی ایک وجہ سکون خاطر ناشاد ہے

دیکھتے ہی دیکھتے نظرونسے ہوتا ہے نہان
کھل گیا باغ جوانی جنت شداد ہے

کی ہے ساقی نے غضب آرائش بنت العنب
طاق میخانہ مکان خلوت داماد ہے

خاک میری اوڑکی پہونچی جتنی دامن تک ترے
بس سیوا اوسکے جو کچھ باقی ہی سب برباد ہے

عشق شیرین نے ہر اک صورت کی پردہ دری
رشک تاج فرق خسرو تیشۂ فرہاد ہے

ہو کہین شاید اسیر گیسوی مشکین حبیب
دیکھتے ہین ہم تو اک مدت سے وہ آزاد ہے

جو تھا وہ ربط نہین آپسے رسم و راہ تو ہے
دلون مین کچھ ہوا بھی وضع کا نباہ تو ہے

مرض ہے یا غم فرقت یہ کہہ نہین سکتا
پر اسمین شک نہین حالت مری تباہ تو ہے

مہ صیام مین میخانہ بند ہے تو چلو
یہ تیس دن وہین کاٹین گے خانقاہ تو ہے

کمی کرے غم فرقت مین لاکہہ خون جگر
معاملہ دل و مژگان کا رو براہ تو ہے

گنہ کا بار بڑہا مے کشی سے خیر بڑہے
غم خمار مجہے وجہ انتباہ تو ہے

ہزار شکر خیالات قوم کے بدلے
کسی طریق سے ہو کوشش رفاہ تو ہے

نہین ہون عابد و زاہد تو کیا ہوا اے شیخ
ہر ایک وقت خدا پر مری نگاہ تو ہے

جفائین سہکے بچی جان کم نہین یہ بہی
دل ستم زدہ کا ایک داد خواہ تو ہے

نیا کمال ہے اسیر بہی لوگ نازان ہین
ہنر نہین ہے تو ہم مین حب جاہ تو ہے

بلا سے گو شب فرقت مین کوئی وصف نہین
ہمارے بخت زبون کیطرح سیاہ تو ہے

ہے جنکے پاس مبارک ہو مال و مال او نہین
حبیب اپنی طبیعت کا بادشاہ تو ہے

وہ صحبتین نہین پر مہوشون سے راہ تو ہے
روا روی کی ملاقات گاہ گاہ تو ہے

سمجہ کے کچہہ نہین دیتے ہین کفر کا فتوے
ہماری وضع پہ لوگون کو اشتباہ تو ہے

غضب کی آگ نے پہونکا ہی جیتے جی اوسکو
عدو جہان مین سیہ قلب و رو سیاہ تو ہے

بہانہ ہو گئی رحمت کا صرف اتنی بات
ہمارے آگے گناہو نسے عذر خواہ تو ہے

بہت مفید ہے واعظ اگر موافق ہو
شراب پینے مین نقصان نہین گناہ تو ہے

لباس فقر مین کاٹینگے زندگی کچہہ دن
ذرا کشاکش افکار سے پناہ تو ہے

شب وصال اگر چاندنی نہین نہ سہی
تمام رات مقابل وہ رشک ماہ تو ہے

دکہا کے دل مرا ظالم نہو گا کچہہ حاصل
نہین ہے گر کوئی دل سوز برق آہ تو ہے

کرے نہ قدر کوئی پر جہان مین یہ سخن
ہمارے حال کا اک معتبر گواہ تو ہے

شرف ہے ہند کا سرکار بادشاہ دکن
براے قوم یہی اک امید گاہ تو ہے

یہ شاعری کے ہوس سخن کے دشمن جہان
اسی پہ خوش ہین کہ اک شور واہ واہ تو ہے

حبیب دل پہ ہے سہو اور صدمۂ غربت
وطن کے جھگڑا ونسی چند سے یہان پناہ تو ہے

اس قدر قلب و جگر نا آشنا ہونے لگے
قطرہ ہاے خون مژہ سے بھی جدا ہونے لگے

فرض الفت دونون جانب سے ادا ہونے لگے
مہربان وہ ہم پہ ہم اون پر فدا ہونے لگے

ہو گیا مجبور ہین اخفاے راز عشق سے
داغ سودا نافۂ مشک خطا ہونے لگے

رخصت تاب و توان نزدیک ہے یا وقت مرگ
کان پھر مشتاق آواز درا ہونے لگے

بڑہتے ہین ہم گریبان اور صحرا کی طرف
منضبط بیقرار ہے خود سر دست و پا ہونے لگے

قلب ماہیت اسی کہتے ہین اے دور فلک
با وفا معشوق عاشق بے وفا ہونے لگے

ڈہل گیا جوبن تو شان دلربائی گھٹ گئی
لو اسیر دام گیسو خود رہا ہونے لگے

سلب آزادی مین واعظ اس قدر کوشش نکر
رند کہنے سے ترے کیون پارسا ہونے لگے

جب کبھی ثابت ہوئی نکلی دلیل [illegible] بی
بت برہمن کے لئے قبلہ نما ہونے لگے

عجب و نخوت نے جہان مین اسقدر باندہی ہوا
خاکساری کے طریقے کیمیا ہونے لگے

گردش تقدیر ہے کی بنا کر ناتوان
بالش پہلو بھی سنگ آسیا ہونے لگے

دیکھئے بنتی ہے کیونکر رات دن کی چھیڑ چھاڑ
سیدہی بات تو نہین بھی وہ ہم پر خفا ہونے لگے

نام کہنے کے مسلمان تو بہ کر ڈالو حبیب
اب تو مے خواری کے چرچے جا بجا ہونے لگے

فصل گل آئی دلِ نالان کو وحشت پہر ہوئی | نشتر فصاد کی رگ رگ کو حاجت پہر ہوئی

پہر ہوا جوش جنون وحشت کی شہرت پہر ہوئی | ہر طرف سے بارش سنگ ملامت پہر ہوئی

بڑہگیا پہر ضعف بیتابی کی شدت پہر ہوئی | کیا اجل نزدیک آئی ہے جو الفت پہر ہوئی

ہوش آیا جبکہ وہ آئے عیادت کو مری | اوٹھگئے دل مین اوٹھا پہر درد غفلت پہر ہوئی

سامنے غیرون کے بیتابانہ لوٹا خاک پر | آج طفلِ اشک سے ظاہر شرارت پہر ہوئی

بعد مدت دل ہوا آشفتہ زلفِ دوتا | پہر بلاے تازہ آئی سر پہ آفت پہر ہوئی

سلسلہ جنبانِ ہوا جوش جنون آئی بہار | زلف جانان کی طرح برہم طبیعت پہر ہوئی

بیٹہتا اوٹہتا گیا در تک اگر مین ناتوان | دیکھکر وہ بولے یان آنے کی طاقت پہر ہوئی

لو طبیعت آگئی اک شوخ بے پروا پہ پہر | جس سے پچہتائے تہے برسون وہ حماقت پہر ہوئی

گہر مین جی گہبرا رہا ہے سیر گل بہاتی نہین | خار صحرا کی طرف تلوون کو رغبت پہر ہوئی

کوئی گل پہولے نہ یارب آپ سے باہر ہون | غیر سے مین نے سنا ہے آج خلوت پہر ہوئی

بعد مدت وصل جانانسے ہوئے یکجا حواس | ذہن مین آئے مضامین تازہ جودت پہر ہوئی

ہم تو کہتے تہے رقیبون کو نہ آنے دو کبہی | تمنے صحبت مین بلایا انکو نخوت پہر ہوئی

شکر کا سجدہ ادا کر شاد ہو دلمین حبیب
مانگیا اشرف سے تو حق کی عنایت پہر ہوئی

ترے جمال پہ پڑتی اگر نظر تیری | مری طرح سے ہوتی تجہے خبر تیری

ہمیشہ دوش صبا پر عاشقون کا غبار | تلاش کرتے ہین مٹ کر بہی دربدر تیری

جلا لیا مجہے پہونچا کے خط شوق اونہین | خدا دراز کرے عمر نامہ بر تیری

عزیز رکہون گا غفلت کو ہوشیاری سے | ملی جو عالم رویا مین کچہ خبر تیری

میرا خیال نہ پستی سے آشنا تھا کبھی — غضب ہوئی اسے اے آسمان نظر تیری

ادہر ہی دیکھ ہوا ہے زمانہ پر آشوب — فسون کا گھر ہے ہر اک چشم فتنہ گر تیری

ہے سیکشون کی مذمت کا نام غمخواری — اسی پہ ہوتی ہے اب واعظا بسر تیری

نہ بنتے عابد شب زندہ دار مردم چشم — جو دیکھتے نہ تجلی دم سحر تیری

فقیر ہو کے پھرے ہر گروہ مین ڈہونڈہا — کسی نے دی نہ مگر آج تک خبر تیری

نہین ہے گردش ایام کا گلہ زیبا — بھلا کرے کوئی کیا قدر بے ہنر تیری

سجین گے گوشۂ عزلت کو حسب خواہش دل — ہر ایک رنگ سے تصویر کھینچکر تیری

امید وصل غنیمت ہے ہجر مین اے دل — اسی خیال مین ہو جائے گی بسر تیری

اگر کفیل نہین کوئی رنج کر نہ حبیب
خدا معین ہے ہو جائیگی بسر تیری

کہان کہان نہین کی مین نے جستجو تیری — کشان کشان لئے پھرتی ہے آرزو تیری

ہمارے پارۂ دل کو عزیز رکھ ورنہ — جہان مین نہ سمائے گی آرزو تیری

نہین بلا نہ سہی خیر دیکھ لینگے کبھی — کرین گے حشر تک اب یونہین جستجو تیری

گلون نے آنکھ چرائی ہی چاک دامان سے — بھری ہوئی ہی مرے پیرہن مین بو تیری

عیان ہو حال ابھی بے خودی کا گر ساقی — یہ شیشہ میری حقیقت کہے سبو تیری

مین ہون جفاؤن کا خوگر وگر نہ دل ہل جائے — شکایتین جو کرون تیرے روبرو تیری

نہ تجھسا پردہ نشین ہے نہ ہمسا آوارہ — ہمارے عشق سے شہرہ ہے چار سو تیری

کلیم کو ارنی کہنے کی نہ حاجت ہو — یقین ہی ہوش اڑین سُنکے گفتگو تیری

نہ پاک ہوگا جلانے سے کافر بدکیش — ملیگی خاک مین اک دن یہ آبرو تیری

جگہ جو لی کمر یار مین تو اے خنجر
گلا ہمارا کبھی لے گا آبرو تیری

کبھی نہ شانے سے سلجھے اگر پریشان ہو
ہمارے دل کی طرح زلف مشکبو تیری

حسد اسے جو پہ مائل نہونگے سن لینا
یہ کان وہ ہین جو سنتے تھے گفتگو تیری

عبث عدو سے سیہ رو کا خوف کر نہ حبیب
خدا بچائیگا ہر وقت آبرو تیری

جو دل مین لے گئے سب یہ آرزو تیری
ہے اونکی خاک کے ذرونکو جستجو تیری

گرا جیب آنکھ سے دامن مین لیلیا اونے اشک
بچائی خاک مین ملنے سے آبرو تیری

کیا ستم جو کی شکایت کو سنکے تبسم
نہین خدا سے حقیقت نہان عدو تیری

شب وصال مین کیون مین نے درد ہجر کہا
سنی نہ شام سے تا صبح گفتگو تیری

مزے مزے ہی مین لی جان جنکے دیدیکے
کمند زلف ثنا کیا کرے گلو تیری

نہ آئیگا مرے اعزاز و اعتبار مین فرق
برائی اچھونکی عادت ہے حیلہ جو تیری

خدا کے واسطے دیتے ہین پر نہین آتے
ہماری ہوش نے بھی سیکھ لی ہے خو تیری

بلائے جان تن لاغر ہوا ہے فرقت مین
جدائی کھینچتی پھرتی ہے چارسو تیری

شکایت ستم و جور کر نہ اے دل زار
سنیگا کون بھلا اونکے روبرو تیری

بہم ہین شیر و شکر جیسے ہو دعا مین اثر
کلیم لب ہین مسیحا ہے گفتگو تیری

بس اک حبیب تھا باقی جواب ہے دیوانہ
جفائین کون سہے شوخ تند خو تیری

طور اچھا نہین یہ دیکھئے کیا ہوتا ہے
آج دل مین مرے کچھ درد سوا ہوتا ہے

جا لگا کر شیفتہ زلف دوتا ہوتا ہے
دل نادان مرا پابند بلا ہوتا ہے

غم فرقت بہی عجب ہوش ربا ہوتا ہے — خفقان فکر تسلی مین سوا ہوتا ہے

آدمی وہ بہی ہین معشوق تو نہین کیا ہوتا ہے — مگر اک آفت جان حسن ادا ہوتا ہے

کردیا ہم کو تغافل نے کسی کے برباد — چپ ہین گر مُنہ سے کہین کچہہ تو گلا ہوتا ہی

کچہہ نہین ہوتا ہے جبتک نہو اوسکی مرضی — جو کہو ہوتا ہے جب فضل خدا ہوتا ہے

تیرے محتاج کو زیبا نہین غیروسے نیاز — تاج درویش مین کب بال ہما ہوتا ہے

اوس کی رحمت کے کرشمے ہین کرم کے حیلے — ہمسے کیا نیک عمل وقت دعا ہوتا ہے

ایک دن اُس گل رعنا کی نہ لائی خوشبو — کب وہان تک گذر باد صبا ہوتا ہے

ہوگا کیا گر دل عاشق مین نہو جذبہ شوق — سب غلط ہے کہین نالہ بہی رسا ہوتا ہی

کیا صلہ دیگا وہ سفاک وفاداری کا — نام سُنتا ہے میرا گر تو خفا ہوتا ہے

دل جلے کرتے ہین یون ثروت ظالم معدوم — پانی جس طرح حرارت سے ہوا ہوتا ہے

بیگنہ جور سہے جس نے وہ پائیگا فروغ — کہین زائل اثر صدق وصفا ہوتا ہے

واے غفلت نہین کچہہ اپنی تباہی کا خیال — دیکھتے بہی نہین ہم خلق مین کیا ہوتا ہے

شاذ ونادر کوئی ہمدرد جو پیدا ہو حبیب — ہر طرف سے وہی انگشت نما ہوتا ہے

ثناے یار سراپا سخن مین رہے — زبان سے نکلے نہ لفظ ذہن دہن مین رہے

دیا نہ ساتھہ ہمارا کسی نے غربت مین — جلیس بزم نشاط وطن وطن مین رہے

جفائین یار کی فرقت مین یاد کر اے دل — ہے عین لطف جو ذکر محن محن مین رہے

ضرور چاہیے ترک مقام نشو ونما — کوئی نہ پوچھے جو مشک ختن ختن مین رہے

پہر اُس قبا سے تری لوگ کہینچین عطر عروس — تمام رات جو اے گلبدن بدن مین رہے

ہمارے لخت جگر لعل بے بہا نکلے — خفیف ہوکے عقیق یمن یمن مین رہے

شہید ناز کی ہے عاشقونمین یہ توقیر — کہ اوسکی خاک کا صرہ کفن کفن مین رہے

بجز جلاے وطن قدر دان نہین ملتا — نہ آبرو ہو جو در عدن عدن مین رہے

ہماری نظم مسلسل جو بلبلین سن لین — تو مدتون ہی چرچا چمن چمن مین رہے

حبیب حرف نہ نکلے کوئی تعلّی کا — خیال خاطر اہل سخن سخن مین رہے

جتنے تھے سب تیری محفل سے نکلوائے گئے — وہی اچھے رہے آخر کو جو کم آئے گئے

آج تقریر کا واعظ کی اثر دیکھ لیا — رندمے پیتے گئے وعظ وہ فرمائے گئے

خاک مین ملکے یہ دیتا ہے صدا نقش قدم — اونسے بہتر ہین جو اس راہ سے اٹھوائے گئے

اس سے کچھ گرمی بازار ہے شاید مقصود — کہتے ہین خط میرے اغیار کو دکھلائے گئے

تیرے عاشق نے غرض یہ ہی کسیکی نہ سنی — اپنے بیگانے نصیحت کو بہت آئے گئے

کچھ دنونسی ہے یہی محفل دلدار کا رنگ — آج یاد اونکی ہوئی کل یہ نکلوائے گئے

گوشہ نشین غیرونکی ہوجائینگی سب نقش بر آب — دیکھنا ہم اگر اوس بزم مین بلوائے گئے

ہوے واعظ بھی تو اوس حور لقا کے عاشق — پر چلی کچھ بھی نہ حضرت کی بہت آئے گئے

قابل ذکر ہے اُن لوگون کی ثابت قدمی — مرکے بھی کوچہ دلبر مین جو دفنائے گئے

بیوفائی کی رقیبونسے شکایت ہی عبث — کیون یہ شانے کی طرح زلف مین اُلجھائے گئے

سخت تشویش ہی کیا امر ہوا اُنکے خلاف — صاف باتون سے تکدر کی نشان پائے گئے

شکر اللہ کا وہ میرا گلہ سن سن کے — عذر کرتے گئے ہر بات پہ شرمائے گئے

ہان ہمین ان مین بھی ملایا کیا تھی بحث فضول — ناصح اتنا بھی نسمجھے مجھی سمجھائے گئے

کیا بچے عشق مجازی کی اذیت سے بشر
جب فرشتون کو کنوئین چاہ مین جھکوا گئے

خاکساری سے نہ پلہ کبھی اوٹھی گا حبیب
حشر کے دن مرے اعمال جو تلوائے گئے

ولہ

کہون کیا باتین کرتی ہی جب لکنت زبان میری
گیا زور جوانی وہ طبیعت اب کہان میری

سخن سے صورت معنی عیان ہین شوخیان میری
شباب شیب ہے لیکن طبیعت ہے جوان میری

تم آؤ یا نہ آؤ دیکھتا ہون راہ مدت سے
نہ منہ پھیرونگا جب تک پھر نہ جائین پتلیان میری

نہ جس دم حضرت یوسف کی تنہائی پہ رحم آیا
بھلا پھر بات کیا پوچھین گے اہل کاروان میری

جواب آے نہ آئے اسمین کیا بس پر یہ کہدونگا
لکھے خط تمکو یان تک جھک گئی ہین انگلیان میری

ہمیشہ باغ ہستی مین خلش ہے خار کو گل سے
نہ کھٹکین کسطرح دلمین بدونکے نیکیان میری

یہان ہے بیخودی کیونکر چلے بس چارہ سازونکا
جو کہہ سکتا مین کچھ کرتے تسلی رازدان میری

مرے دل کیطرح ہر دم جلی فرقت کی راتونمین
تیری تعریف مین ای شمع قاصر ہی زبان میری

نہ کر اصرار بلبل بس اوٹھا لے آشیان اپنا
سفارش مین کرون اوسدم سنی جب باغبان میری

جو کچھ کہنا ہی انسے دل سے کہہ لیتا ہون فرقت مین
نہین ہمدم کوئی آہ رسا ہے رازدان میری

دیا ہے خوب آب و رنگ گلزار فصاحت کو
روا ہی گر سخن مین دین سند اہل زبان میری

حبیب رند مشرب کہہ رہا تھا آج واعظ سے
عنایت ہی جو حضرت بخشدین گستاخیان میری

کچھ دنون اور رہی گر یہی وحشت میری
آئینہ یار کا بنجائے گی حیرت میری

خواب مین آئے وہ بیدار تھی قسمت میری
ہوشیاری کا مزا دے گئی غفلت میری

روکنے سے ہوئی بالیدہ طبیعت میری
لیچلی سوئے بیابان مجھے وحشت میری

دل کے جلانے جسوقت اوڑا سے پرزے | دیکھتی تھی مجھے کس یاس سی حسرت میری

جب کوئی پوچھتا ہی عشق وجنون کی حالت | پھر تشبیہ دکھا دیتے ہین صورت میری

کشتۂ یاس نہ ایسا بھی ہوا ہوگا کوئی | میرے بالین پہ بکا کرتی ہی حسرت میری

رنج بے وجہ بھی تم دیتے ہو جب کہتا ہون | ہنسکے کہتے ہین کہ اب سے یہی عادت میری

کیا ادا اوسکی پسند آگئی حیران ہون مین | حور پر بھی کبھی آئی نہ طبیعت میری

یار نے داد وفا دی مجھے بعد مردن | شکر کی جا ہے ٹھکانے لگی محنت میری

بہت چلکے جیب وگریبان اب اکتا ہون | المدد جوش جنون ہی وہی وحشت میری

نام سنکر ترا کل اشک جو پیہم ٹپکے | خود بخود کھل گئی لوگون پہ حقیقت میری

جاؤن کسطرح یہ مونھ لیکے مین پھر کعبہ کو | دم احرام بتون مین رہی نیت میری

عمر بھر جور سہے مرنے پہ برباد ہے خاک | پھر قیامت ہے کہ پھرتی نہین نیت میری

جاذب دل کھینچ کے لایا ہی دم نزع اونہین | کیا برے وقت مین پہلو دگئی نیت میری

ننگ ہستی ہون رہون گوشہ نشین کیون نہ حبیب
شرمساری کا سبب ہے مجھے شہرت میری

بیخودی کیونکر نہ ہو آنکھون مین ترا نور ہے | خانہ دل مین مرے روشن چراغ طور ہے

کیون تردد مین عبث تو اے دل رنجور ہے | آپ ہو جائے گا جو اللہ کو منظور ہے

اوسکا عامل ہو نہین جو عشاق کا دستور ہے | دل مین تیرا دہیان ہی لب پر ترا مذکور ہے

پوچھتے ہو مجھسے کیون اب تجھکو کیا منظور ہے | ہو تمہین مختار بندہ ہر طرح مجبور ہے

کیا ہنسی ہی ڈہونڈھ لینا منزل مقصود کا | ای دل مضطر ابھی کوسون نا ہی دلی دور ہے

خوش نہونگا لاکھ دین مجھکو تسلی چارہ ساز | کہتے ہین بیمار سے اچھے ہو یہ دستور ہے

ایک دم اپنی حقیقت پر نظر پڑتی نہین
نفس سرکش کا برا ہو کسقدر مغرور ہے

مین رہا ساکت تو واعظ خود یہ فرما کر اوٹھے
اوسکو کیا سمجھائیے جو عقل سے معذور ہے

تھی جو کل تک وہ شکوہ گورکانی کیا ہوئی
آج بے برگ و نوا ذریت تیمور ہے

ہو رہا ہے مرگ سے پہلے ہی سامان حنوط
دیکھنا خوف گنہ سے رنگ رخ کافور ہے

یہ سمجھکر کرتے ہین نام آوروں کا اعتبار
آخر اسمین کچھ تو ہے جو اسقدر مشہور ہے

ہے غنیمت خاتمہ ہو جائے گر میرا بخیر
فکر جنت سے یہان زاہد نہ ذکر حور ہے

ہر گھڑی صدمے نئے دیتا ہے سنگ تفرقہ
دل کا شیشہ سختیوں سے اسکی چکنا چور ہے

اب تو بے تقلید کوئی بات ہی بنتی نہین
یہ نئی اردو زبان ناسخ مغفور ہے

بال آیا کاسۂ چینی مین جب آئی صدا
دور آخر مین یہ روداد سر فغفور ہے

سوزش غم درد مکرر بات ہے دلمین مگر
کس طرح بے دیکھے کہدون داغ ہی ناسور ہے

رشک یونان ہند مین مصر عزیزان کمال
کہتے ہین مولد حبیب خستہ کا کنتور ہے

گوارا زیست مین انسان کو آفت ہوتی جاتی ہے
متاع صبر پر قانع طبیعت ہوتی جاتی ہے

نظر کر حادثے ہر روز صبح و شام کے نادان
قیامت تک یہ معمولی قیامت ہوتی جاتی ہے

طبیعت مین جہان ہونے لگی سنجیدگی پیدا
بدلکر رنگ کچھ ویسی ہی صورت ہوتی جاتی ہے

خیالات اپنے ظاہر کر رہے ہین حضرت واعظ
مگر سن سنکے مجھکو اور وحشت ہوتی جاتی ہے

ذرا سی بات پر بگڑی تھی پر اتنا نملنے سے
زیادہ خود بخود دل کی کدورت ہوتی جاتی ہے

جنھین عزلت سے رغبت اور نفرت ہے نمایش سے
اونہین کی ہر طرف دنیا مین شہرت ہوتی جاتی ہے

مبدل ہو گئی ہے میری مایوسی قناعت سے
توقع جنسے تھی اب انسے نفرت ہوتی جاتی ہے

تلافی عمر رفتہ کی سے ہے امر آخری اے دل
ابھی تک ہر محل پر تجھسی غفلت ہوتی جاتی ہے

صفائی اوس سے کیا ہوگی نہین حد کوئی رنجش کی
مگر اتنا تو ہے صاحب سلامت ہوتی جاتی ہے

جوانی کا قلق کھوئے گی یہ مشق کہن میری
سخن مین کچھ نہ کچھ ہر روز جدت ہوتی جاتی ہے

حقیقت جب دل پرخون کی مین اس گل کو لکھتا ہون
تو خط کی یک قلم رنگین عبارت ہوتی جاتی ہے

دعائین خوب کین اب منتظر رحمت کا بیٹھا ہون
قوی مالک سے اُمید اجابت ہوتی جاتی ہے

مذاق فقر خوش آیا حبیب پاک باطن کو
یہ نان خشک اُس کے حق مین نعمت ہوتی جاتی ہے

تقرب سے عیان تاثیر صحبت ہوتی جاتی ہے
ہوا ململ کے ہر غنچہ سے نکہت ہوتی جاتی ہے

اسی پر شکر کرتا ہون جو حالت ہوتی جاتی ہے
طبیعت مین یونہین پیدا قناعت ہوتی جاتی ہے

خوشی سے کاٹ دیتے ہین جفاکش قید کلفت کو
کٹین دن جتنی کم اوتنی ہی مدت ہوتی جاتی ہے

لطافت ہی کبھی خالی نہین اُس شوخ کی باتین
شکایت مین بھی درپردہ ظرافت ہوتی جاتی ہے

تحمل جسقدر ہو کام لو زور طبیعت سے
عروس فکر کی اک تازہ زینت ہوتی جاتی ہے

وہ حالت اب نہین میری حریص بادہ تھا پہلی
کرم سے تیرے ساقی سیر نیت ہوتی جاتی ہے

مٹا دینگی نشان وہ ٹھوکرونسے قبر عاشق کا
زمین سی دن بدن ہموار تربت ہوتی جاتی ہے

طبیعت جب نہین یکسو تو کیا لطف ایسی کہنے کا
سخن کی فکر مین فکر معیشت ہوتی جاتی ہے

ق

تغیر سے قوے کے ہے تسلط ناتوانی کا
جوانی شیب سے ململ کو رخصت ہوتی جاتی ہے

لحد پھرتی ہی آنکھونمین ہوئے ہین گھر سے لاپروا
سفینے سے تہی جنمین اُن کا مونس فرصت ہوتی جاتی ہے

حبیب دلحزین گذری جفا ہی حاکم جابر
ہمین تخفیف زحمت اوسکو خفت ہوتی جاتی ہے

خلق کا دیکھا نہ اک عالم کبھی
ہے یہان شادی کبھی ماتم کبھی

کر گئے مجروح اور بھیجا نہ آہ
زخم دل کا آپنے مرہم کبھی

شرح کی زلف رسائے یار نے
لب تک آیا گر سخن مبہم کبھی

روئے برسون فرقت احباب مین
ایک دن بیٹھے اگر باہم کبھی

عمر بھر ہر شب تھی یاد زلف یار
چین سے سونی نہ پائے ہم کبھی

زندگی جاودان حاصل ہوئی
یاد لب مین کھا لیا گر سم کبھی

حال ابتر ہے مریض عشق کا
ایک دم ہوتی نہین تپ کم کبھی

حسرت و یاس و قلق اندوہ و غم
عمر بھر چھوٹے نہ یہ ہمدم کبھی

مو شگافی ہو سکے شانہ سے کیا
زلف جانان کا نہ نکلا خم کبھی

بخت کی برگشتگی دیکھو حبیب
مطمئن بیٹھے نہ ہم اک دم کبھی

عدم کو گئے نوجوان کیسے کیسے
نہ پوچھو چھٹے مہربان کیسے کیسے

لئے امتحان جان جان کیسے کیسے
ہوئے ہمسے تم بدگمان کیسے کیسے

غم و وحشت و انتظار و تمنّا
ہین فرقت مین خواہان جان کیسی کیسے

کرم نے ترے خوب جان بخشیان کین
قوی ہو گئے ناتوان کیسے کیسے

نہین دھیان اللہ رے سرد مہری
ہین عشاق گرم فغان کیسے کیسے

کئے خاک دل سوز الفت نے کیا کیا
جلے کوہ آتش فشان کیسے کیسے

مذلت نتیجہ ہوا سرکشی کا
نگونسار دیکھے نشان کیسے کیسے

ہر ایک شے سے ظاہر ہین آثار قدرت
ہر اک جا ہین اُسکی نشان کیسے کیسے

بنائے ہین مہر تولا نے تیری
ہر اک دل پہ اپنے نشان کیسے کیسے

چلے ہین طریق محبت مین سالک
عیان ہین قدم کے نشان کیسے کیسے

ثنا خوان ہین سب کشتگان وفا کے
جہان مین ہین قایم نشان کیسے کیسے

کسیکا تو ایفا بہی کرتا تہا آخر
کئے عہد ای جان جان کیسے کیسے

بلا خیز ہین زلف مشکین کی راہین
لٹے ہین یہان کاروان کیسے کیسے

بجا نے دیا داغ شیرین سخن کو
دکن مین ہین ہے قدردان کیسے کیسے

خدا بات رکہہ لے حبیب حزین کی
مخالف ہین اہل جہان کیسے کیسے

مکین خاک مین ہین نہان کیسے کیسے
ہین ویران ہزارون مکان کیسے کیسے

عیوض لے چکا آسمان کیسے کیسے
پہنسے دکہہ مین ایذارسان کیسے کیسے

نہ کام آئی کچہہ باغبان کی ریاضت
ہوئے باغ صرف خزان کیسے کیسے

دکہاتے ہین نیرنگ آنکہون کے پردے
ہین صورت آسمان کیسے کیسے

خیالات سنکر ہوئے سرد واعظ
تہے حضرت کو مجہپر گمان کیسے کیسے

سکوت و پشیمانی و ضبط عیرت
ہمارے بہی ہین رازدان کیسے کیسے

مٹے لاکہہ پہر لکہنو لکہنو ہے +
سخندان ہین اب بہی وہان کیسے کیسے

نہ کیونکر ہون وہ میری الفت کے قایل
محرک ہوئے خوش بیان کیسے کیسے

بہت پی کے بہکا نہ مین گر عجب کیا
تہے رہبر بہی پیر مغان کیسے کیسے

تری تربیت کا ہے سب فیض ساقی
بنے رند پیر مغان کیسے کیسے

ہین برہم درا ندازئی محتسب پر
ہوا خواہ پیر مغان کیسے کیسے

پلا کر مے ناب رندی کے شیوے
سکھاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

غضب عشق و وحشت نے پردہ دری کی
ہوئے پیرہن دھجیان کیسے کیسے

محبت مین نکلے رقابت کے جھگڑے
ہوئے جمع ایذا رسان کیسے کیسے

مجھے جب توکل نہ بارے توکل
فلک نے لئے امتحان کیسے کیسے

عبث دل دکھایا حبیب حزین کا
کئے تو نے ظالم گمان کیسے کیسے

کچھ شکایت نہین دل مائل بیداد رہے
پر نہین بھول بچانا یہ تمھین یاد رہے

چاہئیے قید تکلف سے دل آزاد رہے
جام مے ہاتھ مین پہلو مین پریزاد رہے

طبع وارستہ اسیری مین بھی آزاد رہے
عمر بھر ہاتھ ہی ملتا ہوا صیاد رہے

ہون وہ بلبل کہ خزان مین جو کرون ذکر بہار
پھول کی طرح شگفتہ رخ صیاد رہے

جذبہ شوق اسیری کا تقاضا ہے یہی
جاؤن جب مین کہ فقط باغ مین صیاد رہے

بیڑیان توڑین یہانتک ترے دیوانہ نے
سر کو ٹکراتے غم و رنج سے حداد رہے

تیری ہر تازہ ادا پر ہوئے خود آشفتہ
ہونٹھ ہی چاٹتے سارے ستم ایجاد رہے

اے بتو پھر نہو اللہ کا قایل کوئی
گر تمھارا یونہین یہ حسن خداداد رہے

نہین جینے کی ہوس آئین مسیحا کہ نہ آئین
ہان دم نزع سرہانے مرا جلاد رہے

کیون نہ انصاف کرے دادرس روز جزا
چشم مقتول مین جب حلیہ جلاد رہے

ہند مین نام اسلام ہی سرکار نظام
یا خدا یونہین ہمیشہ یہ گھر آباد رہے

کیون نہو حالت خستا دپہ افسوس حبیب
دیکھ کر شاد ہمین مفت وہ ناشاد رہے

قید ہے دلمین آرزو آٹھہ پہر سے بیکلی
جلد مدد کو آئیے دم ہے لبون پہ یا علیؑ

سُرخ و حور وش مین وہ سن ابہی گو سبب سے ہے کم
عہد شباب ہوگا قہر شور ہے یہ گلی گلی

دی مجہے وہ مئے صبوح حسین ہو بو گلاب کی
ہے دم عیش ساقیا ابر اوٹھا ہوا چلی

وقت وصال ہی قریب سوچ مین ہین عبث طبیب
سیر زندگی سے جی نبض نہ کیون ہو متلی

مفت نہ جان دو حبیب یار ابہی ہی نا سمجہہ
عیش کا سن ہی سمجہیگا خاک تمہاری بیکلی

عبث بہی روٹھی ہوئی کیون خفا سنو تو سہی
قدم پہ گرتے ہین مانو کہا سنو تو سہی

لبون پہ جان ہے فرقت مین دم نکلتا ہے
مسیح حال ہمارا ذرا سنو تو سہی

وہ بد مزاج جو اوٹھا نہ پہر پہر دیکہا
مین دور تک یہی کہتا گیا سنو تو سہی

ہٹہا کے پاس رقیبون کو مجکو بلوایا
تمہین یہ بات تہی لازم بہلا سنو تو سہی

جفائین آپ ہی کین ہو گئے خفا ہے ہے
اور اوسپہ کرتے ہو اولٹا گلہ سنو تو سہی

یہی قرار تہا دل لے کے جو کیا تم نے
ملاؤ آنکہہ تو مجہسے ذرا سنو تو سہی

مری طرح سے جو کرتے ہو دمبدم نالے
کہو ہوئے ہو کہان مبتلا سنو تو سہی

جفائین کرتے ہو عاشق پہ کیسے ناداں ہو
مٹائیے دیتے ہو نام وفا سنو تو سہی

حبیب خستہ تڑپتا ہے درد فرقت سے
اگر نہ آنکہہ سے دیکہو صدا سنو تو سہی

پہر دل کب کسی کاکل کا خیال اچہا ہے
کون مانیگا کہ آئینہ مین بال اچہا ہے

شاد ہو تجہہ مین اگر کوئی کمال اچہا ہے
یہ تو ہے قدرت صانع کہ جمال اچہا ہے

دہن تاف قناعت سے یہ پیدا ہے صدا
قطع ہو جائے اگر دست سوال اچہا ہے

نوش بے تیشہ ہی جب عالم امکان مین محال
اس گذرگاہ مین عشرت سے ملال اچھا ہے

دینگے کیا وہ مری خون نابہ فشانی کا صلہ
مشک سے جنکی نگاہون مین زغال اچھا ہے

درد دل کر کے ترقی ہوا درمان آخر
دو مسیحا کو نہ زحمت مرا حال اچھا ہے

اِس یقین سے نظر آئیگی آسان مشکل
کہ ہر ایک رنج و مصیبت کا مآل اچھا ہے

اونگلیان اوٹھتی ہین ناقص کیطرف دنیا مین
دیکھ لو بدر سے شہرت مین ہلال اچھا ہے

ہو نہ آفاق مین انگشت نما شکل ہلال
دور کر نقص کو بن بدر کمال اچھا ہے

نہ میری طرح سے ہو عیش منغص صاحب
آپ ہی دیکھئے اِس کا ملال اچھا ہے

گرچہ اک وصف اضافی ہی مگر اے منعم
ہو مروت بھی تو تیرے لئے مال اچھا ہے

عبرت آگین وہ یہ ناظورہ انظار فریب
جام جم سے ہین یہ جام سفال اچھا ہے

نیکیان آئینگی وان سامنے حورین بنکر
واعظا تجھسے ہمارا یہ خیال اچھا ہے

چند احباب بہم بیٹھکے جب خوش ہون حبیب
عید کا دن ہی وہی وہ مہ و سال اچھا ہے

اِدہر آ جور و جفا کر کے مکرنے والے
دیکھ یون جی سے گذر جاتے ہین مرنیوالے

شام کو صبح بنائیگی صفائی عارض
آئینہ آیا ہے گیسو ہین سنورنے والے

تم نظر مین تھے نہان آنکھ مین سیلاب سرشک
واہ اے ڈوب کے طوفان مین اُبھرنیوالے

ذکر فرقت پہ خفا ہو کے وہ فرماتے ہین
کیون بھرین عشق کا دم ہجر سے ڈرنیوالے

جوہر آئینہ دل ہو گئے گرفتار دن سے کے
عارض یار پہ گیسو ہین بکھرنے والے

وصل کی یان ہے خوشی ملنے سے وسواس وہان
منتین پڑھتی ہین صدقے ہین اوترنیوالے

تم مرا خون بہاؤگے یقین ہے کس کو
ہر گھڑی مُنہ سے نہین کہتے ہین نیوالے

جنبش ابروے قاتل پہ فدا ہین عشاق
ایک ہی گھاٹ سے یہ سب ہین اترنیوالے

کون روکیگا تری زلف کے آزادون کو
قید ہو سکتے ہین کب شیر بپھرنے والے

خون عشاق کے دھبّے نہ چھٹے دامن سے
ہاتھہ ملتے رہے ہر روز نکھرنے والے

اب وہ صحبت ہے نہ وہ گرمی ہنگامۂ حُسن
کہئے کیا ہو گئے دم عشق کے بھرنیوالے

ذکر محشر پہ وہ کہتے ہین بہت نکلین گے
ہم سے بیدرد گنہگار ٹھہرنے والے

اب تو اقرار مرے قتل کا کر لے للہ
اے سر معرکۂ حشر مکرنے والے

بس خدا کے لئے اب عشق سے باز آؤ حبیب
جان بھی لینگے یہ دل لیکے مکرنے والے

عبث خون مہر و وفا کرنے والے
ہین اک دن قیامت بپا کرنے والے

یہ پابند عصمت حیا کرنے والے
ہین ہر دل مین در پردہ جا کرنے والے

سمجھتے ہین تلچھٹ کو بھی پھول ساقی
ترے میکدے کے دعا کرنے والے

کوئی کیون نہو اس سے مطلب نہین کچھہ
کرینگے کسی کا بھلا کرنے والے

نہین درد فرقت سے واقف ہین شاید
مرے سر کو تن سے جدا کرنے والے

نشانہ ملامت کا اکثر بنے ہین
کسی کام کی ابتدا کرنے والے

ستم جو ہین سب بے گناہون پہ کر لو
نہ آئینگے زد پر خطا کرنے والے

محل عبرتون کا بنی ہر عمارت
سدھارے عدم کو بنا کرنے والے

سنو گے نہ جب تم پشیمان ہونگے
شکایت مری بارہا کرنے والے

زمانہ مین ہین مظہر فیض خالق
غریبون کی حاجت روا کرنے والے

اشاعت مین حق کی ہین محکوم فطرت
بد و نیک کا تذکرہ کرنے والے

ہوئے ہون نہ ہمدرد اہل جہان کے
یہ تقلید حرص و ہوا کرنے والے

حبیب حزین دل کی آہون کو روکو
یہ نالے ہین آفت بپا کرنے والے

خبر ہے ہر کسے اب ہین کیا کرنیوالے
ستم کرنے والے جفا کرنیوالے

بنایا نہ عیسیٰ کا ممنون تونے
مرے درد دل کی دوا کرنے والے

اشارے تیرے ابروے جانستان کے
ہین سب تیغ کار قضا کرنے والے

برے وقت مین ساتھہ دیتے ہین از خود
حقوق محبت ادا کرنے والے

کہون اور کیا خیر راحت سے بیٹھین
مجھے درد مین مبتلا کرنے والے

نہ سمجھو ہوا خواہ دشمن ہین صاحب
یہ ہر بات پر واہ واہ کرنے والے

پھرا کون خالی ترے در سے مالک
غنی ہوگئے التجا کرنے والے

بچے کس طرح دل تمہاری نظر سے
یہ ناوک نہین ہین خطا کرنے والے

جہان کے بد و نیک سے بے غرض ہین
ترا ذکر صبح و مسا کرنے والے

ریاضت سے کہوتے ہین زنگ کدورت
یہ مرآۃ دل کے جلا کرنے والے

نہین ہین خدا کی مشیت پہ شاکر
مقدر کا ہر دم گلہ کرنے والے

ہمین چاہیئے داد حسن طلب کی
گدا دو کے ہین صدا کرنے والے

حبیب سیہ کار مضطر کھڑا ہے
ادہر دیکھہ عفو و عطا کرنے والے

بیدلی کیا غم دل آیا اُن پہ جانیکے لئے
اے نقاہت مژدہ طاقت ہے گنوانیکے لئے

راحتین ہین اے خدا سارے زمانیکے لئے
دل دیا ہی مجھکو کیا صدمے اٹھانیکے لئے

انقلاب ایسا نہو یارب زمانیکے لئے
خاص ہی بیگانگی اب ہر یگانیکے لئے

پہر ہے آغاز جنون بڑہ بڑہکر رہجاتے ہین ہاتہہ
دہجیان جیب و گریبان کی اوڑانیکے لئے

جان دی جنکے گل رخسار پر آئے نہ وہ
ایک دن دو پہول تربت پر چڑہانیکے لئے

خواب مین پاکر اونہین جی کہول کر دیکہا جمال
نیند آئی میری قسمت کو جگانیکے لئے

ہے تقاضا قابض ارواح کا ہر دم مگر
جان تجہہ مین ہی کہانسے آئے جانیکے لئے

اے مسیحا کہئیے عاشق سے پیام وصل یار
قم باذن اللہ ہے مردہ جلانیکے لئے

مین سمجہتا تہا جو باتین کر رہے تہے شب کو آپ
ڈہال کر مجہپر رقیبون کے جلانیکے لئے

زورق گردون پہ ہون عیسی روان مانند نوح
بیٹہہ جائین ہم اگر آنسو بہانیکے لئے

چادر اشک روان میرا کفن ہو بعد مرگ
ہے کدورت دل کی کافی تن چہپانیکے لئے

ہوتی ہے فکر معیشت بہی ہلاکت کا سبب
دام مین آتا ہے طایر ایک دانیکے لئے

وہ عیادت کو مری تشریف لاکر پہر گئے
کیا ہی ساعت تہی اے غش تجہکو آنیکے لئے

قدردان ہین جمیع مشتاق سخن ہین سب حبیب
آپ ہی چلئے کلام اپنا سنانیکے لئے

تہے وہ آمادہ ہمارے پاس آنیکے لئے
ہوش کی حالت مین بیہوشی سے لانیکے لئے

ہے بجا گر قبر بازو مین لگانے کے لئے
کس نے لی راہ عدم دنیا مین آنیکے لئے

چاہیے جو کہئیے وحشت ہی بہانیکے لئے
ورنہ مانع کون تہا تشریف لانیکے لئے

کیسی آنکہین نور آنکہون کا کرین ہم فرش راہ
وہ کسی دن منہ سے فرمائین تو آنیکے لئے

چہیڑنا منظور ہے آشفتگان زلف کا
شانہ منگواتے ہین وہ گیسو بنانیکے لئے

ہے وہی پامرد جو کچہہ کرکے دکہلائے کبہی
کچہہ نہین درکار ہے باتین بنانیکے لئے

بے نیازی اور کر لو جتنا جی چاہے بتو
اور کوئی کیا نہ تھا آماجگاہ تیر ناز
کنگھیاں کیوں زلف میں کرتے ہو شاخ و عاج کی
خوش رہیں یارب ہمیشہ جتنے ہیں ہمدرد قوم
سمجھے ظالم کو نہ کیوں ہر شخص نخل بے ثمر
سب کلیجے تھام لیں میرا فسانہ وہ نہیں

ہے جبین میری تمہارے آستانیکے لئے
تھا فقط میرا ہی اک سینہ نشانیکے لئے
یہ دل صد چاک تو حاضر ہے شانیکے لئے
ایسے لوگوں کی ضرورت ہے زمانیکے لئے
بید مختص ہو گیا ہے تازیانیکے لئے
شوق سے سنتے ہیں جس کو نیند آنیکے لئے

ہو گئے کیا سر سبز دنیا میں وہ بد باطن حبیب
جو کسیکو رنج دیں راحت اوٹھانیکے لئے

جو کیا مالک نے اوس پر صبر کرنا چاہیئے
ہو گا کیا بدخواہ سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے
کوچ ہے درپیش اک رہبر بھی ڈھونڈھا چاہیئے
کسکو ہی یہاں سند فرمان روائی کی ہوس
ہم سیہ کاروں سے جب چھوٹی یہ بزم دلفریب
تھا جدا اتنک مگر میں اب ترا وابستہ ہوں
کوئی بے جذب محبت دوڑ کر آتا نہیں
ہے تنک ظرفی جو عاشق فاش کردے راز عشق
سارے عقدے اک توجہ نے تری حل کر دی
کیوں ترے آگے نکروں نیک و بد کا اعتراف
وہ ید بیضا کریں جس داغ کو چاہیں مگر

غیر بنکر اپنی حالت کا تماشا چاہیئے
قادر مطلق کی رحمت پر بھروسا چاہیئے
فکر دنیا تابکجا اب ذکر مولا چاہیئے
پشت خم کو تیرے دروازے کا تکیہ چاہیئے
منہ چھپا لینے کو تھوڑا اصاف کپڑا چاہیئے
یا ولی اللہ اتنا یاد رکھنا چاہیئے
شمع کو خود اپنے پروانوں کی پروا چاہیئے
ایک ہو باطن مگر ظاہر میں پردہ چاہیئے
پیشوائے منزل مقصود ایسا چاہیئے
حال نامحرم سے انسان کو چھپانا چاہیئے
عاشق جانسوز بھی مانند موسی چاہیئے

کیا ہدایت کی ہی آتش کو خدا بخشے حبیب
"یا علیؑ کہہ کر بت پندار توڑا چاہیئے"

رہے ہے نہ قید فصاحت جہان زبان کے لئے
مباحثہ نہین زیبا ہے خوش بیان کے لئے

بڑا مزا ہے خموشی مین خوش بیان کے لئے
کنایہ بس ہے سمجھنے کو نکتہ دان کے لئے

رواں ہے لطمہ بحر ہوس مین کشتی عمر
ہمارا دامن ہمت ہے بادبان کے لئے

ڈبووے ہجر مین طوفان اشک کشتی تن
اگر نہو علم آہ بادبان کے لئے

جدا ہے رنج کا عالم خوشی کے عالم سے
یہ اونکے عیش کو اور وہ مری فغان کے لئے

ملین وہ لاکھ کسی سے کبھی نہین بنتی
ہے مغتنم یہ تلون مزاجدان کے لئے

اوداس کیون ہو نہ ٹھہرا اگر کوئی عاشق
یہ میرا سر ہے یہ شمشیر امتحان کے لئے

نہین ہے شہر خموشان کی سیر اے دل زار
چلے ہین پرسش یاران رفتگان کے لئے

بنا ہے پیکر حیرت مثال آئینہ
اخیر وقت مرا تن غم نہان کے لئے

تم ایک سنگ ہی رکھدو مزار عاشق پر
براے نام تو کچھہ چاہیئے نشان کے لئے

عدم مآل ہے ہستی کا جسطرح ای دل
اسیطرح سے ہر ایک سود ہی زیان کے لئے

دکھادے گل رخسار بلبلون کو عبث
بہانہ ہو گیا اون کو بھی فغان کے لئے

حبیب عشق سے ہے ہمکو خیال رعنا سے
ہوئے ہین پیر اسی شاہد جوان کے لئے

جگر کو داغ تو سوز و گداز جان کے لئے
دئے شروع محبت مین امتحان کے لئے

فلک ہے پست وہ رفعت ہے اس مکان کے لئے
نہ کیون ہو چادر مہتاب سائبان کے لئے

کھلا ہے دور فلک مین اذیتین سہکر
یہ آسیا ہے اسی مشت استخوان کے لئے

نہو یقین وفا گر سپہر آزما نہین — دل وجگر تو ہین موجود امتحان کے لئے

روان ہون اشک نہ کسطرح ساتھہ نالونکے — جرس منادی رحلت ہی کاروان کے لئے

یہ کیا ستم ہی صبا تونے کوے دلبر مین — ہماری خاک بہی رہنے ندی نشان کے لئے

بہت دنون نہین وہ آئی ہین وصل کی شب ہی — موذن آج نہ یارب اوٹہے اذان کے لئے

نشان چمن مین نرکہا مرے نشیمن کا — روانہ تہی یہ جفا دست باغبان کے لئے

گمان سایہ کا مجہہ ناتوان پہ فرما کے — چلے ہین قابض روح آکے قبض جان کے لئے

یہ خشکی لب سوفار سے ہوا ظاہر — لہو نہین دل عاشق مین اب نشان کے لئے

نہین ہے تاب سخن پہیر دے چہری صیاد — مصر زیادہ نہو گل کی داستان کے لئے

فدا ہون تم پہ اسی آرزو مین جیتے ہین — خضر نہین جو مرین عمر جاودان کے لئے

ہوا سے گل مین ہے دیوانہ پن کی بو شاید — گیا تہا آج وہ گل سیر بوستان کے لئے

بڑہائی موت کے ڈر نے حیات کی توقیر — ہوئی ضرور مدارات میہمان کے لئے

حبیب بخت سکندر حضور کو میرے
کرے قدیر عطا شاہ مرسلان کے لئے

رنگ ہستی مین تغیر کوئی گر ہوتا ہے — امتحان نگہہ اہل نظر ہوتا ہے

درد جب تک نہو کرتا نہین کوئی فریاد — نالہ صوت دہن زخم جگر ہوتا ہے

حق کی تائید سے بنجاتی ہین بگڑے ہوئی کام — فائدہ حاصل اسباب ضرر ہوتا ہے

کہین دیکہے ہین تہی مغز اطاعت مسلک — خودسری جسمین نہو خم وہی سر ہوتا ہے

ترک لذات گنہ شاق ہے واعظ ورنہ — تم جو کہتے ہو یہ سب پیش نظر ہوتا ہے

کوشش حفظ خلائق کا ملا ہے یہ ثمر — بے خزان دہر مین گلزار سپر ہوتا ہے

فیض منعم سے غنی کیون نہون ارباب کمال
پرتو مہر سے تابندہ قمر ہوتا ہے

شرط الفت نہین نظارہ روے اغنیا
یار سے یہ سبب قطع نظر ہوتا ہے

جس سے جو ہو سکے وامے درمے ہو سلوک
رفتہ رفتہ یوہین سامان سفر ہوتا ہے

شمع کاشانہ اقبال سے ہے توفیق کرم
غنچہ گل ہوتے ہی خود صاحب زر ہوتا ہے

عقلا اپنے ہوا خواہ کو سمجھے بدخواہ
کہنے سننے کا یہانتک تو اثر ہوتا ہے

ہین نے پہچانا ہی مالک تجھے بخشش سے تری
قاعدہ ہے کہ گدا دست نگر ہوتا ہے

شکر منعم سے ہمین کام ہے ہر وقت حبیب
ذکر بخشایش حق شام و سحر ہوتا ہے

راہ فرقت اے دل بیتاب طے ہو جائیگی
پھر ملاقات اونسے گر قسمت ہی ہو جائیگی

ہے یقین ساقی دریا دل پلائیگا نبیذ
دور رکنے کا نہین مانا کہ مے ہو جائے گی

بزم سے اوٹھ جائیگا جسوقت تو اے زہرہ وش
صرف شیون خود بخود آوازنے ہو جائیگی

گر کرونگا نظم روز وصل کا عیش و طرب
منبسط ہو ہو کے بحر شعر لمبی ہو جائیگی

کیا کوئی کم ظرف خم خالی کریگا میرے ساتھ
ایک چلو مین بہک جائیگا قے ہو جائیگی

فصل گل نزدیک ہے آیا مہ اردی بہشت
اب تلافی جفا و جور دے ہو جائیگی

کیا ہوا ویران کیا گر محتسب نے میکدہ
جمع پھر کل شام تک ہر ایک شے ہو جائیگی

دل گیا اک دن متاع جان بھی ہوتی ہے تلف
کارگر ہو گی حفاظت تا بکے ہو جائیگی

طالب بوسہ ہوئین قاصد وہ ہین خواہان جان
یہ ذرا سی بات ہے ملتے ہی طے ہو جائیگی

نوش کر لو مہربان پھر شوق سے باتین کرد
جام مین کیا کر ہوا بے کیف مے ہو جائیگی

اے حبیب بادہ کش رندی کی شیوی ہین ہزار

گردن مینا اگر ٹوٹے گی سنے ہو جائیگی

فلک کی گردشین ایسی نہین جنمین قدم ٹھیرے
سکون دشوار ہی کیونکر طبیعت کوئی دم ٹھیرے

قضا نے دوستونسے دیکھئے آخر کیا نادم
کئے تھے عہد و پیمان جسقدر وہ کالعدم ٹھیرے

چھوا تو نے جسے مارا اوسے اے افعی گیسو
یہ سب تریاق میرے تجربہ کرنے مین سم ٹھیرے

کیا جب غور کوسون دور نکلی منزل مقصد
کبھی گر پاے شل اوٹھی تو چلکر دو قدم ٹھیرے

لگا کر دل جدا ہونا نہ تھی شرط وفا صاحب
غم فرقت کی شدت سے کرم جور و ستم ٹھیرے

جو کچھ دیکھا وہ آئینہ تھا آنے والی حالت کا
جہان دیکھا ہی آنکھونکا انسے جام جم ٹھیرے

عمل کہنے پر اپنے حضرت واعظ کرین پہلے
گنہ کے معترف جب ہین تو وہ کب محترم ٹھیرے

جوانی کی سیہ مستی مین وصف زلف لکھا تھا
بڑہا وہ سلسلہ ایسا کہ ہم مشکین قلم ٹھیرے

یہ ثابت ہے کہ مطلق کا تعین ہو نہین سکتا
وہ سالک ہی نہین جو چلکے تا دیر و حرم ٹھیرے

بشر کو قید کلفت مایہ اندوہ و آفت ہے
رہے ہی اچھے جو اس مہمانسرا مین آکے کم ٹھیرے

حبیب ناتوان سے راہ الفت طے نہین ہوتی
عجب کیا گر یہ رستا جادہ ملک عدم ٹھیرے

یکسان ہی ہم ہوے نہ زمانے مین یا ہوئی
مدت ہوئی ہے راہ مین اوسکی فنا ہوئے

پہونچا سکے نہ ہم کو کبھی کوے یار تک
پھر فائدہ ہی کیا جو خضر رہنما ہوئے

شکر خدا کہ ہنستے ہین فریاد سن کے وہ
نالے ہمارے نغمہ عشرت فزا ہوئے

آلودہ جسم زار ہے خاشاک راہ سے
در پر تمہارے عضو بدن کہربا ہوئے

صحبت سے جنکی قلب کو فرحت ہی رات دن
کیون چرخ کجمدار وہ احباب کیا ہوئے

دل تم کو دیدیا ہے مگر یہ نہین خیال
جو جو بھرے تھے اوسمین وہ ارمان کیا ہوئے

دیکھا جو تیری زلف مسلسل کا پیچ و تاب
ویدے ہرن کے نافہ مشک خطا ہوئے

دل سے تو ہین قریب نہ ہم تک پہونچ سکین
کچھ غم نہین نصیب اگر نارسا ہوئے

قدمونپہ ڈرکے رکھدیا سر تاکہ اوٹھ نہ جائین
ناراض دل لگی مین جو وہ اک ذرا ہوئے

ناصح یہ وعظ و پند ہے بیکار جاے
ہمسے بھی بادہ کش ہین کہین پارسا ہوئے

بنکر غبار بھی نہ گئی تیرگی بخت
چشم رقیب کے لئے ہم توتیا ہوئے

غربت بس اب طریق محبت کو قطع کر *
مدت ہوئی ہے اہل وطن سے جدا ہوئے

ہمراہ درد موت بھی آئی ہزار شکر
منت کش مسیح نہ بہر دوا ہوئے

لکھکر مقطعات مین دین اونکو عرضیان
جو دائرے تھے کاسۂ دست گدا ہوئے

پوچھو نہ کچھ کہ لیتے ہی دل کیا ستم کیا
میرے ستانے کو ہمہ تن وہ جفا ہوئے

صورت طراز حسن ہے حیرت کی جا نہین
آئینہ دیکھ دیکھ کے وہ خود نما ہوئے

جوش آگیا کریم کی رحمت کو اے حبیب
نادم خطا سے ہم جو دم التجا ہوئے

ہماری بزم عشرت مین کبھی گر دور چلتا ہے
تو کیسے رند زاہد کا بھی عمامہ اچھلتا ہے

بناوٹ سے ہے سراسر جو سخن مونہہ سے نکلتا ہے
کہین واعظ کہ اس کہنے پہ انکی کون چلتا ہے

پلادی شیخ کو ساقی نے غصہ مین ٹہلتا ہے
عجب حالت ہے کہتا کچھ ہے منہ سے کچھ نکلتا ہے

تکلف کیا ہوا گر یار کے آنسو نکل آئے
یہ وہ آہین ہین جنکے سامنے پتھر پگھلتا ہے

شب مہ قد کو شام وصل سمجھے ہین تری عاشق
نہین کٹتی ہے انکی عمر دن فرقت کا ڈھلتا ہے

نقاب الٹو کہین دیدار کی حسرت نرہجائے
ادا دکھلا رہے ہو کس کو میرا دم نکلتا ہے

زبان انسان کی ہر حالت مین تابع ہے طبیعت کی
بھرا ہوتا ہے جو دل مین وہی مونہہ سی نکلتا ہے

گئی طفلی ہوئی رخصت جوانی آگئی پیری
خزان کہتی ہے رنگ باغ ہستی یون بدلتا ہے

جہان دیکھا اثر صحبت کا غالب تھا طبیعت پر
یہ وہ حکمت ہے جس سے آدمی سانچے مین ڈھلتا ہے

فروغ حسن و نور عشق دونون ایک ہی شے ہین
نہ جبتک شمع روشن ہو کہین پروانہ جلتا ہے

حبیب مبتلا کے دلکی حالت کچھہ نہین کھلتی
مگر باتو نسے اوسکے درد کا پہلو نکلتا ہے

اجل جسوقت آجاتی ہے کسکا زور چلتا ہے
بہر صورت غنیمت ہے وہی جو وقت ٹلتا ہے

محیط نور سے کب چشمہ ظلمت اوبلتا ہے
چراغ خانہ امید بے روغن ہی جلتا ہے

ستم ہے جوش بیتابی مین اپنی حد سے بڑھ جانا
ذرا دیکھو کہین اشک روان گر کر سنبہلتا ہے

یہ شکلین آپکی بے اعتنائی سے نمایان ہین
کوئی ہے جان بلب حسرت سے کوئی ہاتھہ ملتا ہے

عجب کیا گر ہوا پر داغ سینہ فوت مقصد سے
حقیقت یہ ہے ارمان دلکے گودڑی مین پلتا ہے

ہٹا دو شیشہ و پیمانہ آیا سادہ دل زاہد
یہ مرد آدمی جب دیکھئے بیوقت کھلتا ہے

نہ نکلے زندگی بھر کوچہ دلدار سے عاشق
اوٹھی بھی گر تو یون جیسے کوئی گر کر سنبہلتا ہے

نہین دم بھر تڑپنا دیکھہ ہر بلبل کا اے گلچین
کلیجہ جیسے ان کا کوئی چٹکی سے مسلتا ہے

تعصب چھوڑ دو دیکھو ترقی غیر قومون کی
جہان مین ایکدن نخل ریاضت یونہین پھلتا ہے

نہین دیتا ہے کوئی ہاتھہ سے ملتی ہوئی دولت
یہ ہے ایسی ریاست سیدکا قدم جسپر پھسلتا ہے

حبیب اکدن کڑی منزل الم کی کٹ ہی جائیگی
ہمیشہ توسن عمر روان سشہ گام چلتا ہے

دیکھہ لو تم خوئے آتش لے قمر شیشہ مین ہے
عکس داغ مہر کا اتنا اثر شیشہ مین ہے

لوگ کہتے ہین ترے رخسار تابان دیکھہ کر
شمع ہے فانوس مین یا آب زر شیشہ مین ہے

رات دن رہتی ہی نیت بادہ گلرنگ مین
یہ پری وہ ہے کہ جو آٹھون پہر شیشہ مین ہے

ساعد سیمین سے تیرے اوسکو کیا نسبت بھلا
توبہ توبہ کب لطافت اسقدر شیشہ مین ہے

ہوتی ہی غرق عرق کیون تو سیواے بوے گل
اور کیا اے بلبل شوریدہ سر شیشہ مین ہے

میکدہ تیرا ہے آباد خم کی خیر ہو
ہان پلادے مجھکو ساقی جس قدر شیشہ مین ہے

خاک سے میری بھلا کیا وقت کا ہو امتیاز
پہر گھڑی بنکر بگولا منتشر شیشہ مین ہے

یہ گمان ہوتا ہے عکس مہر صہبا دیکھہ کر
داغ الفت کو لیے خون جگر شیشہ مین ہے

حضرت واعظ نہ ایسا وقت ہاتہہ آئیگا پھر
سب ہین بیخود تم بھی پی لو کچھہ اگر شیشہ مین ہے

کھینچ سکی ہرگز مصور سے نہ تمثال عدم
دیکھلو تصویر جانان تا کمر شیشہ مین ہے

تہوڑی تہوڑی راہ مین پی لینگے گر کم ہو تو کیا
دور ہے میخانہ یہ زاد سفر شیشہ مین ہے

مے پلا کر مجھسے کہتے ہین وہ ہوکر بے حجاب
چڑھ گئی آنکہون پہ جب عینک نظر شیشہ مین ہے

کیون نہ زور طبع سب احباب دکھلائین حبیب
امتحان حسن نظم یکدگر شیشہ مین ہے

شب کو نالہ جو مرا تا بہ فلک جاتا ہے
صبح کو مہر کے پردے مین چمک جاتا ہے

اپنا پیمانہ دل ہے مے غم سے لبریز
بوند سے بادہ عشرت کی چھلک جاتا ہے

کمر یار کی لکھتا ہون نزاکت جس دم
خامہ سو مرتبہ کاغذ پہ لچک جاتا ہے

یاد آتی ہے کبھی صحبت احباب اگر
ایک شعلہ ہے کہ سینے مین بھڑک جاتا ہے

چاندنی چھپی ہے تکیونکے تلے آنکھون مین خواب
سوتے مین اونکا دوپٹہ جو سرک جاتا ہے

وصل کے ذکر پہ کہتے ہین بگڑ کر دیکھو
ایسی باتون سے کلیجہ مرا پک جاتا ہے

دل لیا ہے تو خدا کے لئے کہدو صاحب
مسکراتے ہو تمہین پر مرا شک جاتا ہے

پیار کرنے کو جو بڑھتا ہون تو کہتے ہین ہٹو
نشہ مین آکے کوئی ایسا بہک جاتا ہے

ساقیا جام پلا سیخ سے اُترا ہے کباب
دیر اچھی نہین اب لطف گزر جاتا ہے

لب خندان سے ندین کسلیئے قاتل کو دعا
روز زخمون پہ نمک آکے چھڑک جاتا ہے

شیفتہ شاہد رعنائے سخن کا ہون حبیب
نئے انداز پہ دل میرا پھڑک جاتا ہے

بے وفا ہر حال مین لازم دل بیتاب سے
رنج غربت تو ملا ہے چھوٹ کر احباب سے

ہو بھلا خوف عدم سے کسکو جینے کی خوشی
ہے سیہ پوش آنکھہ داغ مردم نایاب سے

تو وہان بر سو نسے ہے آگاہ کرنا چاہیئے
ہم کو بھی اے درد کچھہ حال دل بیتاب سے

ایک دن پہونچیگا تا ملک عدم طوفان چشم
نوح جنت مین امان مانگین گر اس سیلاب سے

جام کوثر بھی پئین گے ہم وہ ساقی بحر فیض
یان رہین محروم کیون دور شراب ناب سے

سنت دنیا سے دون ہرگز نہ لے بہتر سمجھہ
یہ پھٹے کپڑے گزی کے قاقم و سنجاب سے

ہجر کی شب تھا فلک آئینہ سوز جگر
عکس داغ دل عیان تھا بستر کمخواب سے

صاحب گنجینۂ باطن ہین جتنے خلق ہین
وہ نہین رکھتے علاقہ ظاہری اسباب سے

کیا پسند آتی ہمین حور بہشتی کی ادا
یاد ہے انگڑائی لینا ان کا اُٹھکر خواب سے

شان خالق تھی بتون کے طاق ابروی عیان
جھک گئے ہم بھی شبابہ دیکھہ کر محراب سے

ہون وہ عاشق گرمی ہوتی ہے تو لیتا ہون قرض
مہر سے دلکی تپش داغ جگر مہتاب سے

کون یاد آیا کہو گذری ہے کیا دلپر حبیب
دیکھتا ہون خود بخود ہو آج کچھہ بیتاب سے

رونا ان کا کام ہے ہر دم جل جل کر مر جانا بھی

جان جہان عشاق تمہارے شمع بہی ہین پروانہ بہی

ساری عمر مین جو گذری تھی ہم پہ مردہ روداد لکھی

پر ہوئی یون مشہور کہ جیسا ہو نہ کوئی افسانہ بہی

عشق سبھی کرتے ہین مگر جو حالت مجہپر طاری ہے

منہ سے کہون گر ہاتہہ ملے گا اپنا بہی بیگانہ بہی

پوچھتے کیا ہو میرا ٹھکانا ایک جگہہ گر ہو تو کہون

راہ گذر ہے یار کا در ہے مسجد بہی میخانہ بہی

راہ طلب مین چلتے پھرتے لاکھون آتے جاتے ہین

خلق مین ہے عشاق کی منزل کعبہ بہی بتخانہ بہی

مجھپر وہ بے طور خفا ہین غیرونکے بہکانے سے

مانا کیسا بات کہان کی بند ہے آنا جانا بہی

ایک ہمین کیا پیچ مین ہین اُس زلف دوتا کی الفت سے

مار سیہ ہم رنگ ہے اپنا سنبل تر بہی شانہ بہی

کردی صحبت درہم برہم کسکی چشم کے افسون نے

بہکا ساقی ڈہلکی بوتل اور چہلکا پیمانہ بہی

واعظ کے منہ پر نہ کہو کچھ شرع کی حرمت لازم ہے

رندی مین مشروط نہین ہین باتین آزادانہ بہی

خنجر ابرو تیغ نگہہ تقریر مسلسل چشم سیاہ

تیز بہی ہے خونریز بہی دل آویز بہی ہے مستانہ بہی

کوچہ مین اوس کے جمع ہین عاشق بہیڑ لگی ہی کوسون تک
شور بھی ہے ہنگامہ بہی ہی شانہ سے چلتا شانہ بھی

خلوتِ دل مین چین سے بیٹھو کس سے تکلف کرتے ہو
گھر ہے تمہارا تم ہو یہان مہمان بہی صاحبخانہ بھی

نام حبیب مضطر کا معلوم نہین سب کہتے ہین
در در سیدہ آفت دیدہ وحشی بھی دیوانہ بھی

ہوئی خلق جب سے جہا نمین ہم ہوس نظارۂ یار ہے
ٹہر اے اجل کہ وہ آئینگے دم واپسین کا قرار ہے

رہین محو کیون نہ ہر ایک دم کہ نظر مین جلوۂ یار ہے
دل منتظر ہے جو آئینہ تو خیال آئینہ دار ہے

یہ خطاے عشق کی دی سزا کہ مژہ سی مردم چشم نے
مرا دل دیکہا کے یہ کہدیا اسے لو یہ قابل دار ہے

یہ خدا ہی جانے وہ کون تہا جو شہید ناز و ادا ہوا
کہ اوڑی ہے خاک رہ صنم تو خزان مین رنگ بہار ہے

ہوئین ترک ساری محبتین مرے سر پہ ڈہائی ہین آفتین
یہی دل کے لینے مین شرط تہی یہی مجہسے قول قرار ہے

یہ جنون کی دیکھئے بختگی جو کبھی کسی نے نہ ہو سنی
میرے پیرہن کا جو تار ہے وہ ہر ایک ریشۂ خار ہے

کوئی دلکی نکلی نہ آرزو ہوا رنج و غم سے جگر لہو

پھر سے خاک چھاننے کو بکھو نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے

پس مرگ بھی ہین وہی ستم ہین جفائین روح پہ دمبدم

ادہر آتے آتے وہ پھر گئے جو سنا کہ میرا مزار ہے

مرے سینہ کو نہ ہدف کرو تپش جگر سے ڈرے رہو

پر مرغ تیر نہ جل اوٹھین کہ لہو برنگ شرار ہے

وہ خوشی دکھائی نہ چرخ نے کہ عوض مین جسکے نہ غم دئے

کبھی فرش گل سے ہے جو ایک شب تو مہینون بستر خار ہے

جسے درد نالہ و آہ ہے جو شہید تیغ نگاہ ہے

شب ہجر اسکی گواہ ہے وہ حبیب سینہ فگار ہے

ٹرہا دی اک نظر مین تو نے کیا توقیر پتھر کی

بنا کحل البصر اللہ رے تقدیر پتھر کی

اسیر زلف کیونکر چھوٹ سکین گے قید وحشت سے

کہ ہے ہر جادۂ دشت جنون زنجیر پتھر کی

یہ جلوہ ہے کنشت و دیر مین صانع کی قدرت کا

کہ دعواے خدائی کرتی ہے تصویر پتھر کی

تلاش رزق مین ہو آسیا کی طرح سرگردان

اگر دانا ہے تو بھی سیکھ لے تدبیر پتھر کی

بنا سنگ جراحت آکے زخم تیغ ابرو پر

ہوا اچھا تیرے عاشق کو دی تعذیر پتھر کی

فسون چشم قاتل سے بنا ہون سحر کا پتلا

جو چھو لے میری گردن کو تو ہو شمشیر پتھر کی

شب فرقت مین جو سوچے تھے کرتے وہ شکایت کیا

نظر کرتے ہی ان پر بن گئے تصویر پتھر کی

نہ نکلی ہے نہ نکلے گی جمی ہے دل مین چاہ ان کی

مٹانے سے کہین مٹتی ہے کہین تحریر پتھر کی

سزاے عشق مژگان بتان سنگدل پائی

ہوئی بارش ہر اک جانب سے ہے تیر پتھر کی

نہ فرق آیا حبیب صابر و شاکر کی راحت مین

بنا دنیا مین قسمت کا لکھا تحریر تھی کی

جہان دیکھا ہر اک لب پر تمہاری بیوفائی تھی
مرے ہمدرد تھی سب ہمزبان ساری خدائی تھی

بہت روز وشی گو معلوم نالون کی رسائی تھی
مگر کل بیٹھے بیٹھے ہمنے قسمت آزمائی تھی

جو لے لیتے ہو یون ہر ایک کا دل باتون باتون مین
بتاؤ سچ یہ چالاکی تمہین کسنے سکھائی تھی

مسیحائی دکھائی آپنے اسمین بھی کچھ شک ہے
یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ جان لب تک آئی تھی

کیا تھا میرا شکوہ غیر کے گہر آپنے اک دن
خبر یہ اوڑتی اوڑتی میری کانون تک بھی آئی تھی

کرو باتین ہٹاؤ آئینہ بس بن چکے گیسو
انہین جھگڑون ہی مین اسدن بھی کتنی رات آئی تھی

رقیب اور میری گر با گرم فقرے سنکے اوٹھ جائین
مروت یہ نہ تھی ہرگز سراسر بے حیائی تھی

وہ پوچھین غیر ممکن ہے جئے یا کوئی مرجائے
مرے بہلانیکو اک بات یارون نے بنائی تھی

کہون کیا خیر گذری ہمنشین کچھ کہہ نہین سکتا
بُری حالت تھی جن روز ون طبیعت اُنپہ آئی تھی

دکھا کر مجکو اتنا کوئی کہدے اُس پری رو سے
انہین دیکھو کبھی ایسی بھی صورت آشنائی تھی

بھرین کیون ٹھنڈی سانسین اچھی صحبت دیکھکر اپنی
کوئی تقریب یاران وطن کیا یاد آئی تھی

نہین پروا بھی اب کچھ تم کو آئین یا نہ آئین ہم
وہ دن کیسے تھے جب دشوار دم بھر کی جدائی تھی

مجھے چھوڑا تھا روتا اوس پہ ہنسکر کہتے آئے ہین
کہو اوس روز پھر کیسے سانس سینہ مین سمائی تھی

بہانہ ہو گیا اک منعمون کا جی بڑھانے کو
خبر لی اوسنے جسکے ہاتھ مین حاجت روائی تھی

حبیب اب ذکر بھی بیسود ہے اون کی شکایت کیا
جو کچھ گذری وہ گذری خیر قسمت کی برائی تھی

جگر سے آکے لبون تک جو میری آہ رُکی
تو کشمکش ہوئی ایسی نفس کی راہ رُکی

دم سحر مری شمع لحد کی خاطر سے
چلی نسیم دبے پاؤن گاہ گاہ رُکی

ی ہین یہ پھبتیان مسجد مین ریش واعظ پر
کہین نہ میری طبیعت خدا اگواہ رُکی

خدا کرے کہین میخانہ کی طرف نہ مڑے
وہ محتسب کی سواری قریب راہ رُکی

چڑھائیان تھین مرے دل پہ لشکر غم کی
ہزار شکر تم آئے کہ یہ سپاہ رُکی

چھپا نہ راز محبت ہزار کوشش کی
کسیطرح سے نہ آنسو تھمے نہ آہ رُکی

اوچٹ اوچٹ گئے تیر و سنان مڑی تلوار
مگر کہین نہ ستمگر تری نگاہ رُکی

یہ کون عاشق بیتاب صرف شیون ہے
سواری آپ کی کیون سُنکے شور آہ رُکی

بچی طلاطم بحر الم سے جان نحیف
خدا کی شان سے ہے دھار مین یہ گیاہ رُکی

حبیب دین بھی لیا تھا بتون نے دلکے ساتھ
طبیعت اپنی ہی کچھ کر کے اشتباہ رکی

گوارا جان ویدینی خوشی سے ہو نہین سکتی
قیامت تک بھی سیری زندگی سے ہو نہین سکتی

اطاعت صاحب دولت کی جی سے ہو نہین سکتی
حمیت مین کمی کچھ مفلسی سے ہو نہین سکتی

چمن کی سیر اوس سرو سہی سے ہو نہین سکتی
گوارا گل کی خوشبو نازکی سے ہو نہین سکتی

پھڑک جائیگا دیکھے گا شہید ستی مین بھی جسدم
کبھی توہین جوہر جوہری سے ہو نہین سکتی

کسی کا کب ترا سا روے زیبا ہی زمانے مین
نگہ جسکے مقابل ششدری سی ہو نہین سکتی

یہ مانا ہنسے ہو تم سے مقابل بھی وہ صورت مین
ادا ہر بات مین ایسی پری سے ہو نہین سکتی

عجب وقت فلاکت ہے کہ ابنای زمانہ کی
اعانت اک نمک کی کنکری سے ہو نہین سکتی

کمالِ فن خدا گر دے تو کسر نفس لازم ہے
زیادہ قدر عجب و خودسری سے ہو نہین سکتی

ہماری خاک ہوای گردش گردون کوی جانا نہین
پریشان یہ تری جولانگری سے ہو نہین سکتی

وہ ہین فرد زمانہ مجھکو نسبت **عشق** سے کیا ہی
شبیہ ذرہ مہر خاوری سے ہو نہین سکتی

مناہی سے حبیب رند خود سے محترز واعظ
خلاف وضع تو بہ میکشی سے ہو نہین سکتی

ہو قمر کی طرح اوس رخ سے پشیمان تو سہی
داغ لگجاے تجھے بہی مہ تابان تو سہی

ظاہر و باطن محبت مین ہون یکسان تو سہی
چاک ہون قلب و جگر مثل گریبان تو سہی

مرکے بہی چھوٹے نہ ایدل کوی جانان تو سہی
تا قیامت ہاتھ رہجاے یہ میدان تو سہی

دل کو ہو جوش جنون قطرے سے طوفان ہو عیان
نقش پا ہو میری آنکھو نمین بیابان تو سہی

تیر کھینچے جذب الفت اسطرف قاتل ادہر
چٹکی رہجاے سرے سے دلمین پیکان تو سہی

سر رقیبونکے قلم ہون میری برق آہ سی
ہو مجسم صورت شمشیر عریان تو سہی

ای جنون وحشت مین راہین مین نکالون اسقدر
دھجیان بنکر اوڑین صحرا کے دامان تو سہی

مرکے بہی دکھلاؤن اونکو عشق کا کل کا اثر
میری تربت کے بنین کالے نگہبان تو سہی

جیتے جی جنپر فدا ہون گروہ لاشہ پر بہی آئے
پہر پہلا گردان ہوا وٹھکر جسم بیجان تو سہی

سخت جان ایسا ہون تہک کر ہاتھ گردش سر کے
پہیر کر خنجر کو ہو قاتل پشیمان تو سہی

اونکے دل پر یک بیک چھا جاؤن مین بنکر غبار
بعد مرنیکے نکالون اپنا ارمان تو سہی

تیغ گر رک جاے جان دیدون خم ابرو پہ مین
مرتے مرتے بہی کرون قاتل پہ احسان تو سہی

عکس داغ دل سے ہو تاریک روی آفتاب
حشر کا کردون مہیا دم مین سامان تو سہی

لیس ہو کر سب سے کہتا ہی یہ وہ ابرو کمان
دیدۂ دل کو پرو لے نوک مژگان تو سہی

شیخ کہتے ہین ملک زہد ریائی پر ترے
دور رحمت سے رہے مانند شیطان تو سہی

دیکھکر روے ضیا پرور ترا اے رشک حور
ہر بت کافر کرے اقرار قرآن تو سہی

عشق فرماتے ہین یہ فرد مجھسے حبیب

تجھکو کر دو نمین سخن مین رشک سحبان تو سہی

کوئی بات ایسی آج اے میری گلرخسار بنجاے
کہ بلبل باتون باتون مین دم گفتار بنجاے

عیان ہو جذب شوق ایسا حسین آئین زیارت کو
مری تربت کا میلہ مصر کا بازار بن جاے

مرے ہنسنے پہ وہ کہتے ہین ایسا ہی نہو بیخود
کہ کوئی آدمی سے قہقہہ دیوار بن جاے

تعجب کچھہ نہین ہے گر وفور سوز فرقت سے
مرا ہر موے تن منقار موسیقار بن جاے

شگوفے کر چلے آئین وہ داغونکے تماشے کو
ابھی سر و چراغان میرا جسم زار بن جاے

برہمن شیخ کو کردے نگاہ ناز اوس بت کی
گلو سے زہد مین تار نظر زنار بن جاے

اگر گھر سے بقصد سیر نکلے وہ کمان ابرو
تو ہر طایر دل ہر مژہ سوفار بن جاے

تبسم کر تماشا دیکھہ کے وحشت کا پھر ظالم
میرا چاک گریبان زخم دامن دار بن جاے

یونہین ہنس ہنسکر تم عاشق کا رونا دیکھتے جاو
کہ ہر تار نظر اک موتیون کا ہار بن جاے

بڑہاو منزلت تیغ ادا کی تند خوئی سے
مناسب ہے جو یہ شمشیر جوہر دار بن جاے

اگر آئینۂ دل صاف ہو حسن توجہ سے
ہر اک آنکھونکا پردہ پردۂ اسرار بن جاے

یہی ہے خون بہا چلکر ذرا کہدو اشارے سے
حبیب خستہ کا مرقد پس دیوار بن جاے

وصف علی ثناے رسول انام ہے
کہتے ہین جسپہ صل علی یہ مقام ہے

ہمنام حق وصی رسول انام ہے
حاجت روا ہی عقدہ کشا ہی امام ہے

لاشونپہ لاشین گرتی ہین یان قتل عام ہے
روحون کو راستہ نہین کیا ازدحام ہے

اوس زلف تک رقیب سیہ رو کا دسترس
اک خواہش محال ہے سوداے خام ہے

ظاہر ہے شان فاعتبروا قد یار سے
رخ صبح شیب زلف جوانی کی شام ہے

برہم ہے آہ سرد سے میری مزاج یار
کرتا ہی درد سر کی شکایت زکام ہے

زاہد ہمین تو خرقۂ رندی پسند ہے
اس جبّہ اور عمامہ کو اپنا سلام ہے

آمادہ ہو کی قتل پہ میرے نہ تم ہنسو
ان جان نثاریونکا بہی ب اختتام ہے

منظور ہر طرح ہی تمہاری خوشی ہمین
جو کچہہ کہو درست بجا لا کلام ہے

خالی گیا ہے غمزۂ خونریز کا جو وار
غصہ مین وہ بہری ہین دم انتقام ہے

مضطر نہو معین نہین گر کوئی حبیب
تیری مدد کو شافع روز قیام ہے

فراق مین دم الجہہ رہا ہے خیال گیسو مین جانکنی ہے
طناب جلّاد کی طرح سے رگ گلو آج کل تنی ہے

نہین ہے پروائے مال و دولت صفائے باطن سی دل غنی ہے
گدا ہین حاجت روائے سلطان یہ کیمیائے فروتنی ہے

جگر مین ہین داغ مہر والفت شگاف پہلو ہے جیب مشرق
شب لحد ہی کہ صبح محشر یہ کس قیامت کی روشنی ہے

فضائل اتحاد ملت جہان مین وجہہ مخالفت ہین
معاف ہی رکہئے شیخ صاحب یہ رہبری ہے کہ رہزنی ہے

غرض نرکہے مے جہان سے تو ہم بہی قائل ہون تیرے واعظ
کمال کیا جب امید فردا ہی علت پاک دامنی ہے

ہمین نہ راس آیا دل لگانا غضب ہوا پھر گیا زمانہ
کوئی تو کہتا ہے قید کردو کوئی یہ کہتا ہے کشتنی ہے

رقیب کو پاس گر بٹھایا تو مجھسے ہرگز نہ ضبط ہوگا
مٹا ہی دون ایک دن یہ جھگڑا بس اب تو دل مین یہی ٹھنی ہے
کوئی کسی سے نہ دل لگائے نہ سر پہ کوہ الم اوٹھائے
نہین بھروسا خدا بچائے کہ عشق مین جان پر بنی ہے
کبھی ہے دل مین ہنسی تمھاری فراق مین کوندتی ہے بجلی
رہین نہ کیون اشک سرخ جاری جگر مین الماس کی کنی ہے
کبھی تو آ میرے رشک عیسیٰ ہوئی ہے مزمن تپ جدائی
نہین شفا کی امید باقی نمود چہرے سے مردنی ہے
ہوا یہ لاغر اسیر تیرا کہ سب کو ہے نقش پا کا دھوکھا
گلے مین جو طوق تھا پہنایا وہ اب اسے حصن آہنی ہے
نہ تیغ قاتل کا کیون ہو شہرا کیا ہے جو رنگ جسم ایسا
دئے جو ٹانکے تو ہے یہ دھوکھا بدن کا ملبوس سوزنی ہے
زمین پر گرتے گرتے ہم کو سنا گیا کاسۂ سفالین
ہوا جہان دور عمر آخر یہ ساز ہستی شکستنی ہے
جگر مین برسون کھٹک رہیگی بہنکین گے پہلو چپک رہیگی
خیال مژگان یار جانی سنان دل دوز کی انی ہے
ازل سے رندون کو ہے کی عادت ہے اور واعظ کو سرزنش کی
تخالف وضع سے ہے جھگڑا نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

حبیب پیری مین ہین رنگیلے وہ سبزہ رنگون ہی پر ہین مرتے

ہوئے ہین دو دن پتہ نہین ہے کسی سے گھڑی کہین پہنی ہے

ہے نوجوانی ہین ضعف پیری بدن ساہین رعشہ کمر مین خم ہے
زمین پہ سایہ ہے اپنے قد کا کہ جادہ منزل عدم ہے
یہی ہے رسم جہان فانی اسی مین کٹتی ہے زندگانی
کبھی ہے سامان عیش و راحت کبھی ہجوم غم و الم ہے
بتاؤ کیون چپ ہو مُنہ سے بولو گہر فشان ہو دہن تو کہولو
عزیز رکھتے ہو جسکو دل سے اوسی کے سر کی تمہین قسم ہے
ہٹاؤ آئینہ کو خدارا لبون پہ آیا ہے دم ہمارا
بناؤ تم دیکھتے ہو اپنا یہان ہے دھڑکا کہ رات کم ہے
تمہارے کوچہ مین جب سے بیٹھے بھلا دئے دل سے سب طریقے
خدا ہی شاہد جو جانتے ہون کہان کلیسا کہان حرم ہے
عبث ہے کوشش حصول زر مین خیال فاسد کو رکھہ نہ سر مین
وہی ملیگا ازل سے جو کچھہ ہر ایک کے نام پر رقم ہے
فرشتے جنت کو لیچلے تھے پہ تیرے کوچہ مین ہم جو پہونچے
مچل گئے اوسنے کہکے چھوڑو ہمین یہی گلشن ارم ہے
جدا ہو جب یار اپنا ساقی کہان کی صحبت شراب کیسی
پلائین گر خضر آب حیوان ہم اوس کو سمجھین یہی کہ سم ہے
جلائے یا ہم کو کوئی مارے بہشت دے یا سقر مین ڈالے
رہیگا اُس بت کا نام لب پر ہمارے جبتک کہ دم مین دم ہے

حبیبؔ تا چند فکر دولت کبھی تو کر دل سے شکر نعمت +
+ کریم کو ہے کرم کی عادت مگر یہ غفلت تری ستم ہے

لیس ہو کر جو میرا ترک جفا کار چلے
سیکڑون خون ہون ہر گام پہ تلوار چلے

ناتوانی نے در یار پہ جانے نہ دیا
اوٹھہ کے سو بار گرے راہ مین سو بار چلے

تیرا کوچہ ہے وہ اے بت کہ ہزارون زاہد
ڈال کہ سبحہ مین یان رشتہ زنار چلے

اے شہ حسن مکدر نہو گر تیرا مزاج
خاک اپنی بھی جلو مین پس رہوار چلے

سنکے یہ گرمی بازار تیری اے یوسف
نقد جان رکھکے ہتھیلی پہ خریدار چلے

ہے یقین حشر مین بھی ایک نیا محشر ہو
اوٹھہ کے گر کاکل جانانکے گرفتار چلے

فصل گل آئی اوٹھا ابر چلی سرد ہوا
سوے میخانہ اکڑتے ہوئے میخوار چلے

ہوگا احسان پئے گلگشت اگر تو صیاد
ساتھہ لیکر قفس مرغ گرفتار چلے

دیر سے بیٹھے تھے مشتاق سخن سب یہ حبیب
دیکھہ اوٹھتے ہی تیرے بزم سے حضّار چلے

کام سب بن بنکے بگڑے گردش تقدیر سے
کھل سکا عقدہ نہ کوئی ناخن تدبیر سے

گوشہ نشین ملنے کی کین چھوٹے بت بے پیر سے
زور کچھہ تدبیر کا چلتا نہین تقدیر سے

ہوتی ہے نیکو نکی حق مین نیک دشمن کی بدی
شمع روشن تر ہوئی جب سر کٹا گلگیر سے

مہربان ہو کر حسینون نے کئے ایسے ستم
ہو گئی آنکھون کو نفرت سرمہ تسخیر سے

میرے عصیان حد سے افزون تیری رحمت بیکران
کیون ڈرون مین کاتب اعمال کی تحریر سے

خوش ہوا دل پھر ملے تم چھٹکے بھی ورنہ ہم
اب یہ سمجھے تھے کہ راحت اٹھہ گئی تقدیر سے

گو شکایت مین ہی خط اوس غیرت گلزار کا
بوے الفت صاف آتی ہی مگر تحریر سے

کی خطا ناوک نے صید افگین رہا جھنجھلا کی وان
رنج غربت درد فرقت کو چھپاتا ہون مگر
دست قاتل کی صفائی پر نکیون پھڑکا کرون
ضبط کرنے مین کھلا تن آتش خاموش سان
نکلی آنکھونسے رُخ روشن کے نظارہ مین جان

ڈہل پڑے یان اشک حیران دیدہ نخچیر سے
صاف ظاہر ہے مری تحریر سے تقریر سے
تیغ بران کام پہلے کر گئی تکبیر سے
دل ہی اے سوز جگر واقف تیری تاثیر سے
مین نہین موسیٰ جو غش کھا کر گرون تنویر سے

فرقت جانا نمین لب پر جان آئی ہی حبیب
دل تصور سے بہلتا ہے نہ اب تصویر سے

سیہ گیسو ہین بادل اور شفق چہرے کی لالی سے ہے
کمر کی فکر مین پیچیدہ کیون ای طبع عالی سے ہے
نہ گل مین باس باقی ہی نہ اب لالہ مین لالی ہے
خدا کا فضل ہے اچھے ہین چہرہ پر بحالی ہے
جمال اوسکا ہے آتش بال پروانہ تصور کو
دکھا دو دل نہ پامالون کا بس صاحب چلے آؤ
مریض عشق ہون سر کو طبیبو میرے بالین سے
کوئی سرو چراغان ہی کوئی گلشن ہے داغونسے
قیامت ہین خیالات کہن کو بند شین تازہ
کھینچے تھی تند دلجو تے ہنسی تھے اس پر پروے
محرک ہے شکست رنگ گل شور عنادل کا
کوئی گر بیوفا کہتا ہی مجھسے کہتے ہین سُن لو

خدا کی شان ہے شمشیر ابرو بھی ہلالی ہے
بس اب جانے دی بندہ جائیگا مضمون خیالی ہے
خزان کی آمد و شد سے چمن کی پائمالی ہے
نہ بہکین گے کبھی ساقی ہمارا ظرف عالی ہے
پری پروانہ شمع رُخ پہ فانوس خیالی ہے
چمن کی سیر ہے سبزے کی ناحق پائمالی ہے
وصال یار کی شکل اب تو جان دیکر نکالی ہے
شب و روز اوس بت کافر کے کوچہ مین دیوالی ہے
یہ جدت روح مضمونکے لئے جسم مثالی ہے
قلم ہوتے ہین شمشاد اور گلونکی گوشمالی ہے
سمجھتے ہین کوئی تازہ مصیبت آنیوالی ہے
عجب طبع روان ہے مکھو اپنی مجبیہ ڈہالی ہے

بھرا ہے سر بسر تلخابۂ جہل و خودی اُسمین — سرارباب نخوت بادۂ عرفانسے خالی ہے
جناب مرتضیٰ مین عرض حاجت کی نہین حاجت — جو تیرا حال ہی ایدل وہ کب کا اونپہ حالی ہے

شکایت کیا حبیب بتلا کی آؤ جانے دو
کسی کا شیفتہ اک رند مشرب لا اوبالی ہے

آج مین ہون فصل گل ہی باغ ہی گلفام ہے — رشک اسکا مجکو ہے لیکن کہ بزم عام ہے
یہ روش کیسی تری اے چرخ نیلی فام ہے — پا شکستہ ہی عیش کی منزل مین غم مین گام ہے
سیر خرامان باغ مین وہ سرو گل اندام ہے — قمریان ہوتی ہین ناحق ذبح قتل عام ہے
کہدیا کیون تونے ظالم لوا خبری جام ہی — اور دے ساقی ابھی میرا تو نشہ جام ہے
اونکے بوسہ کا تو مین خوگر نہین اصلا مگر — آج تک باقی زبان پر لذت دشنام ہے
آج فرمائین وہ یارب سن کے میرا حال زار — مدتین گذرین بلا لو آج تک ناکام ہے
مر گیا عاشق تمہارا آج اس حسرت کے ساتھ — رو رہا ہے جسکو دیکھو ہر طرف کہرام ہے
آکے فقرہ نہین مرے نادم ہوے وہ اسقدر — ملنے سے انکار یہان ہی اوسطرف ابرام ہے
سنتے ہو باور نکا گر سے کے کچھ بھی رقیب — ناتوان مین ہی حسد پیشہ ہے اور نمام ہے
ہاتھ مونہہ کی طرح دھو ڈالو کدورت دلکی بھی — آؤ اب ہو جاؤ ہم سے صاف دور جام ہے
الفت ساقی سے جب دیکھو مجھے لبریز ہون — نعرہ یا مرتضیٰ شور شکست جام ہے
لے خبر للہ اے مشکل کشاے دو جہان — آج تک واللہ یہ سائل ترا ناکام ہے

مست صہباے ولاے ساقی کوثر حبیب
اک زمانہ جسکو کہتا ہے یہی بدنام ہے

سنیئن کیا ذکر مجنون کا یہ سب قصہ کہانی ہی — ابھی ہمنے بھی اس کوچہ مین برسون خاک چھانی ہے

جنون کا جوش ہے آغاز عشق یار جانی ہی
ہنسی ہوتی ہی ہر سو میرا چہرہ زعفرانی ہے

وہ پوچھین یا نہ پوچھین پر جو کچھہ گذری ہی فرقت مین
ہمین یہ اپنی حالت ایکدن اونکو کہانی ہے

تمہاری ابرو ونسی کیون نہ جانین سنکے نالان ہون
کمان ہی ایک کیانی ایک تیغ اصفہانی ہے

کیا ہی رام معشو قونکو ہمنے میٹھی باتون سے
زمانہ جسکا قائل ہی یہ وہ جادو بیانی ہے

شکایت کی شب فرقت کی اونسے ملکی جب ہمنے
کہا ہنسکر کہ ہان چہرے پہ اب تک ناتوانی ہے

ہوا ہی جب سے عشق زلف و مژگان کل نہین دم بہر
غضب کی ٹیس ہی دلمین بلا کی سرگرانی ہے

بشارت نیک ہے خط دیکے قاصد مسکراتا ہے
کہے دیتا ہی دل کچہہ آج پیغام زبانی ہے

اجل کا خوف ہے کسکو کل آنی ہی تو آج آ ئے
تمہارے عشق مین مرنا حیات جاودانی ہے

ہمین ہاتھہ آئی مضمونکی طرح معدوم ہونے پر
کہلا عقدہ کمر کا اب یہ ناحق لن ترانی ہے

حبیب رند مشرب اور ترک الفت ساقی
کہا جسنے غلط ہی افترا ہے بدگمانی ہے

جب شام ہوئی دل گہبرایا لوگ اوٹھکے برائے سیر چلے
تفتیش صنم کو سوئے حرم ہم جان کے دلمین دیر چلے

گو بحر الم طوفانی ہے ہر موج عدوے جانی ہے
اب پاؤن رکین گے کیا اپنے اس دریا کو ہم پیر چلے

اب کام ہمارا یان کیا ہے یہ آنا جانا بیجا ہے
جس وقت تمہاری صحبت مین ہم ہون اور حسکم غیر چلے

ہم سمجھے تہے یان آئینگے دن تھوڑا سے رہجائین گے
پر دل کی حسرت دل مین رہی جب سو سے مکان غیر چلے

گو رنج جدائی سے ہے دل پر بوقت سے ہے یہ دور ساغر
بیٹھے ہین حبیب احباب مگر اب تم بہی کہدو خیر سے چلے

کیف مے سے باغ عارض پر بہار آنیکو تھی — برق بھی ہمراہ یاران بے قرار آنیکو تھی

اُن سے ملتے ہی خیال روز فرقت آگیا — ڈہل پڑے آنسو ہنسی بے اختیار آنیکو تھی

شش جہت مین شور محشر بپا ہو مرساہا کا تھا — دل کی کشتی یا بچشم اشکبار آنیکو تھی

صبح سے آنکھین پھڑکنے کا کھلا آخر سبب — شام ہوتے ہی نوید وصل یار آنیکو تھی

رخشکی تیزی نے پابوسی کی بھی مہلت نہ دی — خاک میری تا رکاب اے شہسوار آنیکو تھی

آگئے تم ورنہ نالونکی تو اب طاقت نہ تھی — کوئی دم مین لب پہ جان بیقرار آنیکو تھی

ہوگئی آندہی بجھانے کو ہواے کوے یار — بعد مدت آج پہر شمع مزار آنے کو تھی

رات بھر تڑپا ہون یاد گیسوے خمدار مین — اب مجھے نیند اے خیال چشم یار آنیکو تھی

توبہ کیا تھی میری بخشش اوسکو خود منظور تھی — حیلہ تہا یہ رحمت آمرزگار آنیکو تھی

فاتحہ پڑھکر چلے جب وہ یہ تڑپا جسم زار — لوح مرقد ہٹ کے پائین مزار آنیکو تھی

اک نظر مین دیکھ ہی لیتا تم آجاتے اگر — موت بھی دم بھر ٹھہر جاتی ہزار آنیکو تھی

بلبلونکی سرد آہون نے بھی باندہی کیا ہوا — باغبان کہتے ہین بے موسم بہار آنیکو تھی

جسطرح آئے تھے دو باتین بھی کر لیتے اگر — پھر تن بیجان مین جان بے قرار آنیکو تھی

انتساب حضرت ناسخ ہوا حاصل حبیب
سر تک اپنے بھی کلاہ اعتبار آنیکو تھی

کونسا ظلم ہے اب اے بت ترسا باقی — قتل کر یہ بھی نہ رہجاے تمنا باقی

خون کا آنکھون مین ہو شاید کوئی قطرہ باقی — چاک پہلو نہ کرو دلمین ہے اب کیا باقی

کچھہ دنون گر ہے یہی وحشت و سودا باقی
رہ سکیگا نہ کبھی سلسلہ پا باقی

قصہ زندگی ایک ہاتھہ مین فیصل ہی ابھی
چھوڑ مجھکو نہ ستمگار رمسکتا باقی

لالہ رویون کو دکھاؤن گا محبت کی بہار
دل مین چند سے جو رہا داغ تمنا باقی

اور نیرنگ دکہا اے فلک شعبدہ ساز
اپنی آنکھین ہین ابھی بہر تماشا باقی

کوئی خواہان اجل آ کے نہ محروم پھرا
تا قیامت رہے قاتل ترا کوچہ باقی

دیکھلے چیر کے پہلو نہ اگر باور ہو
دل مین ہے تیری محبت کے سوا کیا باقی

دم ہی جبتک نہ بچوگے غم فرقت سے **حبیب**
جان کے ساتھہ ہے واللہ یہ جھگڑا باقی

کیا تجھے اے دل سیوای یاد دلبر چاہیے
بلبل شوریدہ کو ذکر گل تر چاہیے

کیا شہید ناز کو غسل و کفن کی احتیاج
خاک کوے یار کی بس ایک چادر چاہیے

فضل حق کے سامنے کیا مال ہی تاج و نگین
ساتھہ ہمت کے رسا ہونا مقدر چاہیے

شان مجنونی نہین معشوق ہو گر رشک حور
فتنہ گر طاقت ربا شوخ و ستمگر چاہیے

تنگدستی سے نہو دل تنگ اتنا اے **حبیب**
ہے خدا رزاق مطلق دل تونگر چاہیے

دل لئے جاتے ہین داغو نسے بدلنے کیلئے
کوئی صورت تو ہو ارمان نکلنے کیلئے

نہین ہوتا ہے بپا پے یہ تشنج دم نزع
پاؤن مضطر ہین رہ دوست مین چلنے کیلئے

دھوتے ہین اشکون سی لکھہ لکھکی حقیقت اپنی
شغل ہے یہ دل مضطر کے بہلنے کیلئے

پاؤن بڑھنے نہین دیتا ہے ہجوم حسرت
کسطرف نکلین کہان جائین ٹہلنے کیلئے

میری آنکھون ہی مین دن رات پھرا کرتی ہو
کیا تمہین اور جگہہ تھی نہ ٹہلنے کیلئے

اشک تھمتے نہین کھلجاے نہ رازِ الفت
دمبدم اوٹھتے ہین یہ طفل مچلنے کے لئے

رشتہ عمر محبت مین بنا رشتہ شمع
آتش حسن جہان سوز سے جلنے کیلئے

کیا ہے گر بچ بھی گیا تیرا مریض فرقت
مدتین چاہئین اب اسکو سنبھلنے کیلئے

بار لایا نہ کبھی نخل محبت اسے چرخ
کیا نہین ہے یہ شجر پھولنے پھلنے کیلئے

راہبر فکر رسائی تو کرین اوس در تک
مین تو ہر طرح سے آمادہ ہون چلنے کیلئے

صورتِ نقش قدم اوٹھ نہین سکتا ہی حبیب
کیا یہ بیٹھا ہے ترے کوچہ مین ٹلنے کیلئے

روا روی مین بگولا ہی غبار بھی ہے
پیادہ بھی تری راہ مین سوار بھی ہے

چھٹی الم کی گھٹا ساقیا چلے پھر دور
ہوائے باغ بھی ابر نوبہار بھی ہے

امید و بیم کا انجام دیکھئے کیا ہو
جناب شیخ بھی ہین رند بادہ خوار بھی ہے

جو آئے ہو دمِ آخر تو اک ذرا ٹھہرو
تکان راہ بھی ہے وقت احتضار بھی ہے

ترے کرم پہ یہ تکیہ ہے دل کو ای معبود
خطا بھی کی ہے عطا کا امیدوار بھی ہے

کبھی ترے شہدا کا نشان نہین مٹتا
جہانمین نام بھی ہی سبکا یادگار بھی ہے

ق ا

ابھی سنبھلنے کی قوت ہے بھائیو دیکھو
مٹے نفاق تو عزت بھی ہی وقار بھی ہے

۲

کرو خیال شہنشہ تھے کل گدا ہو آج
زمانے مین کوئی تمسا ذلیل و خوار بھی ہے

ہے ناگزیر عمل ہم سبھو نکو اوس پہ جو حکم
خلاف شرع بھی ہے دلکو ناگوار بھی ہے

نہ کہئے مونہہ سے بس اب کیجئے جو کرنا ہو
کسیکو آپکے وعدہ کا اعتبار بھی ہے

خدا نے کی تھی اطاعت نہ غیر کی لازم
ہمین کسی کی غلامی سی ننگ و عار بھی ہے

گلہ خلاف طبیعت نہو ٹھہرائے دل
ابھی تو اپنے کئے سے وشرمسار بھی ہے

نہین ہے نوش بلا نیش راوق ہستی
سرور و کیف بھی ہے زحمت خمار بھی ہے

کرین جو کرتے ہین واعظ ہماری پردہ دری
خدا غفور ہے بندونکا پردہ دار بھی ہے

حبیب کیون نہ پہری ہین انتشار حواس
خیال نزع بہی ہے ہیبت مزار بھی ہے

کل جو دمساز تھے کیا یاد بھلائین اون کی
ابہی کانون مین ہین دلچسپ صدائین اونکی

دانہ زد کرتے ہین کیون اہل کرم پر چشمک
ڈہانپ لیتی تہین عیوب اونکی عطائین اونکی

محو نظارہ ہین مشتاق تونکی آنکہین دیکھو
پتلیان غرفونسے لیتی ہین بلائین اونکی

لاکہ چاہے کوئی لائیگا کہانسے وہ بات
الفتین اور کسی کی نہ جفائین اونکی

ظالمو کیون نہ ڈرے آہ سے مظلومونکی
لو پہرین باب اجابت سے دعائین اونکی

جائے حیرت ہے جو رندون کو ہنسا کرتے تہی
رہن مے ہونیکو آئی ہین عبائین اون کی

ق

۱ نہ رہی عاقل و اشک اور ادیب و شعلہ
الفتین یاد کرین ہم کہ وفائین اونکی

۲ اوٹھ گئے وہ کہ گئی بزم سخن کی رونق
سننکے اشعار وہ تحسین وہ رائین اون کی

۳ ملنے والونکی زبانی وہ پیام اور سلام
تہین غنیمت کرم آمیز ادائین اون کی

۴ تہا ہر اک نکتہ رس و فاضل و نقاد سخن
گو جہا گئین وہ نہین دلمین ہین جہائین اونکی

مسلک عشق پہ ہین جتنے گنہگار حبیب
عفو کردیتا ہے ستار خطائین اون کی

آجائے گا بلوا لو جلدی منظور جو درنکا چارہ ہے
عاشق کا پتہ کیا پوچھتے ہو وہ اک وحشی آوارہ ہے
ناحق جو زمانہ دے ایذا چھوٹے نہ رہ تسلیم و رضا

سمجھو کہ خدا نے فضل کیا عصیان کا یہی کفارہ ہے
نادان کیون اوج پہ نازش کی لازم ہے بلندی کو پستی
دولابی گردش گیتی کی کہتی ہے زمین گہوارہ ہے
اوس مصحف رخ کے پرتو سے ایام شہور و سال سے
دو ٹکڑے ہوا تہا قمر جیسے ہر ماہ یونہین سیپارہ ہے
سمجھے تھے جواب نامہ ہم جبتک نہ کہلا تہا اونکا ستم
دیکہا تو لفافہ کے اندر خط اپنا پارہ پارہ ہے
گل چن چنکر لیجا ئینگے ہم حورون کو دکھلائین گے
لبریز گل صنعت ہر دم یان دامانِ نظارہ ہے
معلوم ہے اوس کو خطا میری محجوب کہڑی ہے دعا میری
لیکن حسن لیگا خدا میری عام اوس کا کرم ہموارہ ہے
ہر شخص کے منہ سے جو نکلی اکروز نہ کیونکر ہو جائے
کہتے ہین زبان خلق جسے وہ قدرت کا نقارہ ہے

سب چہوڑ حبیب نکتہ سرا کہہ فکر سخن سے کام سدا
کاشانہ ہے قصر خیال ترا یہ معشوق مہ پارہ ہے

محو نیرنگ جہان گر نہ طبیعت رہتی
دلمین زاہد کے اگر تیری محبت رہتی
تل برابر جو ان آنکھون مین مروت رہتی
چار دن اور ٹھہر کر اگر آتی یہ بہار

مدتون تک میری آنکھون مین وہ صورت رہتی
حور و غلمان پہ مائل نہ طبیعت رہتی
بہولے چوکے کبہی ملنے کی بہی صورت رہتی
کچھ دنون پیر مغان سے ابہی بیعت رہتی

بہت اچھا تھا پہرا تا جو چہری گردن پر
گرم ہوتا نہ کبہی خود غرضی کا بازار
ہم قفس سیکھتے انداز نواسنجی کا
پہر تو اے یاد صنم دیر نشین بنتا مین
درمیان آگیا جن دوستونکے پای غرض
اپنے مالک ہی پہ رہتا جو بہروسا ایدل
لطف جتنا تمھین ہر حال مین غیرونسے رہا
بار عصیانسے نہ پیری مین کمر جہک جاتی

تیرے دلمین جو نہ ظالم یہ کدورت رہتی
پہلے جو تہی اگر اے چرخ وہ صحبت رہتی
کچھہ دنون اور انہین گرمی صحبت رہتی
تجھسے چندے جو اسیطرحپہ صحبت رہتی
اون کی آنکھون مین بہلا کیسے مروت رہتی
مانگنے کی نہ کسی غیر سے حاجت رہتی
کم سے کم اتنی ہی مجہپہ بہی عنایت رہتی
نوجوانی مین اگر مشق ریاضت رہتی

لطف شاہی تہا ہمین فقر کی حالتمین حبیب
مال دنیا سے اگر سیر یہ نیت رہتی

رہی عمر بہر یہی آرزو کوئی شوخ ماہ لقا ملے
اوسے ہمسے لطف دلا ملے ہمین اوس سے داد وفا ملے
غم دہر سے ہے نجات کب ہمین انتشار مین کیا ملے
جو حضور قلب نصیب ہو تو ثواب یاد خدا ملے
نہ اثر ہو جسکے بیان مین اوسے داد کیسے بہلا ملے
جو کسیطرح کا مذاق ہو تو سخن کا دل کو مزا ملے
وہ عجب طرح کا جمیل ہے میری حیرتون مین دلیل ہے
نہ تو کوئی اوسکا عدیل ہے نہ کسی سے اوسکی ادا ملے
نہ بر آئی گر کوئی آرزو تو حصول کیا جو مٹا عدو

اوسے دوسرا تو یہ شرط ہے میری الفتون کی جزا ملے
ہے زمانہ دشمن آرزو نہین دوستون مین وفا کی خو
یہ مجال کیا ہے اوڑا سے بو جو گلونسے باد صبا ملے
نہ کوئی طریق طلب چھٹا رہا دور شاہد مدعا
ہے وہ خضر منزل شوق کا مجھے جس سے ٹھیک پتا ملے
تمھی یاں سے جان وہ روا روی کبھی اپنی کچھ نہ میری سُنی
یہ ادا بھی ہوش رُبا ہوئی کبھی گر ملے بھی تو کیا ملے
کوئی دم تو فکر مآل کر نہ اِن اغنیا سے ملال کر
اوسی در پہ کیون نہ سوال کر کہ تیری طلب سے سیوا ملے
میرے دامنون سے ہوگیا جدا کوئی خار دشت جنون بھلا
ہر ایک ایسا لپٹا ہے جسطرح مدتون کا چھٹا ملے

وہی چارہ گر ہے غریب کا نہ اوٹھیگا ناز طبیب کا
ہے مدام ورد حبیب کا مرے درد دل کی دوا ملے

وفا مین غیرونسے اک دن مقابلہ ہو جاے
تو جلد بحث رقابت کا فیصلہ ہو جاے
بقا فنا سے جو بدلے دوئی کا نام مٹے
کسیطرح سے یہین طے یہ فاصلہ ہو جاے
زبانسے کچھہ نہین کہتا اوٹھا کے صدمہ ہجر
نہ درد دل کا بیان بھی کہین گلہ ہو جاے
کبھی نفہم حقیقت مین ہوش ہے عاجز
اگر ازالۂ اوہام باطلہ ہو جاے
دیا ہے اسلئے پیر مغانکے ہاتھہ مین ہاتھہ
کسی گھرانے سے بیعت کا سلسلہ ہو جاے
رکا ہی دلمین کہین رو کنے سی جوش ملال
نہ نکلے آنکھہ سے آنسو تو آبلہ ہو جاے

دباؤ مشق ریاضت سے نفس سرکش کو
خدا کے ہاتھ سے نصرت مجادلہ ہو جائے

نکل کے دل سے گرا فرش خاک پر اک اشک
نہ اس قدر بھی کوئی پست حوصلہ ہو جائے

کبھی سنو بھی تو ہے دل کو آرزو کیا کیا
نئی سپاہ کا ایک روز داخلہ ہو جائے

ہوس کی چھاؤن مین یون چھپ رہین سب ارمان
نہان غبار مین جسطرح قافلہ ہو جائے

وہ روح تازہ رگ و پے مین پھونکدے ساقی
عیان شباب کا پیری مین ولولہ ہو جائے

جو بردنین رہین اپنے پیشواون کی
ہر ایک نقش قدم ہمکو راحلہ ہو جائے

سخن حبیب کا سُنلین جو شوق سے احباب
تو اس زمانہ مین کافی یہی صلہ ہو جائے

گھبراتا ہے کیون اے دل ہر دم اب ختم مصیبت ہوتی ہے
کہتے ہین جہان مین بعد الم انسان کو راحت ہوتی ہے

آپسمین محبت ہوتی ہے بے لوث طبیعت ہوتی ہے
جب اوس کی عنایت ہوتی ہے کچھ اور ہی صورت ہوتی ہے

وہ عشق ہے وحشت سے بدتر معشوق کو جس کی ہو نہ خبر
کرتی ہے اثر اک دن دل پر گر دل سے محبت ہوتی ہے

کرکے آسایش کی فکرین ہم لاکھ مصیبت پر سر پر لین
ہوتا ہے وہی ہر حالت مین جو اوس کی مشیت ہوتی ہے

ہو جاتی ہے تکمیل ہنر بنتا نہین دل تشویش کا گھر
بڑھتا ہے وقار انسان کو اگر ممکن پہ قناعت ہوتی ہے

اقوام کی حالت کو دیکھو اسباب ترقی کے سوچو

بڑہجاتے ہین آخر مین جنکو اچہون سے رقابت ہوتی ہے
ہم یاد نہین کرتے ہین اوسے ہین غفلت مین بہولے بیٹھے
کام اوس کو ہے ہر دم رحمت سے ہر لحظہ اعانت ہوتی ہے
کرجاتے ہین حاکم خودغرضی پروا کیا محکومون کی +
پڑتی ہے جب اون پر چوٹ وہی اوس وقت ندامت ہوتی ہی
سب عمر گذاری محنت مین کب چین سے بیٹھے غربت مین
جب پڑتا ہون تہک کر غفلت مین جنت کی بشارت ہوتی ہے
جس سر مین ہوا سے وصال نہین جس دل کو درد فراق نہین
سمجہانے سے وہ سمجہے کیونکر کیسی شب فرقت ہوتی ہے

ساکت ہے حبیب نکتہ سرا کیا چہوڑ دیا بالکل کہنا
کیون اوس کا دل ایسا سرد ہوا اس یاس پہ حسرت ہوتی ہے

باطن کی کشش دل مین ہر جا فطرت کی ودیعت ہوتی ہے
ہو جاتے ہین عاشق بہی پیدا جب حسن کی شہرت ہوتی ہے
پژمردگی و ناکامی مین کہلائی صورت ہوتی ہے
لب غنچہ صفت کہلجاتے ہین جب دل کو مسرت ہوتی ہے
آئینہ قدرت صانع کا آفاق مین ہے ذرّہ ذرّہ
ہو غور حقایق پر جتنا اوتنی ہی بصیرت ہوتی ہے
آوارہ پریشان سرگردان بیتاب حزین مضطر حیران
ہر سونگران رسواے جہان عاشق کی یہ حالت ہوتی ہے

جو زلف مین دل الجھاتے ہین پھر کب وہ رہائی پاتے ہین
سارے قیدی چھٹ جاتے ہین جب پوری مدت ہوتی ہے

گر یاد کیا بھی ایذا مین بھولے حق کو استغنا مین
پاتے ہین دولت دنیا مین کیا طاری غفلت ہوتی ہے

ہے نیکیون کی یان نیک جزا ملتی ہے بدی کی بد کو سزا
ایک مٹ کے بنا ایک بنکے مٹا یون روز قیامت ہوتی ہے

بے سود درازی ہے سن کی محدود ہے وسعت باطن کی
کیا ہونگے رجال فن جن کی تھوڑی سی بضاعت ہوتی ہے

ہے صانع خلق حکیم ایسا کرتا ہے بکثرت وہ پیدا
جس جا آرزوے آب و ہوا جس شے کی ضرورت ہوتی ہے

ہم یاد مین تیری رہتے ہین فرقت کی جفائین سہتے ہین
جو آتا ہے دل مین کہتے ہین جب بیحد وحشت ہوتی ہے

اک دن تو زمانہ بدلے گا چمکے گا یہ نکھرا رنگ تیرا
کیون ہے مایوس حبیب اتنا ضایع کہین محنت ہوتی ہے

کر کے تعجب ہر گھڑی کیون میری حیرت دیکھیے
نکلے ہوے گھر سے ہمین گذری ہے مدت دیکھیے

دمساز اہل نغمہ ہے زاہد کی حالت دیکھیے
ہے شاق دل کو کس قدر شکل رقابت دیکھیے

رکھتے ہین خورشید و زمین تاثیر مقناطیس کی
اللہ رے جذب و کشش دونونکی قوت دیکھیے

آئینہ لیجیے ہاتھ مین اور اپنی صورت دیکھیے
کس وقت دل سے دور ہو اندوہ غربت دیکھیے

آہنگ وحدت کر گیا دل مین سرایت دیکھیے
سایہ سے بھی مجھے اپنے ہوتی ہے وحشت دیکھیے

شیدا نہین یہ حور کا کیا درد ہو مہجور کا
شاہد پرستونسے ذرا زاہد کی نفرت دیکھیے

القتین چشم یار کی صہبائی کوثر بیچیے
عشق گل رخسار مین گلزار جنت دیکھیے

ایسا بگولا ایک اوٹھا مہر درخشان چھپ گیا
یہ بھی ہوا کا پھیر تھا ذرون کی رفعت دیکھیے

صورت ہمین دیکھلائی نقد دل و دین لیجیے
ہم رونمائی مین کسقدر دیتے ہین ہمت دیکھیے

ہین اہل سب عزلت گزین نا اہل ہین مسند نشین
کیا ڈونڈھا پرسان ہی یہ جاہل کی جرأت دیکھیے

حق نے ہمین گو کر دیا سلطان اقلیم سخن
لیکن نہین ابتک ہوئی دولت دیکھیے

اکدن حبیب نکتہ دان دینگی صلہ اہل جہان
جاتی نہین ہے رائگان انسا کی محبت دیکھیے

چمکا رہی ہے حسن کو مے کی حرارت دیکھیے
گل سے زیادہ سرخ ہے چہرہ کی رنگت دیکھیے

دربانسے اونکے ہینے کی شبکو سماجت دیکھیے
مجبور کردیتی ہے یون انسان کو حاجت دیکھیے

بیکار کردی کبر نے شیطان کی طاعت دیکھیے
نخوت سے رہا تھہ آیا نہ کچھ جز طوق لعنت دیکھیے

ہین سفلہ پرور کس قدر ارباب دولت دیکھیے
کیا رتبہ اعلی ملا ادنی کی قسمت دیکھیے

معلوم ہو فرقت مین گر برسون مصیبت جھیلیے
ناصح کسی ہمہر سے کرکے محبت دیکھیے

دم آپ کا بھرتا رہا سہکر ہزارون سختیان
ہون آج تک ثابت قدم میری بھی الفت دیکھیے

اے رحمۃ للعالمین محبوب رب ختم رسل (ق ۱)
ہے ہند مین بے دست و پا حضرت کی امت دیکھیے

رائج ہوئے ہین ہر طرف شرک و مناہی آجکل (۲)
اہل شریعت کی ہوئی معدوم ہمت دیکھیے

مفقود ہے نور یقین مغلوب ہین اعیان دین (۳)
ہر سمت جہل و کفر کی چھائی ہے ظلمت دیکھیے

جس سرزمین کیواسطے دیندار لاکھون مٹ گئے (۴)
جاری ہے وان مولا مرے بحر ضلالت دیکھیے

ہر سو ہین رائج بدعتین ویران ہین لاکھون مسجدین (۵)
باقی نہین اسلام مین شان جماعت دیکھیے

آنکھون مین ہی شکل آپکی فتر گا کی چلمن ہی پڑی
دل مین مرے اجاے اکدن یہ خلوت دیکھی

پیری مین یہ مے نوشیان بس ای حبیب خوش بیان
کرنے لگی اب تو زبان با تو نمین لکنت دیکھیے

احسان قاتل کا لیا شوق شہادت دیکھیے
اترے ہمارے سر سے کب یہ بار منت دیکھیے

زاہد ہو شاید یہ وہ مے ہی جسکی حرمت دیکھیے
ایک گھونٹ پیکے کسقدر ہوتی ہی فرحت دیکھیے

ناقص کی عزت دیکھیے کامل کی ذلت دیکھیے
اندھیر ہے اب نور پر غالب ہے ظلمت دیکھیے

نخوت ہی دیندار و نمین اب جای اخوت دیکھیے
منسوخ کیسا ہو گیا آئین خلعت دیکھیے

باقی نہین تاب و توان کروٹ بدلنا ہی گران
کیا رنگ دکھلائی ہمین اندوہ فرقت دیکھیے

افسانہ ہونگے راز سب ہونا جنونکا ہی غضب
رو کی نہین رکتی ہے اب میری طبیعت دیکھیے

ہر بات مین عیاری اہل حکومت ہے عیان
کوئی نہ کوئی انپہ اب آتی ہی آفت دیکھیے

ہین خوگر افعال ردی بچتے نہین افعال بد
بننے کو ہین تمثال بد یارونکی شامت دیکھیے

پنہان شرر ہی سنگ مین پیدا چمک ہے زنگ مین
دلبستگی آہنگ مین صانع کی قدرت دیکھیے

دلمین مرے غم اوسکا ہو آوارہ محرم اوسکا ہو
نا چیز ہمدم اوسکا ہو یہ عزم و جرات دیکھیے

کسکی بنا ہے پوچھکر کیجیے عمارت پر نظر
دکھلاتی ہی کیا کیا سمان پھر چشم عبرت دیکھیے

دشوار ہے دیدے خدا سب خوبیان اکشخص کو
یا حسن صورت دیکھیے یا حسن سیرت دیکھیے

کل تذکرہ تھا مے سے کی توبہ حبیب رندنے
پیر مغان سی آج کی پھر اوسنے بیعت دیکھیے

جمتا نہین دل پر کبھی زنگ کدورت دیکھیے
ہین بو تراب پاک ہے ہر وقت طینت دیکھیے

جب نظم ہو مد نظر قانون فطرت دیکھیے
اپنی سخندانی کی پھر دنیا مین شہرت دیکھیے

اب صلح پر مجبور ہین ارباب دولت دیکھیے
ہو جاتی ہی بے چادری یون وجہ عصمت دیکھیے

ہر بات مین ہی سادگی رنگ حقیقت دیکھیے
زور ونپہ ہی طبع رسا آج اسکی جودت دیکھیے

سب سے زیادہ خلق مین انسان حاجتمند تھا
پتلا بنا کر درد کا سکھلائی حکمت دیکھیے

ہر شخص شیدا ہوگیا اہل کرم کے نام کا
دنیا مین کیسا دلربا ہی حسن نیت دیکھیے

ارباب علم وفضل کی جس قوم نے تقلید کی
اک روز آخر لیگئی وہ گوے سبقت دیکھیے

ناچیز ہے کی کبہی اگر اہل غرض نے آفرین
غیبت مین کیا کیا آپکو کہتی ہی خلقت دیکھیے

جسکے موافق ہو ہوا موسم ہے اوسکو جانفزا
جب کہولین گل بند قبا بلبل کی عشرت دیکھیے

ہین آتش وآب وہوا قابو مین مشت خاک کے
دی حضرت انسان کو کیا خالق نے طاقت دیکھیے

جب عیش غربت مین ہوا یاد وطن مین جی کڑہا
گردون ہمین دکھلائیگا کب روی راحت دیکھیے

پابند اپنی وضع کا نکلا حبیب مبتلا
جھیلی خوشی سے ہر بلا یہ صبر وہمت دیکھیے

پاک ایسا ہو دل کدورت سے
آئینہ دیکھے جسکو حیرت سے

اونس ہے اونکی اچھی صورت سے
کام کیا ہم کو حسن سیرت سے

عاشقون کی کبھی نہ لین گے خبر
ہین وہ مجبور اپنی عادت سے

بد ہے انجام جھوٹے وعدونکا
حاصل اس طرح کی مروت سے

جانتے ہین فضیلت طاعت
یہ واعظ کرین گے فرصت سے

کہا سکے خود نہ دوسرونکو کہلاے
فائدہ کیا دنی کو دولت سے

بام اعزاز وجاہ گر ہے بلند
کام لو نردبان ہمت سے

ق

کیا ہے پہر عرض حال کی حاجت
جب ہو پیدا سوال صورت سے

لڑ گئی آج اون کی چشم ناز
جھکتے ہین جنکے مرتبے ہین بلند
چلی ساتھہ اونکے جان عاشق کی
ہو نہ زاہد رجوع قلب اگر
کینہ پرور کے دل پہ الفت کا
مر گیا آج عاشق نالان +
جبکہ لاتقنطو خدا فرمائے

۲

خود ہی میری نگاہ حسرت سے
کون ملتا ہے پست فطرت سے
نہ اوٹھا بار غم نقاہت سے
فائدہ کچھہ نہین عبادت سے
رنگ جمتا نہین کدورت سے
ہوئی اسکے نجات زحمت سے
یاس کیونکر ہو ہم کو رحمت سے

در بدر پھر چکے حبیب بہت
اب تو بیٹھو کہین قناعت سے

جہان رہے نہ کسی دل پہ بار بنکے رہے
وہ خاکسار اوٹھین کیا تیری گلی سے بھلا
کیا فلک نے دل صاف کا کچھہ ایسا رشک
وہ آئے خواب مین راحت سی تا سحر گذری
دیال شان امارت نکیون ہو عسرت مین
ہمیشہ سوز محبت مین سختیان جھیلین
فراق یار سے پیدا تھی وہ خلش دل مین
کہے زبان سے جو انسان اوسی نباہے بھی
ہوئے وطن سے زیادہ عزیز غربت مین
مآل ذلت و خواری ہے عجب و نخوت کا

گلون مین رنگ چمن مین بہار بنکے رہے
عدو کے دلمین جو برسون غبار بنکر رہے
ہمیشہ کدہ ہے کہ یہ داغدار بنکے رہے
تمام شب مرے دلمین قرار بنکے رہے
ستم ہے جب اثر مے خمار بنکے رہے
وہ سنگدل تھے تو ہم بھی شرار بنکے رہے
کہ پھول بھی مرے بستر پہ خار بنکے رہے
کبھی جہان مین نہ وہ اعتبار بنکے رہے
ملے ہم ایسے کہ اغیار یار بن کے رہے
وہ سر بلند ہین جو خاکسار بن کے رہے

گنہ سے کرتی ہے محجوب نیک و بد کی سمجھہ
قمر کے چہرسے ہو جاے دور عیب کلف
یہ جذب عشق سے ہے نادیدہ تیری دیوانے
ہے گلرخون کی محبت دلیل خار الم

ہم اپنے ہاتھہ سے خود شرمسار بنکے رہے
جو چار دن تیرا آئینہ وار بنکے رہے
ہمیشہ ایک سے دو دو سے چار بنکے رہے
ضرور بگڑے گی کوئی ہزار بنکے رہے

صلای عام تہا ساقی کی انجمن مین جلیب
تمہین علیحدہ کیون روزہ دار بنکے رہے

لطف وطن ہمیشہ میسر سفر مین ہے
اوس آگ کے دہوئین سی جو پیدا جگر مین ہے
آفت کا توڑ یار کے تیر نظر مین ہے
وجہ بقاے نام ہے کب کوشش نمود
ہے عیب بھی صواب جو مقبول خلق ہو
کہتا ہی اوٹہہ کے کوچۂ قاتل سے گرد باد
لیکر پہر اسے آج مقرر پیام وصل
اکدن غرور حسن یہ بھی بہولتے نہین
ای رشک گل تپش دل عاشق کی دیکھلے
وصف وہان یار سے شیرین ہی کام جان
دل کو تلاش ورہم داغ جنون ہے پہر
بیمبریون کا لطف ہے خوی کرم کے ساتھہ
بعد زوال چاہئین فکرین عروج کی

دل جسکو چاہتا ہے وہ میری نظر مین ہے
سیل سرشک تازہ نہان چشم تر مین ہے
دل مین اگر سبری ہی تو پیکان جگر مین ہے
غواص کا پتہ کہین آب گہر مین ہے
لالہ کا حسن تابش داغ جگر مین ہے
برباد یون ہو گا جو اس رہگذر مین ہے
پھر یسے ہے عیان جو دل نامہ بر مین ہے
کیا ایسی بات عاشق شوریدہ سر مین ہے
عالم ہوا کا طایر بے بال و پر مین ہے
سچ پوچہئے تو کب یہ حلاوت شکر مین ہے
یہ راہرو تجسس زاد سفر مین ہے
وہ خوشگوار ہے جو حلاوت شکر مین ہے
کوشش کا نور تازہ جمال قمر مین ہے

کھٹکا تھا خار الفت عارض کبھی یہان
دامان گل کی بو میری چاک جگر مین ہے

برسون بنا چکے ہدف ناوک نگاہ
پھر پوچھتے ہو ضبط کی قوت جگر مین ہے

فرماتے ہین وہ ناز سے آئینہ دیکھکے
ایسا حسین کوئی تمہاری نظر مین ہے

کھوتا ہے انتساب فرومایہ اختیار
نعمت ذلیل کاسۂ دریوزہ گر مین ہے

آئے گا روز عیش کٹی غم کی شب حبیب
کچھہ تو اثر تمہاری دعاے سحر مین ہے

جینے کا لطف صحبت اہل وطن مین ہے
غربت مین جو پھنسا ہے وہ قید محن مین ہے

گو پیر ہین شباب کا عالم سخن مین ہے
ہر وقت کیف تازہ شراب کہن مین ہے

جان تازہ یاد عارض جانان سی تن مین ہے
یوسف کی بو بھری ہوئی اس پیرہن مین ہے

ہے سادگی مین اور نہ کسی بانکپن مین ہے
ترکانہ وہ ادا جو مرے تیغ زن مین ہے

پہونچا دیار یار مین عاشق پس فنا
اب خاک مین کفن ہے نہ مردہ کفن مین ہے

جو شے بلاے جان ہے وہی اسکو ہے عزیز
فکر اپنی مخلصی کی دل راہزن مین ہے

وقت سحر ہے گرم فغان کاروان گل
افسردگی کا رنگ ہواے چمن مین ہے

مجرم کے ساتھہ جانے مین ایسا ہی انتشار
تارون کو فکر قطع روابط کفن مین ہے

کیا پوچھتے ہو پڑھ کے نکیرین دیکھہ لو
حاضر جواب نامہ ہمارے کفن مین ہے

کیا عطر بیز خاک در گلعذار تھی
بو جامۂ عروس کی میرے کفن مین ہے

خوش ہوگی روح جامہ ہستی اوتار کے
لرزان ہوا ہی دہر سے اس پیرہن مین ہے

جو کچھہ کہین ہمیشہ اوسی سے ہی اتفاق
گویا زبان اونھین کی ہماری دہن مین ہے

ناقوس دیر بنگیا پردہ حجاب کا
لب پر ہے شیخ کے جو دل برہمن مین ہے

تڑپا رہا ہے دل کو سحر سے پیام وصل
آمد نشاط عید کی بیت الحزن مین ہے

ہنس دو تو عاشق لب شیرین ہو کامیاب
پوشیدہ جو ہے شیر تمہارے دہن مین ہے

یون چاہیئے ثبات قدم راہ عشق مین
پروانہ جلگیا مگر اب تک لگن مین ہے

غازہ بنے گی گرد یتیمی سفر کے بعد
موتی کی آبرو نہین جب تک عدن مین ہے

دل ایک ہون تو باتون مین کیون اختلاف ہو
میری زبان پر ہے جو اونکے دہن مین ہے

عارض ہے زیر زلف جبین ہے تہ نقاب
پوشیدہ چاند ابر مین سورج گہن مین ہے

آنیکا وعدہ کرکے بُلایا ہے دیکھیے
کیا بات آج خاطر پیمان شکن مین ہے

عقبے کا گر ہو دہیان تو دنیا ہو کیون عزیز
غربت سے ہے اوسپہ شاق جو یاد وطن مین ہے

شوخی سے شاہدونکی متانت سے دلفریب
دلکش ادائے شرم و حیا ہر دلہن مین ہے

دیکھین حضور شاہ مین کس دن ہو باریاب
افسردہ دل **حبیب** سخنور دکن مین ہے

لشکر غم فتحیاب دیکھیے کب تک رہے
عیش کا یون سد باب دیکھیے کبتک رہے

چہرہ پر اونکے نقاب دیکھیے کبتک رہے
ابر مین یہ آفتاب دیکھیے کب تک رہے

دل طپش غم سے آب دیکھیے کبتک رہے
ریزش اشک کباب دیکھیے کبتک رہے

ضبط پہ اب کیا ہو ناز ہوگیا افسانہ راز
نالہ رقیب حجاب دیکھیے کب تک رہے

بوسہ پہ تکرار ہے وصل سے انکار ہے
رات سے کم یہ حساب دیکھیے کبتک رہے

وقت ہے ساقی پلا بیٹھے ہین واعظ تو کیا
بحث عذاب و ثواب دیکھیے کبتک رہے

ہون وہ مخاطب ذرا جب تو کہون مدعا
غیرون سے روئے خطاب دیکھیے کبتک رہے

رشک رگ گل نگاہ ہمنفس برق آہ
چشم حریف سحاب دیکھیے کبتک رہے

مین ہون قتیل فراق آتا ہے قاصد یہ شاق — پھر دہین خانہ خراب دیکھیے کبتک رہے

لو وہ خفا ہو گیا ہاے یہ کیا ہو گیا — چُپ میرا حاضر جواب دیکھیے کبتک رہے

ہوتا ہے رخصت شباب دلمین توان ہی نہ تاب — زور و نپہ یہ انقلاب دیکھیے کبتک رہے

حرمتِ واعظ یہ کی رندون نے می خوب پی — گرم نصیحت جناب دیکھیے کبتک رہے

چھٹ گئی بچپن کے ساتھہ بیٹھے ہین مل کی ہاتھہ — یارون سے ہم کو حجاب دیکھیے کبتک رہے

آئیگی اب کیا وہ بات اوٹھہ گیا لطف حیات — رنج بہار شباب دیکھیے کبتک رہے

دیدۂ دل ہین ادہر خیرہ ہے میری نظر — آئینہ مین آفتاب دیکھیے کبتک رہے

دور ہی کیون اے نصیب شاہ دکن سی حبیب
روز یہی پیچ و تاب دیکھیے کب تک رہے

وصل سے وان اجتناب دیکھیے کبتک رہے — روح کو تن کا حجاب دیکھیے کبتک رہے

دل کا مکین اضطراب دیکھیے کبتک رہے — صبر کی مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

آئی شب انتظار قلب ہے سیماب دار — روز یہی پیچ و تاب دیکھیے کبتک رہے

دید سے ہین بے نصیب وہ رگ جانسے قریب — کیسے مٹے یہ حجاب دیکھیے کبتک رہے

دلکو تمنا وہ آئے آنکھون کو ارمان نجائے — شوق کو یہ اضطراب دیکھیے کبتک رہے

ہے الم زندگان باعث سوہان جان — جوش پہ چشم پرآب دیکھیے کبتک رہے

فکر معیشت کے ساتھہ ساتھہ ہی فکر نجات — جان کو دوہرا عذاب دیکھیے کبتک رہے

درد کی ہاتھون نے آہ کشور دل ہے تباہ — گھر مین یہ خانہ خراب دیکھیے کبتک رہے

زلف معنبر کی بو پھیلی ہے ہر چار سو — خونِ جگر مشک ناب دیکھیے کبتک رہے

لب پہ نہین کے سوا حرف نہین دوسرا — اون کا یہی اک جواب دیکھیے کبتک رہے

اونسے ملا پہر رقیب ہم ہین جدا یا نصیب
دشمن جان کامیاب دیکھیے کب تک رہے

دل کا ہے سوداگران ہین وہ سرِ امتحان
حجت عیب و صواب دیکھیے کبتک رہے

وہ متلون مزاج بات نہین بگڑا ہے آج
لطف کے بدلے عتاب دیکھیے کبتک رہے

چہوڑتے ہین نیکخو محفل عالم مین . لو
مٹ گیا گل پر گلاب دیکھیے کبتک رہے

ہوگئے رخصت حبیب دلسے توان و شکیب
حسرت و غم باریاب دیکھیے کبتک رہے

روز ازل سے پٹ غم الفت کی جانین ہے
لذت بلا کی اس خلش جاودانین ہے

صادق ہو جذب دل تو خلوداس مکانین ہے
جو منزلت کی حد نظر سالکان مین ہے

جو دل ہے بیقرار غم رفتگان مین ہے
اک شور الرحیل کا اس کاروان مین ہے

تسخیر کا اثر تیری میٹھی زبان مین ہے
سحر حلال پردۂ حسن بیان مین ہے

تڑپا رہی ہے دل کو ہوا کوے یار کی
کیا رہبرون کا قافلہ ریگ روانین ہے

عشاق کو مدارج الفت پہ کیا ہو ناز
ہر دم ہجوم بیم و رجا امتحان مین ہے

اوراق گل ہین پردۂ ہر ساز عندلیب
آہنگ نغمہ ہاے مسرت فغانین ہے

لے بہر کے جام عیش خرابات و ہر سے
وافر یہ بادہ ظرف زمان و مکان مین ہے

بدلی نہ آج تک تیری رفتار اے فلک
اب کونسی ہوس دل ایذا رسان مین ہے

سینہ ہین سر مین آنکھو نہین پہلو مین قلب ہین
وہ کیا ملے جو وہم مین ہے نہ گمانین ہے

افسانہ ہاے عشق ہون یا قصہ ہاے حسن
لطف انہین وہ نہین جو تیری داستانین ہے

ہر شے کی ہی بقا و فنا صورت حباب
صنعت کا تیری شور محیط جہانین ہے

کروٹ بہی لی نہ طالع خفتہ نے ایک بار
مدت سے بے خبر اسی خواب گران مین ہے

اہلِ ہنر عزیز ہین جنس ہنر گران — ق — پر دخل یان نصیب کو سود و زیان نہین ہے
جبتلک ہے نور مہر مین اور ماہ مین ضیا — محمود کے کمال کا شہرہ جہان مین ہے
نورولاے شاہ ولایت کی آب و تاب — مانند شمع طور دل خواجگان مین ہے

توبہ اخیر عمر مین زیبا نہین حبیب
تاحال پاس وضع بھی اہل جہان مین ہے

کسیکی سنکے نہ ہرگز تمہارے در سے پھرے — ہم اک زمانہ سے بگڑے جہان بھر سے پھرے
کریم دے پر پرواز مرغ دل کو مرے — یہ جاسے گر تو بہت پہلے نامہ بر سے پھرے
نہ درد ہجر وہ آفت کہ آکے سر سے ٹلے — نہ وہ بلا شب فرقت جو آکے گھر سے پھرے
ادہر کا رخ کیا ہمنے وہ جس طرف کو چلے — وہ ہین کہ ہم نظر آئے جدہر ادہر سے پھرے
ہزارون منزل الفت کے رہنما پاکر — جناب خضر حسینون کے رہگذر سے پھرے
وہی ہین نام خدا آپ مجکو جیت رہے — جو پتلیو نہین میری مدتون نظر سے پھرے
طریق عشق مین اے دل دکھا ثبات قدم — بھٹک گئے وہین پیرو جو راہبر سے پھرے
پنا سکے تیرے جمال و جلال کا پرتو — کمال تیز بھی خورشید گرم سے پھرے
ہمین تھے ایک جو دریاے عشق پیر گئے — نہنگ وار شناور کمر کمر سے پھرے
کہان وہ عارض و کاکل کہان گل و سنبل — اسی خیال مین ہم شام تک سحر سے پھرے
نہ ایک دم بھی رکی ہستی و عدم کی راہ — یہان کچھ آئے اودہر سے تو کچھ ادہر سے پھرے
وہ کب ہین کوچہ الفت کے مرد میدان جو — کسیکے زور پہ ٹھیرے کسیکے ڈر سے پھرے
یہی ہے عشق کا مسلک کہ خار زار و نہین — چلے پیادہ اسیر اور قتیل سر سے پھرے
جری وہ ہے جو غضب مین خدا کا خوف کرے — وہی بشر ہے مخیر جو راہ شر سے پھرے

جھلک نہ پستی فطرت کی دیکھئے گا جلیب
زمانہ لاکھہ کسی صاحب ہنر سے پھرے

جنون مین لڑ گئے ناصح سے چارہ گر سے پھرے
رہے کہین کے نہ وہ پھر جو تیرے در سے پھرے

نگاہ ناز کی اچھی ہوئین ادائین
وہ سارے تیر رہے دل مین جو جگر سے پھرے

ہجوم باب اجابت پہ ہے قیامت کا
ہے ناتوان میرا پیک دعا کدہر سے پھرے

نفاق لال لہو کو سپید کرتا ہے
وگرنہ لخت جگر کسطرح جگر سے پھرے

خدا نے یاس مین دکھلائی صورت امید
جو ڈبڈبای تھی وہ اشک چشم تر سے پھرے

نکیون جہان مین آوارگی کا رنگ جمائے
نگاہ جب کوئی لڑ کر تیری نظر سے پھرے

چمن کے لٹنے پہ کرتی ہے کیون فغان بلبل
خزان محال ہے فریاد مشت پر سے پھرے

مین وہ مسافر ملک عدم ہون اے قسمت
گنوا کے رخت تہیدست جو سفر سے پھرے

مریض ہجر یہ سمجھے مسیح آ پہونچے
نسیم صبح جو قاتل کی رہگذر سے پھرے

ستم ہے دن نہ پھرے آج ہی پھری قسمت
وہ آتے آتے مجھے دیکھکر ادہر سے پھرے

نہ تھی امید شفا دل کو اس مرض مین جلیب
بچے ہم ایسے کہ گویا خدا کے گھر سے پھرے

دل بچے کیونکر بت عیار سے
سامنا غافل کا ہے ہشیار سے

گل بچا جاتے ہین پہلو خار سے
اہل زر ہین کیون جھکین نادار سے

ہٹ نہین سکتے کبھی پائے ثبات
بھاگتا ہے سایہ خود دیوار سے

یہ ریاضت کا ثمر ہے عندلیب
پھول جھڑتے ہین تری منقار سے

کچھہ تو ہے کہیے کسپہ ہوگا ہاتھہ صاف
مشورے رہتے ہین کیون اغیار سے

خون کرتا دل کو خوف معصیت
ہوتی ہے شان شرافت خود عیان
ہم برے واعظ تمہین اچھے سہی
چاہئین معقول اصحاب وجلیس
دل مین کرلی ایک پریشان نے جگہہ
کچھہ زمانہ کرنے دیتا ہی نہین
کیون لہو دل کا بہایا بے سبب
کہدیا اہل وفا کو خود غرض
دل کو یہ وعدے تسلی خاک دین
حد نہ تھی میرے گناہون کی مگر

سابقہ ہوتا نہ گر غفار سے
مرد کی رفتار سے گفتار سے
فائدہ ہر وقت کی تکرار سے
عقل لے سکتے نہین بازار سے
جنس الفت لائے ہم بازار سے
دست و پا ہین آج کل بیکار سے
کوئی پوچھے دیدۂ خونبار سے
یہ خطاب اچھا ملا سرکار سے
جلد پھر جاتے ہو تم اقرار سے +
چھپ گئے سب دامن ستار سے

ہو سکے فکر سخن کیونکر حبیب
ایک دم فرصت نہین افکار سے

وہ آ بیٹھے ہین تیور بدلتے ہوئے
نہ دیکھا تھا عاشق کو جلتے ہوئے
اوٹھو سونیوالو لگے گی نہ دیر
نہ دیکھا ترے دور مین ای فلک
ہین انگشت حیرت بدندان مسیح
چلو میکدہ محفل وعظ سے
زبان پر ترا نام جب آگیا

چلو دیکھین تلوار چلتے ہوئے
وہ الٹے پھرے ہاتھہ ملتے ہوئے
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے
نہال تمنا کو پھلتے ہوئے
وہ مردے جلاتے ہین چلتے ہوئے
یہ عمامے دیکھو آپ چلتے ہوئے
تو گرتے کو دیکھا سنبھلتے ہوئے

محبت مین پاے ہر اک راہ سے | ہزارون ہی رستے نکلتے ہوئے
ہین کیا اونکی زلفین یہ ای دل نہ پوچہہ | چہلاوے کو دیکہا ہی چہلتے ہوئے
بنے جز و تن جب چہبے خار غم | یہ کانٹے ندیکہے نکلتے ہوئے
کیا کچہہ نہ جب تک رہا اختیار | جہان سے چلے ہاتہہ ملتے ہوئے
غم عشق پیدا ہوا میرے ساتہہ | اسے گذری اک عمر پلتے ہوئے
رکے کس طرح تیغ ابرو کا وار | سنا ہے اجل کو بہی ٹلتے ہوئے
اون آنکہونکے فتنونکا کیا پوچہنا | یہ جادو ہین لاکہون مین چلتے ہوئے
نہین شمع عارض پہ خط جمع ہین | ہزارون ہی پروانے جلتے ہوئے
ق فسانے ہین مشہور عشاق کے | کٹی عمر فرقت مین جلتے ہوئے
جوان مرتے دیکہے بہت نامراد | سنا ہو گا ارمان نکلتے ہوئے
ق نہین کہیل چلنا رہ عشق مین | ذرا پاؤن رکہنا سنبہلتے ہوئے

جو مشہور ثابت قدم تہے **حبیب**
اونہین ہمنے دیکہا پہسلتے ہوئے

چمن مین ایک دم اگر وہ رشک گل اکر بیٹہے | تو میری طرح بلبل بہی کلیجہ تہام کر بیٹہے
اسیران ہوس محروم پہر کر در بدر بیٹہے | یقین کب تہا جو دینا ہی خدا دیدیگا گہر بیٹہے
کبہی افسانہ الفت سنانے ہم اگر بیٹہے | تو سارے درد والے تہام کر قلب و جگر بیٹہے
نہ اوٹہے جسجگہہ جم کر ترے آشفتہ سر بیٹہے | ہزارون زلزلے آئے اوٹہے طوفان گہر بیٹہے
قیامت ہین شب فرقتمین یہ وحشت فزا نالے | گلا تیرا کہین ای بلبل شوریدہ سر بیٹہے
یہی وارستگی رکہتی ہے ہم کو سب سے بیگانہ | جو کچہہ سد جہی وہ کہہ بیٹہی جو آیا جی مین کر بیٹہے

یہ کیون ہے اونکے وربانو نکو ضد ہم خستہ حالون سے
اُنہین کیا مذہب و ملت سے جنکی عمر یون گذری
سخندان ہوگئے بشاش ساری ہرزہ گو ساکت
کرین کیا عرض مطلب ملکے جب یہ رنگ صحبت ہے
مزا تب عالم حادث مین پایا تلخ و شیرین کا
نہ آنا تہا اگر تم کو تو وعدہ کیون کیا صاحب
کٹی عزت سے مالک نے دیا دینا تہا جو اوسکو
کوئی ایسا نہین وان جو کہے کچھہ دو جواب انکو

اوٹھا دیتے ہین ظالم عاشق محزون جدہر بیٹھے
لڑے اس سے ملے اوس سے اودہر ٹھٹی اودہر بیٹھے
جہان دو چار نقاد سخن اہل نظر بیٹھے
خبر اونکو نہین اسکی بہی کب آئے کدہر بیٹھے
سپر تیغ حوادث کے جب سینہ سپر بیٹھے
عبث بہی تارے گنتے شام سے ہم تا سحر بیٹھے
جمائے پائے ہمت جب پکڑ کر ایک در بیٹھے
گلی بہر جائے گی یونہین رہی گر نامہ بر بیٹھے

خدا رکہے سلامت شاہ آصف جاہ سادر کو
حبیب خستہ خاطر کو طلب کرلین گے گہر بیٹھے

اب مسلمانون مین دولت ہے نہ عزت باقی
گہل چکے شمع صفت صدمۂ محرومی سے
صحبتین جتنی تہین برہم ہوئین سب آخرکار
دینگے اعمال بد و نیک کا اوس وقت نشان
نیک لوگونکے مخالف ہین ازل سے بدخو
مٹ گئے لاکہہ نشان نامور و نکے لیکن
نسل کا عیب مٹانے سے کہین مٹتا ہے
کار بد کرنے مین کچھہ دیر مزا ملتا ہے
سوء تدبیر سے ہے ادبار کے لشکر کا نشان

کیا ہے اے ہند کوئی اور بہی ذلت باقی
مگر اے بخت سیہ ہے وہی ظلمت باقی
ہم ہین اور قبر کا اک گوشۂ عزلت باقی
غیر صانع نرہے جب کوئی صنعت باقی
دیکھئے رہتی ہے کبتک یہ رقابت باقی
جا بجا اب بہی ہے سرمایۂ عبرت باقی
بدلین اوضاع یہ رہتی ہے رذالت باقی
عمر بہر رہتی ہے اعمال کی شامت باقی
رائے مین خود نہین رہتی ہے اصابت باقی

معصیت کا رونکی کیونکر ہو بہلا پردہ دری — ہے چہپانیکو تیرا دامن رحمت باقی

چنتے ہین ہم چمنستان حقیقت سے وہ پہول — تازگی جن کی مخلد ہے لطافت باقی

شحنہ لے لیتا ہے جو چیز ہو رہزن کے پاس — نہین ممکن کہ رہے مال غنیمت باقی

بہول سکتا نہین دل الفت یاران وطن — ہے ابہی گوشۂ خاطر مین وہ صحبت باقی

اوٹہہ گیا بزم سے وہ آئینہ رو پر اب تک — در و دیوار پہ ہے عالم حیرت باقی

وصف کاکل نہوا ختم گیا عہد شباب — رات آخر ہوئی لیکن ہے حکایت باقی

کیون ڈرین موت سے ہم جب ہے بقا بعد فنا — کہ تیری ذات سے ہے اے خالق عزت باقی

رہ کے ہستی کے مرقع مین ہے بیجا نازش — آئینہ مین بہی کہین رہتی ہے صورت باقی

شاد کیون ہو نہ مری صلح پسندی پہ رقیب — دل نہین جب تو رہے خاک کدورت باقی

ربط باطن سے ہین پیغام کی راہین مسدود — کہنے سننے کی کسی سے نہین حاجت باقی

صبح پیری سے گیا دور سیہ مستی کا — نور کے آگے کہین رہتی ہے ظلمت باقی

کون دیتا ہے گل و شمع کی تکلیف اونہین — رہنے دین اپنی گلی مین یونہین تربت باقی

ٹہیرو کچہہ دیر کوئیدم کا ہے مہمان عاشق — نہ رہے سنکے خبر آنے کی زحمت باقی

خود کہے دیتی ہے صورت تیری سودائی کی — اب بہی اظہار محبت کی ہے حاجت باقی

حوصلے پست کئے شومئ قسمت نے حبیب
ہے خیالات مین لیکن وہی رفعت باقی

اونکے وعدے مین کوئی دم کی ہے مدت باقی — اے اجل دید کی رہجائے نہ حسرت باقی

اوسکی اُمید پہ ہے یاس مین ہمت باقی — ہے ہمیشہ جسے ہر بات کی قدرت باقی

لا ادہر خط کے لفافہ ہی پہ لکہدون قاصد — رہگئی ہے ابہی تہوڑی سی عبارت باقی

قبر مین چھوڑ کے تنہا گئے احباب و عزیز / اب نکیرین سے کچھہ دیر ہے خلوت باقی

کیون نظر پھیر لی آنکھین تو ملاؤ صاحب / کیا جہان مین نہین اب رسم مروت باقی

موسم گل مین رہا زور سیہ مستی کا / کوئی ارمان نہین ساقی کی بدولت باقی

حق یہ مرنیکو یہ سمجھے ہین حیات ابدی / تیرے جان بازون مین ہی شوق شہادت باقی

پارسائی کی یہ کی رندون نے مٹی برباد / کہ رہی بنت عنب کی بھی نہ حرمت باقی

کبھی طینت کا تخالف نہین زائیل ہوتا / مار و طاوس مین ابتک ہے خصومت باقی

یہ بھی سوچے نہ کہ عاشق کو ذرا دیکھہ آئین / عمر بھر کے لیئے رہتی ہے شکایت باقی

دیکھہ گل گشت وطن کی ہے تمنا ای چرخ / دور آخر مین نہ رہجاے یہ حسرت باقی

عاشق زار یہان ہوگیا پیوند زمین / وان ابھی ہے خبر مرگ کی صحت باقی

تمنے آتے ہی شفا دی مجھے کہتی رہے سب / اسمین بچنے کی نہین کوئی علامت باقی

نہ طبیعت پہ ہوا زنگ حوادث کا اثر / رہگئے جوہر شمشیر اصالت باقی

نیند آنے کے لیئے چاہیئے تھوڑی سی ضرور / مے کی بے قید کم و کیف ہی عادت باقی

متحمل تیرے عاشق سا ہوا کب کوئی + / صبر ایوب کی رکھی نہ حقیقت باقی

عالم یاس سے ہے ندیدہ گلون پر دم صبح / نہ رہی شام کو جو تھی وہ بشاشت باقی

اپنے کوچہ مین او نہین شاق ہی عاشق کا نشان / دیکھئے رہتی ہے کس شخص کی تربت باقی

دیکھتے ہی تجھے جان آگئی ای رشک مسیح / ناتوانی ہے کہین اب نہ علالت باقی

کھاتے ہین غصہ و غم صابر و شاکر عشاق / اب اگر ہے تو یہ ہے وجہ معیشت باقی

جی مین آتا ہے پڑھون ایک غزل اور حبیب
اس زمین مین ہے ابھی کہنے کو وسعت باقی

سر مین سودا ہے نہ اب دلمین ہی وحشت باقی — جان کی طرح مگر ہے غم الفت باقی
رکھہ نہ اندھیر کوئی اے شب فرقت باقی — آج لا ساتھہ اوسے کل تھی جو آفت باقی
خط لکھا مجھکو پتا غیر کا قاصد کو دیا — ایسا بھولے نرہی نام کی صحت باقی
ساتھہ کیا لیگئی رکھتے تھے دلونمین جو غبار — قبر پر ہین فقط آثار کدورت باقی +
مشغلہ اون کا ہے عشاق کو لڑوا دینا — ہے جوانی مین بھی بچپن کی شرارت باقی
قبر مین چین سے سوتے جو نہ ہوتا یہ خیال — قید تنہائی کی تا حشر ہے مدت باقی
گرمی عشق گئی جوش جوانی کے ساتھہ — دلمین کچھہ درد طبیعت مین ہی وحشت باقی
سب کو کرتا ہے خمار مے عشرت بیچین — ہے قیامت رہی جب تک یہ مصیبت باقی
خلق مین صاحب غیرت نہ مرین نام پہ کیون — خاک مین ملکے بھی رہجاتی ہی غیرت باقی
جان تن مین نہین لب پر ہے دم بازپسین — مگر آنکھونمین ہی کچھہ کچھہ تیری صورت باقی
دل ویران مین محبت کے خزانے ہین نہان — اس لئے شہر مین بھی ہی ابھی دولت باقی
دے چکے کفر کا میخوارونکے فتوے واعظ — اور فرمائے جو بات ہو حضرت باقی
جسم سے تاب وتوان لیگئی ہوش وخرد — دل سے ہے الفت دلدار کی رخصت باقی
سن لیا آپنے افسانۂ فرقت غم ہجر — کیا کہون اب نہین کچھہ کہنے کی حاجت باقی
قبر عاشق پہ حسینونکی نظر پڑتی ہے — نہ رہین گے یہ ہرن سبزۂ تربت باقی
ہوشیاری کی صفت ہو گئی اغیار پہ ختم — جسمین ہم ہین اسی صحبت مین ہی غفلت باقی
شورش عشق ہی پیری مین نہ الفت کا مذاق — ہان زبان پر ہے کچھہ اس درد کی لذت باقی
ہاتھہ ملتے ہین یہ کہہ کہکے وہ تربت پہ مرے — رہگیا نام وفا تیری بدولت باقی
ٹھہراے روز قیامت ابھی جلدی کیا ہے — قطع ہونیکو ہے طول شب فرقت باقی

ہے نہ قارون کا پتہ اور نہ حاتم کا نشان | رہ گیا تذکرۂ بخل وسخاوت باقی

توبہ کرنیکو چلے تھے کہ بہار آئی حبیب
اور کچھ دن نہیں ہی ابھی فرصت باقی

وہ بوکر تخم داغ عشق کیا حاصل کو ڈہونڈہینگے
نہین مجنون سے کم اوس غیرت لیلی کے دیوانے
فزون کچھہ شوق خونریزی سے ہین ارمان شہادت کے
نہ دم لینگے کبھی بہونچین نہ جبتک اونکی کوچہ مین
نہنگ آسا نہین گرکشتی شناور بحر الفت کے
مزے لیکے تڑپینگے نگاہ ناز کے گہائیل
شب فرقت مین مغز استخوان شمعین جلائیگا
کسے معلوم تہا ہاتہون سے اک غارتگر جان کے
اوٹھینگے ہر طرف لاکھون نگاہ ناز کے کشتے
تمنائین بر آئین دن کہین آئے تو محشر کا
یہ دیکھین گی شراب عشق کا ہی کون متوالا +
رہی دشمن ہنر کی گر یونہین ناقدری عالم
تعلق کب ہے دنیا سی غرض کیا ہے مسیحا سے

میرا دل ہوگا پہلو مین جو اپنی دل کو ڈہونڈہینگے
غبار راہ وحشت بنکے یہ محمل کو ڈہونڈہینگے
نہ ڈہونڈہیگا ہمین قاتل تو ہم قاتل کو ڈہونڈہینگے
طریق عشق کے سالک یونہین منزل کو ڈہونڈہینگے
جنہین ہی شوق غواصی وہ کیا ساحل کو ڈہونڈہینگے
بدن مین ان کے جبتک جان ہی قاتل کو ڈہونڈہینگے
اسیر کنج تنہائی تیری محفل کو ڈہونڈہینگے
کبہی دل ہمکو ڈہونڈہیگا کبہی ہم دلکو ڈہونڈہینگے
جو وہ گنج شہیدان مین کسی بسمل کو ڈہونڈہینگے
اوسی ظالم کو ہم ڈہونڈہینگے سب اپنے دل کو ڈہونڈہینگے
مزا ہوگا جو ہوشیار و نہین وہ غافل کو ڈہونڈہینگے
نہ پائین گے کہین ناقص اگر کامل کو ڈہونڈہینگے
تمنای شہادت ہے جنہین قاتل کو ڈہونڈہینگے

حبیب بتلا یا کر تجھے یاد ہی وہ اک دن
بھری تہی جسمین ارمان سیکڑون آس دلکو ڈہونڈہینگے

تیغ قاتل اور ہے ابروے قاتل اور ہے | رقص بسمل اور ہے بیتابی دل اور ہے

ایک ہی صورت کے ہین دونون حجاب ظاہری
قیس کا دل اور ہی لیلی کا محمل اور ہے

اوس سے ملجائین جگر اس سے نہ برگ گل ملے
نالۂ دل اور ہے شور عنا دل اور ہے

جان فزا ہے اسکی تلخی اوسکی شیرینی ہے سم
پند عاقل اور ہے گفتار جاہل اور ہے

مین شہادت خواہ منظور نظروان قتل غیر
حسرت دل اور ہے منشار قاتل اور ہے

جان لے دنیا کو انسان کشت زار آخرت
فکر حاصل اور ہے تحصیل حاصل اور ہے

برگ گل سینہ کو وہ سنگ گران جانی ہے یہ
صبر کی سل اور ہے زانوے قاتل اور ہے

دان غم پروانہ یان پروانہ ہونے کا قلق
شمع محفل اور ہے حسرت بھرا دل اور ہے

کیا ملے اونکی لطافت سے ظرافت غیر کی
نقل محفل اور ہے زہر ہلاہل اور ہے

سب ہے آسان ہی اسیر زلف کا چھٹنا محال
بند مشکل اور ہے قید سلاسل اور ہے

یک بیک باور نہ کرلو جانچ لو اوس قول کو
جسکا قائل اور ہے پر سننے ناقل اور ہے

وہ بساط حرص ہے یہ ساز و برگ انبساط
خوان باذل اور ہے کشکول سائل اور ہے

پاک دخل غیر سے ہے جلوہ گاہ حسن و عشق
خلوت دل اور ہے آئین محفل اور ہے

کب تجلی اوس کے رخ کی پای مہر و ماہ نے
جنس قابل اور ہے مد مقابل اور ہے

کہکے دعوائے خدائی بت بنین کیونکر خدا
نقش باطل اور ہے نقاش کامل اور ہے

پردۂ اسرار خالق سے حجاب جسم و روح
حد فاصل اور ہے یہ سد حایل اور ہے

ورنہ یاب حضرت ناسخ بھی ناسخ ہین حبیب
ہان مماثل اور ہے نخر اماثل اور ہے

سختیان سہلین ہین سب نا سہی ایدل اور ہے
اب وہ گر آسان کردین ایک مشکل اور ہے

اتنی بات اونسے فقط کہنی کے قابل اور ہے
اسکو بھی لے لیجئے للہ اک دل اور ہے

ہے کہین دلدار ہی کوئی نہ اب دل اور ہے — سب کو ہین آسانیان ہم کو یہ مشکل اور ہے

ہو سکے تجھسے تو پہونچادے خطِ آخر مرا — نامہ بر یہ زحمت قطع منازل اور ہے

اے فلک اکدن تو بر آتین تمنائین مری — پوچھتا وہ شوخ کوئی حسرت دل اور ہے

قیس ہر وادی مین ہون پوچھے تو وہ لیلیٰ جمال — کوئی سایہ کے سوا ہمراہ محمل اور ہے

سن ہمیشہ مجھسے وصف رشک گل ای باغبان — چار دن گلزار مین شور عنادل اور ہے

آتی ہے ہر پھر کے کیون مرے سیہ خانہ مین برق — شک ہی کیا خرمن جلاکے بھی کہ حاصل اور ہے

تمکو ہین جنپر گمان یہ سب حسین ہین بیقصور — چپ رہو ای چارہ سازو میرا قاتل اور ہے

صبح کا پچھلا پہر کہتا ہے پروانو چلو — کوئی دم گرمی حسن شمع محفل اور ہے

جذب دل سے ہے کوچۂ الفت مین میر کاروان — ہو کہان اے حضرت سالک یہ منزل اور ہے

یہ نہ سمجھا کون ہون کاٹی خطا کاری مین عمر — ای دلِ نادان کوئی تجھسا بھی غافل اور ہے

لو خودی پر بیخودی پیتے ہی مے غالب ہوئی — کوئی ایسا نسخۂ تصفیۂ دل اور ہے

عیب بھی ہنجاتے تھے آپس کی صحبت مین صواب — اب سنبھل کر بیٹھیے مدمقابل اور ہے

رند تھے پیر مغان کے خوف سے سب دم بخود — اوٹھ گیا وہ دیکھیے اب رنگ محفل اور ہے

ق

تو ہمیشہ شاد رکھ یارب جناب **شاد** کو — یون تو سب ہین پر یہ جو ہر بین باذل اور ہے

بو چکے تخم ارادت مزرعہ دل مین **حبیب**
اوسکی رحمت سے ہین اب فکر حاصل اور ہے

اگر ہم پہلوئے نفع و ضرر بھی دیکھتے جاتے — ہمیشہ حسن کوشش کا ثمر بھی دیکھتے جاتے

نہ کچھ ہوتا جو عیسے ہر سحر بھی دیکھتے جاتے — مین جی جاتا اگر وہ اک نظر بھی دیکھتے جاتے

مصیبت مین جو رہتی یاد تیری تیرہ بختون کو — تو جیتے جی شب غم کی سحر بھی دیکھتے جاتے

ملا کیا مرے مرغ نامہ بر کو صید کرنے سے
تماشائی وفائے مشت پر بھی دیکھتے جاتے

چھپا رہتا نہ کتنے نیم جان ہین جان بلب کتنے
ٹہل کر تم جو سوئے رہگذر بھی دیکھتے جاتے

نہ دل کڑہتے کبھی جوہر شناسون کی عطاؤن سے
دم بخشش جو یہ عیب وہنر بھی دیکھتے جاتے

صواب وعیب کہدیتے وہ رنگ ماہ گر ہوتا
ادسے بھی دیکھتے روی قمر بھی دیکھتے جاتے

دم آخر نہ ملتے ہاتھ گر ہم عمر رفتہ مین
کبھی سرمایہ زاد سفر بھی دیکھتے جاتے

ہلا دیتے کلیجہ ہم دل صدچاک دکھلا کے
اگر وہ تیزئے تیغ نظر بھی دیکھتے جاتے

مین مرجاتا مسیحائی کا دعوے وہ اگر کرتے
دکہاتے معجزہ بھی میر اگر بھی دیکھتے جاتے

رہا مین نیم جان جان بخشیان غیرونکی کین تمنے
بگڑتا کیا اگر مڑ کر ادہر بھی دیکھتے جاتے

گلے بے تیغ وخنجر کتنے ہی کٹتے جو وہ تنکے
سر رہی تو لتے جاتے کمر بھی دیکھتے جاتے

سنبھل جاتی مٹی جو لڑکے آپسین یہ غافل گر
مآل اتفاق یکدگر بھی دیکھتے جاتے

جنازہ کوئی قاتل سے اگر احباب لے چلتے
تو ہم کشتہ ہین جسکے اسکا گہر بھی دیکھتے جاتے

دکہاتا منتظم گر تو نہ اپنی شان ستاری
جہان مین کیفر شہر اہل شہر بھی دیکھتے جاتے

انہین کرنا تھا سہل چاک میرا قتل سے پہلے
ہجوم یاس قلب نوحہ گر بھی دیکھتے جاتے

اجل برحق ہے لیکن الحذر الامنی تہا سے ہے
دعائین کین تہین جوان کا اثر بھی دیکھتے جاتے

برا کیا تھا کسی عاشق پہ گر وہ ملتفت ہوتے
ذرا بیداد کا ابھی اثر بھی دیکھتے جاتے

کہان یہ ہوش تہا سودا سے الفت کرنیوالونکو
کہ ہر دم پہلوئے نفع وضرر بھی دیکھتے جاتے

کسی پر گر ہماری طرح معشوقون کا دل آتا
مزہ بیداد کا بیداد گر بھی دیکھتے جاتے

بتا دیتے یون عدو آنکھین بچاتے راہ الفت مین
جفائی ناوک انداز نظر بھی دیکھتے جاتے

خداوندا مآل ایسا **حبیب** رند کا ہوتا

یہ حسرت بے خبر کو باخبر بھی دیکھتے جاتے

جاتا نہین جو دل سے وہ تیرا خیال ہے
جیتا ہون جسپہ مین وہ امید وصال ہے

الفت کی آب وتاب صفائی خیال سے
ہر پیچ دل کا حلقۂ دام ملال ہے

اب زلف پر شکن کا سلجھنا محال ہے
سر پر ترے شکستہ دلونکا وبال ہے

الفت کا پاس ہے نہ وفا کا خیال ہے
بیوجہہ دل دکھانے مین تمکو کمال ہے

انسان کو ادا کا سمجھنا محال ہے
اونکی ہر ایک بات مین پہلو ہی چال ہے

تفریق حسن وعشق مین اے دل محال ہے
کہتے ہین خود جمیل محبّ جمال ہے

روز فراق ہے کبھی شام وصال ہے
دنیا بھی سیر گاہ عروج وزوال ہے

پر بستہ اون کو دیکھکے مرغ خیال ہے
تار نگاہ رشتۂ دام ملال ہے

ذرہ ہے جسکا مہر وہ تیرا جلال ہے
دیکھے گا کیا کوئی کسے تاب جمال ہے

دود چراغ عمر بنا ہے ہر اک نفس
فرقت مین سوز دل کا ہماری یہ حال ہے

سمجھے یہ دوڑ دوڑ کے لب تشنۂ ہوس
بحر جہان بھی ایک سراب خیال ہے

یون زینت مرقع ہستی ہے شکل یار
ممدوح فن نظم مین جیسے مثال ہے

جویائے نقص رہتی ہے حساد کی نظر
خیرہ رخ کمال سے عین الکمال ہے

ساقی کی چشم مست کے لاکھون خراب ہین
یہ مفت کی شراب سبھی کو حلال ہے

عاشق کو اب تو ایک نظر دیکھہ لیجئے
آنکھین کھلین ہین بند زبان سوال ہے

بیگانہ وار پوچھتے ہو مدعاے دل
مین کیا کہون زبان سے صورت سوال ہے

احباب ہین عروج کی کوشش مین رات دن
اور آفتاب عمر سریع الزوال ہے

وان اک یہی جواب ہے اظہار شوق پر
سودائے خام ہے یہ خیال محال ہے

ہے عاشقون کو زہر اجل شربت عسل ۔۔۔ پیغام موت سے ہے کہ نوید وصال ہے

کیا ہو کسی سے دل کی تمنا کا انحصار ۔۔۔ شیشہ مین اِس پری کا اُترنا محال ہے

دل دادہ گان نرگس مخمور یار کا ۔۔۔ نفرت طریق وحشت چشم غزال ہے

ممکن ہے چند روز قناعت کرو **حبیب**
بے ترک حرص رزق مین وسعت محال ہے

لب کو مدحت گوش کو تیری کہانی چاہیے ۔۔۔ ہجر مین کوئی تو شغل زندگانی چاہیے

وصف چشم یار کو جادو بیانی چاہیے ۔۔۔ بہر تسطیر سراپا کلک مانی چاہیے

مثل موسی مین نہین نادیدہ عاشق آپکا ۔۔۔ ہر گھڑی ناحق نہ اتنی لن ترانی چاہیے

جان دی ہے جسنے یاد ابروی خمدار مین ۔۔۔ غسل میت کو اوسے خنجر کا پانی چاہیے

رنج کی کیا بات ہے صدقے ہوا عاشق اگر ۔۔۔ وہ بہت خوش تھا تمہین بھی شادمانی چاہیے

بے تعلق تم تھے یان دلدادہ ہم ہین ای مسیح ۔۔۔ مرنے والونکو نہ ایسی زندگانی چاہیے

کر نشانہ اِس کو پر تیر نظر دل سے نہ کھینچ ۔۔۔ جو خلش کا لطف دے ایسی نشانی چاہیے

حور وش کہنے پہ سمجھے مجکو عاشق غیر کا ۔۔۔ اب تو صاحب کچھہ علاج بدگمانی چاہیے

بار الفت عالم پیری مین اوٹھاسکے کہین ۔۔۔ بوالہوس اسکے لئے روز جوانی چاہیے

آہ عالم سوز سے بیٹھے ہو کیون استنے نڈر ۔۔۔ یہ میرے دلکی لگی تم کو بجھانی چاہیے

جسنے عالم کو بنایا منظر مردم فریب ۔۔۔ دل کو ایسے میہمان کی میہمانی چاہیے

آج اوڑھا ہے ڈوپٹہ آسمانی یار نے ۔۔۔ اے فلک مجکو بلائے آسمانی چاہیے

ذات واجب کی خبر دی کیون نہ ممکن کا وجود ۔۔۔ جو بنا ہے اوس کا آخر کوئی بانی چاہیے

لیجئے تاب و توان باقی ہے اک جان حزین ۔۔۔ سچ بتا اب کیا تجھے اے ناتوانی چاہیے

قدردان اپنا جناب **شاد** کو پایا **حبیب**
اب تو بس ہم کو انہین کی مہربانی چاہیے

فریاد بھی مین کر نہ سکا بے خبری سے
اوس بت کو کیا رام نہ سوز جگری سے

کب دل پہ اثر کرتا ہے ظالم کا تملق
دل کھینچ لیا اوسنے کمند نظری سے

ہے سایہ فگن تازہ نہال چمن حسن
نالے مرے بدنام ہوئے بے اثری سے

اوڑ جاتے تیرے ہوش مرے نغمونسے بلبل
سلتے ہین کہین زخم جگر بخیہ گری سے

ہر لطف سے خالی ہی فروغ دم پیری
نسبت میرے دل کو ہے عقیق شجری سے

دامن کی کلی باد صبا کھول سکے کب
کر شکر کہ مجبور رہون بے بال و پری سے

الفت کا شجر سرو قد ونکی ہے ہری شاخ
روشن ہوا یہ نور چراغ سحری سے

کہتے ہین وہ سنکر خبر رحلت عشاق
ساتر نہین ڈرتے ہین کبھی پردہ دری سے

ہون لاکھ خطر کوچہ دل بر نہ چھٹے گا
عشاق کو باور ہوا یہ بے ثمری سے

نفرت نہین لازم تجھے ظالم عوض رحم
جلدی گیا کہنا تھا ہمین کچھ سفری سے

عامل کرین اکبار اگر بند تو میکش
اوٹھ سکتی ہے ذلت بھی کہین مرد جری سے

کردیتے ہین یون ہرزہ درا کو کملا بند
بیٹھا ہون مین دل کھو کے تیری حیلہ گری سے

اغیار ہوے کب مری ناکامی کا باعث
خالی کرین سو مرتبہ شیشہ کو پری سے

کر غیر کو اپنا کہ مرادون کا نشان دے
لب زخم کے جسطرح ملین بخیہ گری سے

محرومیان پیدا ہوئین آشفتہ سری سے

بیکار رہ پیکان ہے جدا ہو جو سری سے

اعمال **حبیب** جگر افگار کی کشتی
ساحل پہ پہونچ جائیگی اشکونکی تری سے

ملنے سے عار بھی ہی شوق کا اظہار بھی ہے
اونکے انکار مین اک پہلو می اقرار بھی ہے

کبھی نیرنگ سے خالی نہین قدرت کا چمن
جس جگہہ دیکھئے وان پھول بھی ہی خار بھی ہے

ہمیہ گذری جو گذرنی تھی رہی چپ احباب
نکہا یہ ہمین کچہہ ان سے سروکار بھی ہے

آئے ہو گر تو نہ حال شب فرقت پوچھو
ہے وہ افسانہ بھی اک رنج کا طومار بھی ہے

دیکھنا ہو جسے دیکھے میری رونے کی بہار
چشم خونبار بھی ہے ابر گہربار بھی ہے

ٹھنڈھی آہونکا محل داغ محبت کا مقام
آؤ دلمین میرے روشن بھی ہوادار بھی ہے

عقدے الفت کے ہین سو رشتہ جان کی ہمراہ
میری گردن مین یہ تسبیح بھی زنار بھی ہے

پھرے ہے بازار محبت کا یہ دل سودائی
خود بھی بکنے کو ہی تیار خریدار بھی ہے

بے طلب دیتا ہے مالک جسے جو ہو درکار
تیری سرکار سے بڑہ کر کوئی سرکار بھی ہے

جو سزا دے وہ سزاوار ہے اے داور حشر
یہ گنہگار محبت کا گرفتار بھی ہے

دوستی ہو کہ بناوٹ نہین چھپتی اوس سے
یار یارونکا ہے عیارون مین عیار بھی ہے

دم الفت نہ بھرین کس لئے خوبان جہان
فرد ہے حسن مین وہ شوخ طرحدار بھی ہے

ہو نہ کسطرح اوسے راہ عدم کا کھٹکا
ناتوان جو ہے گناہون سے گرانبار بھی ہے

تیرے دربار مین اک شان سے سب آتے ہین
ہے گدا جسمین اوسی جامہ مین زردار بھی ہے

دیکھین بے خود سے وہ راضی ہو کہ خودداروںسے
زاہد خشک بھی ہے عاشق سرشار بھی ہے

تم سے جو جسنے کہا تہا وہ خدارا کہہ دو
ہین مخالف بھی حبیب جگر افگار بھی ہے

یون ہین دل منظور ہے صاحب اگر لے لیجئے
ہم بھی سمجھین گے اسے حق نظر لے لیجئے

شاد ہوگی روح کچہہ لوگونکی جی اوٹھین گے کچہہ
چلتے چلتے اپنے کشتونکی خبر لے لیجئے

بک رہی ہین پارہ ہای لخت دل مٹی کے مول
آیئے سودائے بازار سخن لے لیجیے

کہنے والا ہائے اتنا بہی وہان کوئی نہین
خط لئے بیٹہا ہے کب سے نامہ بر لے لیجیے

ماہ چمکے مہر بنکر اپنے اک عارض کا نور
شام کو دید یجیے وقت سحر لے لیجیے

دن بہت غفلت مین کاٹے آئے اب ہوش مین
کوچ ہے درپیش کچہہ زاد سفر لے لیجیے

جنبشِ ابرو ہی کافی قتل عاشق کے لئے
بہر زینت یون سہی تیغ و سپر لے لیجیے

اچہی قسمت لائی پہلے خدا کے گہر سے پہر
مال و دولت کی ہوس ہو جسقدر لے لیجیے

کیون یہ سب طول امل مہمان سرائے دہر مین
چار دن راحت کا سامان مختصر لے لیجیے

دیکہئے پہر شوق سے گلزار عالم کی بہار
پہلے غنچونکی طرح مٹہی مین زر لے لیجیے

دلمین آداب دعا ملحوظ رکہئے دو گہڑی
تازہ پہر نخل اجابت کا ثمر لے لیجیے

مال و زر صدقے کیا دل دیدیا پہر کچہہ نہین
واہ صاحب اب کسیکا مفت گہر لے لیجیے

نذر کرتا ہے دل و دیدہ آشنا اپنا حبیب
آپکو پاس محبت ہے اگر لے لیجیے

پلا ساقی مئے گلرنگ کالی گہٹ آئی
چہپا لیکو گیٔ مستی تیکے کمسر کی ردا آئی

سنا بہی سطرحسے تیرے عاشق کی قضا آئی
اجل آغوش کہولے صورت لطف خدا آئی

جیل ہے ساتہ حسن صورت و تاب و توان لیکر
ٹہر کچہہ ای جوانی تو جو آئی بہی تو کیا آئی

جہان مین بے عرق ریزی کے دولت بن نہین سکتی
ہوس مین مٹگئے لاکہون کسیکو کیمیا آئی

فلک تجہکو نہ آئی چارہ سازی ہم غریبونکی
جو آیا بہی تو کیا آیا ستم آیا جفا آئی

ملے ہمدردو اور ونکی مصیبت کا قلق سمہکر
گیا زنگ کدورت دلسے تب کامل صفا آئی

شناسا دل تہا ہر تیر نگاہ یار کا گویا
دہان زخم سے پیہم صدائے مرحبا آئی

کبھی بدلا نہ میرا خواب غفلت خواب راحت سے
نظر کب عالم رویا مین شکل مدعا آئی

کہون کیا کیون پہرا مین وادی وحشت مین سرگردان
نظر کے سامنے اوس بت کی صورت بارہا آئی

تمہارے عارض پرنور پر شیدا ہوئی ایسی
صباحت ہو کے روے ماہ کامل سے جدا آئی

دئے دنیا مین آکر کیسے کیسے امتحان دل نے
بتون کا عشق بنکر بارہا یاد خدا آئی

توکل نے لباس فقر مین ایسا غنی رکھا
نظر ہر چشم منعم مین شکل کشکول گدا آئی

یہان کی آہ مین نے وہ اودہر دل تھام کر بولے
کدہر سے آج آواز حبیب مبتلا آئی

ہونے والی بات ان پر یون طبیعت آگئی
دل مین آنکھونکی طرف سے پیاری صورت آگئی

رخ سے ملک کاکل مشکین کی نکہت آگئی
ساتھہ جام آب حیوان لیکے ظلمت آگئی

یاد وقت نزع کس گلرو کی صورت آگئی
موت آئی یا بغل مین حور جنت آگئی

یا علی کہکر پیا جس وقت جام آب سرد
بادۂ تسنیم کی ہونٹونپہ لذت آگئی

دیکے دل اون کو جو فرقت مین بہائے ہمنے اشک
دامن تر خود پکار اوٹھا کہ قیمت آگئی

ہوگا پایان شب غم مطلع صبح امید
کٹ بہی جائیگی یوہین جیسے مصیبت آگئی

آب خجلت روے زیبا پر بنا دل کا غبار
ہوگئین جب اونسے چار آنکھین مروت آگئی

خاک کوے یار نے ہمکو بنایا خاکسار
رہتے رہتے ایک با تاثیر صحبت آگئی

جانکنی مین رکھدیا سینہ پہ کسنے اپنا ہاتھہ
دل مین قوت آگئی رخپر بشاشت آگئی

لطف از خود رفتگی پر مٹے شاہد پرست
ہاتھہ سے جاتا رہا دل جب طبیعت آگئی

دل کے ہر گوشہ مین الفت کے خزانہ ہین نہان
اس خرابی مین تو دنیا بھر کی دولت آگئی

ناز پر مین مٹ گیا اون کو پسند آیا نیاز
اونکی خو مجھمین تو اون مین میری سیرت آگئی

دیکھکر فرد گنہ کانپا جو میرا بند بند
پھر تسکین دل مین اُمید شفاعت آگئی

جیب مرقد سے نکالے پھر میری وحشت نے ہاتھ
اب تو نوبت تا بہ دامان قیامت آگئی

چین سے جی بھر کے ہم سونے نپائے قبر مین
لیٹتے ہی غل اوٹھا صبح قیامت آگئی

مجھکو مٹی مین ملا کر حسرتین رخصت ہوئین
بال کھولے قبر پر صبح قیامت آگئی

حشر برپا کر دیا کس کے خرام ناز نے
خفتگان خاک چلائے قیامت آگئی

یون کھلے ہم پر رموز عالم کون و فساد
لطف حق سے جسطرح لقمان کو حکمت آگئی

قبر عاشق پر پڑا جب اون کا دامان نظر
دلمین چھنکر سات پردون سے کدورت آگئی

دونون کہتے ہین اوسے میرے سیوا دیکھے نہ غیر
مردم دیدہ مین بھی اب تو رقابت آگئی

قبر سے اوٹھیگا یہ کہتا ہوا اک دن **حبیب**
کام اپنے الفت شاہ ولایت آگئی

سمجھکر اپنا گھر مہمان سرا مین کی بسر تو نے
کیا ابتک نہ غافل ٹھیک سامان سفر تو نے

شب وصل صنم کی باتون باتون مین بسر تو نے
کہا افسانہ فرقت سے اے دل تا سحر تو نے

ہوئین جب بند آنکھین میری تب دیکھا ادھر تو نے
خبر لی فتنہ گر آخر بنا کر بے خبر تو نے

نقاب گل اوٹھی نرگس پہ بلبل کی یہ قدغن ہے
نکلواؤن گا مین آنکھین اگر دیکھا ادھر تو نے

کیا کیا مردم دیدہ پہ احسان سوزن مژگان
سیا کس دن بشفقت چاک دامان نظر تو نے

ملا بے فیض سے قطرہ بھی کوئی اے صدف تبلا
یہ چلو مدتون رکھے تہ آب گہر تو نے

جلایا آب اشک گرم کو اے آہ ناکامی
لگا کر برف مین ساغر کیا ٹھنڈا جگر تو نے

جواب نامہ اونسے لوٹ کر قدمون پہ لکھوایا
کیا ہے کار انسان آج مرغ نامہ بر تو نے

لکھا تھا جو مقدر مین بہر صورت وہ پیش آتا
ہمیشہ لے ہوس ناحق پھرایا در بدر تو نے

محبت کی کشاکش مین بہا خون ہو کے آنکھون سے
ریاض دہر مین خندان نہو گا دیکھہ اے منعم
یقین ہوتا ہے پہر بہولی رہ باب اجابت کو
گری برق نظر پہر خرمن صبر و تحمل پر
نہین آتا خیال غیر وہ سکہ بٹھایا ہے
چھری سے کم نہین یہ بدگمانی جان بلبل کو
تیری مستانہ چالین دل جلونکو سیف بران ہین

کیا جب منفعل دل کو ادہر مینے ادہر تونے
مثال غنچہ مٹھی مین جو رکھا اپنا زر تونے
کہان جا کر دہائی دی اسے دعائے بے اثر تونے
کرامت اپنی دکھلائی نہ اس دم چشم تر تونے
بڑی کوشش سے پائی کشور دل پر ظفر تونے
قفس مین رکھہ کے ای صیاد کیون باندہی ہین پر تونے
وہ خود بجھتی بجھائی شمع کیون باد سحر تونے

حبیب رند سرمستی مین بہی تہا اپنے مسلک پر
پہرایا اسکو ہو کر ساتھہ ناحق راہبر تونے

ملتے ہین زمانے مین کہان پوچھنے والے
دے حکم دریچہ سے ادہر دیکھنے والے
کسطرح تیرے تیر تغافل سے بچے جان
اتنا تجھے کہنا تہا وہ جب آئے تہے ای غش
ہوش و خرد و صبر گئے اے غم فرقت
تکلیف لحد کشتۂ الفت پہ ستم ہے
دل بیٹھہ گیا عشق کے کوچہ مین مچل کر
دیکھے تیر اکشتہ نہ کبہی آنکھہ اوٹھا کر
ملنا ہے جسے خوگر بیداد بنا کے
آزاد تیرے دست نگر بیٹھے ہین ساقی

ارمان تو ہزارون ہین اگر کوئی نکالے
رستے پہ جو بیٹھا ہے کوئی اسکو بلالے
آئی ہے قضا سر پہ تو ٹلتی نہین ٹالے
اک لحظہ تو ٹھیرو یہ ذرا ہوش مین آلے
باقی ہے فقط جان جو لینا ہے تو آلے
رستے ہی مین کردو اسے مٹی کے حوالے
جو جامہ سے باہر ہوا دسے کون سنبھالے
گر خضر کہین لائے ہین ہم آب بقا لے
کسطرح نہ کچھہ دن ہوا بہی وعدے کو ٹالے
دینا ہے جو کچھہ دیکے فقیرون کی دعا لے

منت سے عدم کی سفر ہی رک نہین سکتی
دیکھین بہی کوئی ان روٹھے ہوؤن کو تو منا لے

اُف اُف کی صدا منہ سے نکلتی ہی دم ضبط
مجبور ہون احباب جو سمجھین اسے نالے

وہ آج حنا باندہ کے ہاتھون مین جو سوئین
کچھ بیخودی شوق بہی رنگ اپنا جما لے

دانا ہے تو نادانون کی صحبت سے حذر کر
بینا ہے تو فیض نظر اہل صفا لے

سمجھین رہ الفت مین اوسے بستر گل پانون
تلوؤن مین پڑین دشت نوردی سے جو چھالے

ظالم کو ہے شوریدگی ظلم حلاوت
خنجر کی زبان مین بہی کہین پڑتے ہین چھالے

پرسش سے لرزتا ہے حبیب جگر افگار
ستار اسے دامن رحمت مین چھپا لے

ہان ہان کے سیوا کچھ نہین گرد او وفا لے
بدعہد ہے آخر جو کوئی لے بہی تو کیا لے

کہتے ہین ترے نقش قدم دیکھنے والے
بینا ہے جو ان چشمونکو آنکھونسے لگا لے

آسان ہے کوہ الم و غم کا تحمل
شہزور وہ ہے دلکو جو دنیا سے اٹھا لے

لازم ہے نباہے اوسے دم تن مین ہے جبتک
جس بات کو انسان کبہی منہ سے نکالے

عارف کی نظر مین مئی وحدت سے بہری ہین
پیمانے گل شوخ کے لالے کے پیالے

حق بین جو نگاہین ہون تو انصاف کرے دل
کج فہمونکی آنکھونمین تعصب کے ہین جالے

کہتی ہے نظر مجھسے دکہا کر تیری تصویر
دل مین اسے رکھ لے اسی آنکھونمین بٹہا لے

پچھتاؤگے شوریدہ سرون کو نہ رلاؤ
سو لون کو تہہ خاک جگا دینگے یہ نالے

بنتے نہین مرغ قفسی رنگ کے طائر
آزاد ہین ان کو کوئی پالے کہ نہ پالے

سمجھے کوئی کس طرح سے اوس شوخ کا منشا
جو بات کہے ایک سے اور ایک پہ ڈہالے

واعظ نہ بنین عاشق و معشوق کے مصلح
رنگ انکے انوکہے ہین تو ڈہنگ انکے نرالے

وہ شوخ کرے قبر پہ آنے کا جو وعدہ | مرجائیں یہ فرقت کی جفا جھیلنے والے

رہتا ہے حبیب اپنے خیالات میں سرشار
کون اسکو نصیحت کرے کون اسکو سنبھالے

چل گئی تیغ ادا تیر نظر سے پہلے | ہوگیا کام میرے دل کا جگر سے پہلے
وہ چلے گھر سے تو پلٹا میرا دم آنکھوں سے | آگیا ہوش میں آنے کی خبر سے پہلے
یوں سہی ہوگئے ہم آپکی الفت میں فقیر | آج کرتے ہیں گدائی اسی در سے پہلے
بعد خالق سبقت اشرف مخلوق کو ہے | فلک نہیں اسمیں بشر ہی تھے بشر سے پہلے
دور کیوں جاتے ہو گر دل سے ہو مشتاق جمال | اپنے انفاس کو دیکھو تو نظر سے پہلے
کیا ہے طالب عقبےٰ کو خیال دنیا | منزلیں کرتی ہیں گھر دل میں سفر سے پہلے
رزق مقسوم بہر طور یہیں ملتا ہے | آیا ہر پھر کے گیا جو تیرے در سے پہلے
آتش فتنہ خموشی میں بھڑکتی ہے کہیں | جب لڑے سنگ صدا نکلی شرر سے پہلے
فکر بے سود ہے جب جان کے لالے پڑجائیں | چاہیے نفع کی تدبیر ضرر سے پہلے
کھلگیا یہ بھی ہیں دو خامہ ایجاد کے نقش | نام روشن تھا تیرا شمس و قمر سے پہلے
فکر شہرت کبھی زیبا نہیں بے کسب کمال | عیب کو دیکھتے ہیں لوگ ہنر سے پہلے
جس سے آغاز ہے ہوتا ہے اسی پر انجام | تخم آخر ہے ثمر سے تو شجر سے پہلے
پیچ و تاب اپنا گوارا ہو تو دے اور کو رنج | زلف دلدار نے بل کھائے کمر سے پہلے
شہرت نقص ہی آفاق میں جاہل کا فروغ | صبح کاذب ہے جو ہوتی ہے سحر سے پہلے

شاد شادان ہیں تو مغموم رہیگا نہ حبیب
غدر نالہ صبح کی ہوئی تھی اسی گھر سے پہلے

دل لیگا تیرا طرّۂ طرّار اور بھی | جادو ہے یہ سلاست گفتار اور بھی

دامن مین بھیگنے کو ہین کچھہ تار اور بھی | دو چار قطرے دیدۂ خونبار اور بھی

زاہد تو بولے ہوش مین واعظ ہین ساقیا | بیٹھے ہین ان کی آڑ مین دو چار اور بھی

دیکھے جو عاشقون نے وہ نیرنگ کچھہ نہی | بدلیگی رنگ چشم فسون کار اور بھی

دو چار خون کرکے ستمگر کدھر چلا | بیٹھے ہین جان دینے کو دو چار اور بھی

شہرہ جہان مین بڑھگیا یوسف سے آپ کا | کیا ہے خیال گرمئ بازار اور بھی

سنتے ہو گر تو کہتے ہین ورنہ نہین ہے | کچھہ حال دل ہے قابل اظہار اور بھی

شاہ و گدا ہین سب میرے مالک سے ملتجی | اس سے بڑی ہے کیا کوئی سرکار اور بھی

میرے پری جمال کا ثانی نہین کوئی | ہونگے ہین جہان مین طرحدار اور بھی

ساقی ہے دل تو سیر پہ نیت بھری نہین | بھر بھر کے جام دے ہین دو چار اور بھی

عصیان سے مجکو کرکے سبکدوش ای رحیم | احسان سے اپنے کردے گرانبار اور بھی

ساقی نے آنکھہ سے جو اشارہ کیا کہ لو | ہم پی کے جام ہوگئے سرشار اور بھی

کافی نہوگا حشر کا اک دن حساب کو | نکلے جو مجھسے چند گنہ اور بھی

میرے کریم کو وہی سائل پسند ہے | لے لیکے کہتا جائے جو ہر بار اور بھی

اہل سخن مین تشنۂ فیض رشید دکن
باقی ہے اک حبیب نمک خوار اور بھی

تمت بالخیر